حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب تاریخی مقامات کا
رنگین تصاویر اور نقشوں سے مزین پہلا تصویری البم

مؤلف/ مولانا ارسلان بن اختر میمن

رنگین تصاویر سے مزین

مقاماتِ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کا تصویری البم

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے منسوب تاریخی مقامات کا
رنگین تصاویر اور نقشوں سے مزین پہلا تصویری البم

مؤلف / مولانا ارسلان بن اختر میمن

نام کتاب .... مقامات حسن وحسین رضی اللہ عنہما

اشاعت اوّل .... جنوری 2014ء

مؤلف .... مولانا ارسلان بن اختر میمن

خط وکتابت کا پتہ:

مکتبہ ارسلان

قرآن محل مارکیٹ، دکان نمبر 13

اردو بازار :0333-2103655

E-mail: maktaba.arsalan@gmail.com
Website: www.maktabaarsalan.com

مولانا ارسلان بن اختر میمن اکابر کی نظر میں

محمد یوسف لدھیانوی

نائب امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

شہید الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ارسلان بن اختر کی کتاب ''علامات محبت'' کی تقریظ میں لکھا ہے کہ! زیر مجموعہ میں حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کے مسترشد ''محمد ارسلان بن اختر'' نے نہایت محنت وعرق ریزی سے سلاست سے معمور اور مستند حوالوں سے مزین زیر نظر کتاب مرتب فرمائی ہے جو کہ تحسین اور لائق اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!

العارض....

حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

ناظم: مجلس اشاعۃ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR
KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

کتاب ''اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں'' ۳۰۰ کتابوں سے مستند ہے۔ جس میں صوفی مولوی ارسلان سلمہٗ نے اپنے فطری ذوق عاشقانہ عارفانہ سے محبت اور معرفت کے نہایت مفید مضامین جمع کئے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب اور موصوف کی دیگر کتابوں کا مطالعہ امت مسلمہ کیلئے معرفت اور محبت خداوندی کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ موصوف کی تصنیف اور تالیف کردہ کتابوں کو امت مسلمہ کیلئے نہایت مفید بنا کر قارئین اور معاونین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

العارض.... حکیم محمد اختر عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

Dr. Mufti Nizamuddin Shamzai
Sheikh-ul-Hadees
Jamiat-ul-Uloom-Il Islamiyyah,
Allama Mohammad Yousuf
Banori Town, Karachi-5. PAKISTAN

مولوی ارسلان بن اختر کی کتاب ''نماز میں خشوع وخضوع'' میں اقوال سلف کا اچھا ذخیرہ ہے۔ خصوصاً دوسرے حصے میں خشوع وخضوع کی صفت پیدا کرنے کے طریقے خوب بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو امت کیلئے نافع بنائے۔ آمین!!!

بندہ نے عزیز مولوی ارسلان کی کتاب ''حصول ولایت'' دیکھی، ماشاء اللہ اس مقصد کیلئے انتہائی نافع اور مفید ہے اس کتاب کے مضامین بھی ماشاء اللہ بہت اونچے ہیں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص میں محبت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو اپنی مخلوق کیلئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین!!!

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ''گناہوں کا سمندر'' نامی کتاب میں دوران تقریظ لکھا ہے بندہ مولوی ارسلان کی محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین!!!

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

العارض....

عرض مؤلف

مجھے قلبی طور پر تاریخی اور مقدس مقامات کی زیارت کا شوق رہا ہے اسی شوق کے نتیجہ میں عرصہ 7 سال سے احقر انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے منسوب مقدس مقامات کی تصاویر جمع کرتا رہا گویا کہ زیر نظر کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے احقر کی سات سالہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

شروع میں یہ کتاب کئی جلدوں میں چھاپنے کا ارادہ تھا مگر بعد میں بندہ نے قارئین کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے اس کتاب کو 13 مختلف کتب میں تقسیم کر دیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1. تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
2. تبرکات انبیاء علیہم السلام
3. مقامات انبیاء علیہم السلام
4. تبرکات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم
5. تبرکات صحابہ رضی اللہ عنہم
6. مقامات صحابہ رضی اللہ عنہم
7. مقامات حسن وحسین رضی اللہ عنہما
8. مقامات امہات المومنین رضی اللہ عنہن
9. تبرکات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم
10. مقامات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم
11. مقدس مقامات
12. اسلامی زیارات
13. قرآن کے تاریخی مقامات (زیر طبع)

احقر نے اس کتاب میں حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے حالات کے ساتھ ساتھ ان کے مزارات ومقامات کی تصاویر کو اس وجہ سے اس کتاب کی زینت بنایا ہے تا کہ قارئین جب حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے حالات پڑھنے کے دوران ان مقامات کی تصاویر کو دیکھیں گے تو حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے حالات کو یقین کے ساتھ پڑھیں گے اور جب کسی واقعے کا یقین ہوتا ہے تو اس کی لذت اور کیفیت بڑھ جاتی ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ کر یہ کتاب حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے حالات کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے نہ صرف غور وفکر کے بہت سے نئے دروازے کھول دے گی بلکہ سنجیدہ عشاق حقیقی کے طالب علموں کیلئے ان جیسا بننے کا ذریعہ بنے گی کیونکہ بنی آدم کی یہ فطرت ہے کہ جب اس کے سامنے کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اسے اس مقام کو دیکھنے کا تجسس ہوتا ہے۔

چودہ سو سال سے قارئین جب بھی حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے واقعات پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں ان مقامات کو دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مگر مشقت اور مالی اعتبار سے کمزوری کی وجہ سے لوگ مقامات حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کی زیارت کو دل میں لئے ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

احقر نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما سے منسوب مقامات کو ایک جگہ جمع کر دوں تا کہ ہمارے قارئین ان 112 صفحات کا مطالعہ کر کے گھر بیٹھے ہزاروں کلومیٹر کا سفر اور لاکھوں روپے خرچ کئے بغیر حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے مقامات کو دیکھ سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما سے منسوب مقامات کے نقشوں کو بھی تفصیل سے دیا گیا ہے تا کہ قارئین کو ان مقامات کے تعین کو سمجھنے میں مزید آسانی ہو جائے۔

میرے نزدیک یہ کتاب حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے عاشقوں کیلئے انمول تحفہ ہے جو قارئین کو مقدس مقامات کی گھر بیٹھے سیر کراتی ہے اور حسن وحسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کے حالات و واقعات کو پڑھنے کے بعد جذبہ ایمانی پیدا کرتی ہے۔

آخر میں احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح کی معاونت کی، خاص طور پر ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جن کی ارسال کردہ کتب اور تصاویر کو احقر نے اس کتاب کی زینت بنایا ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔

العارض: ارسلان بن اختر میمن

كَانَ اللّٰهُ لَهُ عِوَضًا عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

حصہ دوم **مقامات حسن و حسین** رضی اللہ عنہما

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

تذکرہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تذکرہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنوانات	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
248	کربلا کے مختلف اسماء گرامی	✦
249	سات سنہری گنبد	✦
250	کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی تعمیر لمحہ بہ لمحہ	✦
250	حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ کی موجودہ تعمیر و آرائش	✦
250	بوقت شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر کی حالت	✦
252	یزید کا اپنی فوج پر غضبناک ہونا	✦
259	حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوف خدا	✦
263	16 شہدائے کربلا کے سر مبارک	✦
271	16 شہدائے کربلا کے جسم مبارک کا مقام مدفن	✦
275	دار الامارۃ! جہاں ابن زیاد کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک لایا گیا	✦
278	حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک کہاں دفن ہے؟	✦
287	دوسرا قول مسجد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے (قاہرہ)	✦
287	عظیم ہستیوں کے مزار اور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ	✦

خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں ہونے والی فتوحات

مکتبہ الارسلان
MAKTABA-E-ARSALAN

أوروبا
روما
القسطنطينية
سردينيا
صقلية
قرطاجة
القيروان
سبيطلة
عبد الله بن ابی السرح
عقبة بن نافع الفهری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
طرابلس
برقة
عبد الله بن ابی السرح
عقبة بن نافع الفهری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
عمورية
هرقلة
كريت
بحر الروم (البحر الابيض المتوسط)
معاوية بن ابی سفيان
عبدالله بن ابی السرح
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
الاسكندرية
القسطاط
عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
القدس
دمشق
بلاد الشام
ابو عبيدة بن الجرح
خالد بن الوليد
شرجيل بن حسنة
يزد بن ابی سفيان
عمرو بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
أرمينيا
أذربيجان
عتبة بن فرقد
الوليد بن عقبة
رضی اللہ تعالیٰ عنہما
الجزيرة لفراتية
ن. الفرات
ن. دجلة
حروراء
الكوفة
سعد بن ابی وقاص
المثنى بن حارثة
حذيفة بن اليمان
النعمان بن مقرن
ابو موسى الاشعری
خالد بن الوليد
ابو عبيد الثقفی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
بحر الخزر (قزوين)
طميسة
جرجان
سعيد بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
طبرستان
قومس
بلاد ماوراء النهر
كابل
خراسان
سجستان
فارس
كرمان
عبدالله بن عامر بن كريز
عبدالرحمن بن سمرة
عبدالله بن خازم السلمی
سهل بن عدی الخزرجی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
آسیا
ملتان
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سندھ میں حارث بن مرۃ العبدی کی قیادت میں لشکر بھیجا
أرض السند
الهند
خليج البحرين (الخليج العربی)
مصر
افريقيا
النوبة
عيذاب
عبد الله بن ابی السرح
عقبة بن نافع الفهری
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
أرض السودان
ن. النيل
بحر القلزم (البحر الاحمر)
المدينة النبوية
مكة المكرمة
جزيرة العرب
عمان
اليمن
صنعاء
بحر العرب
زيلع

(سبز)	ارتداد کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پورے جزیرۂ عرب کا متحد ہونا
(زرد)	خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والی فتوحات
(گہرا سبز)	خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہونے والی فتوحات
(بنفشی)	خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والی فتوحات
(سرخ)	یہ تمام جنگیں خلیفہ حضرت علی بن ابی طالب کے دور خلافت میں فتحیاب ہوئیں
(نشان)	جنگوں کے قائدین
(نشان)	ان جنگوں میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما نے شرکت کی

ان ساری فتوحات کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں تواتر سے آیا ہے۔
جن میں سے چند مشہور کتابیں یہ ہیں

تاريخ الطبری للامام محمد بن جرير الطبری
تاريخ الاسلام للحافظ الذهبی
البداية والنهاية للحافظ ابن كثير
الكامل فی التاريخ لا بن الاثير
المنتظم لابن الجوزی
مروج الذهب للمسعودی
تاريخ اليعقوبی

خلفاء راشدین اور حسنین کی اولادوں کی آپس میں شادیاں

اولاد رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مهم خديجة بنت خويلد

- القاسم
- زینب — ان سے ابوالعاص بن الربیع الاموی نے شادی کی
  - أمامة — ان سے حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد شادی کی
  - علی
- عبداللہ
- رقیة — ان سے حضرت عثمان بن عفان نے شادی کی
- ام کلثوم — ان سے حضرت عثمان بن عفان نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد شادی کی
- فاطمة — ان سے حضرت علی بن ابی طالب نے شادی کی
  - الحسن
  - الحسین
  - ام کلثوم — ان سے حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی
  - زینب
  - محسن
- ابراهیم — حضرت ماریہ القبطیہ
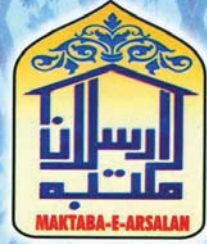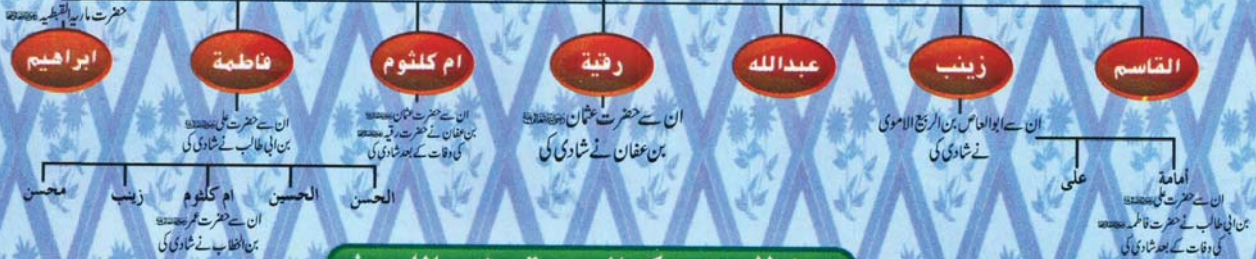
من اولادی بی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

- ام کلثوم
- أسماء — تزوجها الزبیر بن العوام
  - مصعب — انہوں نے حضرت سکینہ بنت حسین بن علی سے شادی کی
  - عبداللہ — انہوں نے ام الحسین بنت علی سے شادی کی پھر ان کی وفات کے بعد ام الحسن بنت الحسن بن علی سے شادی کی
  - هند — ان سے حضرت عباس بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب نے شادی کی
- عائشة صدیقہ — ان سے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے نکاح فرمایا
- عبدالرحمن
  - محمد
  - حفصة — ان سے حضرت حسن بن علی نے شادی کی
  - اسماء
- محمد
  - القاسم
  - فاطمة ام فروز — ان سے حضرت محمد الباقر نے شادی کی اور ان کے بطن سے حضرت جعفر الصادق پیدا ہوئے

من اولاد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

- حفصة — ان سے نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے نکاح فرمایا
- عاصم — انہوں نے حضرت علی کی بیٹی رملہ کی بیٹی سے شادی کی
- رقیة
- زید — ان دونوں کی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہیں

من اولاد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

- عمرو — عبداللہ المطرف — محمد الدیباج
- أبان — انہوں نے حضرت ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر الطیار سے شادی کی
- عمر
  - زید — انہوں نے حضرت سکینہ بنت حسین سے شادی کی

من اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

- العباس
- عمر الاکبر — یہ دونوں حضرات اپنے بھائی حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے
- فاطمة — ان سے منذر بن عبید بن زبیر بن العوام نے شادی کی اور ان کے بطن سے عثمان پیدا ہوئے
- ابوبکر
- عمر الاصغر
- عثمان الاکبر
- رملة — ان سے معاویہ بن مروان بن حکم کی شادی ہوئی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کی شادی حضرت عاصم بن عمر بن خطاب سے ہوئی
- ام کلثوم — ان سے حضرت عمر بن خطاب کی شادی ہوئی
- ام الحسن — ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام نے شادی کی
- محمد بن الحنفیة
  - عبداللہ
  - عمر

من اولاد الحسن بن علی رضی اللہ عنہ

- الحسن المثنی
  - ام القاسم — ان سے مروان بن ابان بن عثمان بن عفان نے شادی کی
  - محمد
  - زینب
- ابو بکر
- عمر — یہ دونوں حضرات اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے
- ام الحسن — ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام نے ان کی پھوپھی ام حسن بنت حسن بن علی کی وفات کے بعد شادی کی

من اولاد الحسین بن علی رضی اللہ عنہ

- علی زین العابدین
  - عائشة
  - محمد الباقر
  - عمر الاشرف
- ابو بکر
- عمر
- فاطمة — ان سے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی شادی ہوئی
- سکینة — ان کی زید بن عمر بن عثمان بن عفان اور مصعب بن زبیر بن عوام سے یکے بعد دیگرے شادی ہوئی

ہرا رنگ: صحابی | سرخ رنگ: اہل بیت | نیلا رنگ: تابعی

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب مقامات احقر نے اپنی کتاب تبرکات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شامل کئے تھے مگر تبرکات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ضخامت کی وجہ سے احقر نے ان دونوں مبارک ہستیوں کے حالات و مقامات کو تبرکات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نامی کتاب کا حصہ بنایا ہے۔

الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

امیر المومنین وخامس الخلفاء الراشدین (3ـ49ھ)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

1. حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اے اللہ تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما۔ (بخاری 2016، مسلم 2421)
2. حضور ﷺ کا ارشاد ہے حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) دنیا میں میری جنت کی خوشبو ہیں۔ (بخاری 3543)
3. حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند احمد 11012)

خلفاء راشدین میں سے پانچویں خلیفہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں 30 سال خلافت ہوگی اس کے بعد بادشاہت ہوگی (1)

چاروں خلفاء اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی 5 مہینہ مدت خلافت سے یہ 30 سال کی مدت پوری ہوجاتی ہے۔ 5 مہینہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے دستبردار ہوگئے اور اس طرح آپ ﷺ کی پیشنگوئی پوری ہوئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویاں

آپ رضی اللہ عنہ کی بیویاں	آپ رضی اللہ عنہ کی اولادیں
ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	طلحہ
ملیکہ بنت الاخنف بن قیس	ابوبکر بن حسن رضی اللہ عنہ، ام الحسن بنت الحسن رضی اللہ عنہا
ام بشیر بنت ابی مسعود الانصاری البدری رضی اللہ عنہ	زید رضی اللہ عنہ
خولہ بنت منظور الفزاری	الحسن المثنیٰ — عبداللہ الکامل (المحض)، ابراہیم (الغمر)؛ ادریس، سلیمان، محمد بن طباطبا؛ دولۃ الادارسہ بالمغرب، دولۃ بنی محمد الاخیضر فی الیمامہ، دولۃ بنی حمود بالاندلس
حفصہ بنت عبد الرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ	
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی 16 اولادیں تھیں جس میں 11 بیٹے اور 5 بیٹیاں تھیں	

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگوں کے مقامات

حوالہ جات

(1) سنن ابی داود (4648)، سنن ترمذی 341/3 (2226)، مسند 220/5 (21969) وتراجع رسالۃ البیرہ فی کونہ رضی اللہ عنہ خامس الخلفاء الراشدین۔
(2) وقد جاء التصریح بانہ خامس الخلفاء الراشدین فی البدایۃ والنہایۃ 15/8۔ شرح الطحاویۃ (545)۔ واحکام القرآن لابن العربی 1720/4 وشرح النووی علی صحیح مسلم 201/12 وعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 24/24 وفیض القدیر 409/2 والصواعق المحرقۃ 397/2۔
(3) المجدی فی انساب الطالبیین تحقیق مہدی رجائی ص 202۔
(4) المجدی فی انساب الطالبیین ص 201، 202۔ لباب الانساب للبیہقی ص 343۔
(5) عمدۃ الطالب فی جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ص 185 تہذیب الانساب للعبیدلی ص 33۔
(6) یراجع کتاب الحسن المثنی وابنہ عبداللہ من اصدارات البرۃ۔
(7) تاریخ دمشق ترجمۃ منذر بن زبیر، المحبر لابن حبیب 448۔
(8) جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ص 38۔ ابناء الامام فی مصر والشام لابن طباطبا ص 77۔
(9) تاریخ الطبری 270/5۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر (احداث سنۃ 30ھ) وتاریخ ابن خلدون 135/2۔
(10) تاریخ ابن خلدون 128/2۔
(11) بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ (3349)۔
(12) الخراج لابی یوسف ص 43، مصنف عبد الرزاق 100/11، سیر اعلام النبلاء 259/3۔
(13) شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید 215/12۔
(14) بحار الانوار للمجلسی 38/10۔ مناقب آل ابی طالب لابن شہر آشوب 269/2۔
(15) ابن ابی شیبہ فی المصنف 224/15۔ تاریخ دمشق (ترجمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) (37694) 390/39۔ مسند اسحاق بن راہویہ (2088)
کتاب الشریعۃ للآجری (434) البدایۃ والنہایۃ 36/8۔
(16) رواہ البخاری عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ فی کتاب الصلح باب قول النبی للحسن: ان ابنی ھذا سید۔ حدیث رقم (2704)۔
(17) انساب الاشراف للبلاذری (49/3)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبی تعلق

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں 9 سال کے قریب تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ صحیح بخاری کی اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس میں حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز ادا فرما کر باہر نکلے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان کہ آپ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشابہ نہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر مسکرادیے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبی تعلق

جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر 11 برس تھی بوقت شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر 21 سال تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے شدید محبت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کیلئے اہل بدر کے بڑے صحابہ کے برابر حصہ مقرر فرمایا تھا جبکہ فارس کی غنیمت میں سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ سے پہلے حصہ دیا اور جب یمن سے چند نادر کپڑے آئے تو ان میں سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے کوئی کپڑا نہ ہونے پر یمن میں اپنے کارندہ کو بھیج کر ان کیلئے کپڑا منگوایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ حصہ دیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے ان دونوں کو مجھ پر فوقیت دی جبکہ مجھے بلوغت میں آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے ہجرت بھی کی مگر ان دونوں کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چپ ہوجاؤ! ان دونوں کا باپ (نانا) تمہارے باپ سے بہتر ہے اور ان دونوں کی ماں تمہاری ماں سے افضل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبی تعلق

خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اختتام پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر 30 برس کے قریب تھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے کیلئے دشمنوں کے درمیان کود پڑے اور ان کے ہاتھ میں دو تلواریں تھیں اس کو وہ دونوں ہاتھوں سے چلا رہے تھے باوجود اس کے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی تلوار نیام میں ڈال لیں اور اپنے والد کے پاس چلے جائیں مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نہ مانے یہاں تک کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ باغیوں کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد لے جائے گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت سے دست بردار ہونا

آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ آپ ﷺ کی یہ پیشنگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کے معاملہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دست بردار ہوگئے جس کی وجہ سے ہزاروں مسلمانوں کا خون بہنے سے رک گیا جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس طاقت بھی تھی اور 10 ہزار کے قریب گھڑ سوار مسلح سپاہی تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضا کیلئے اس سے انکار کردیا اور خلافت ملنے کے 5 مہینہ کے بعد اپنے اختیار سے خلافت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں چھوڑ دیا۔

تذکرہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1 حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد اور لقب تقی وسید ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی ﷺ کے تیسرے سال نصف رمضان المبارک مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کو بہشت سے ایک نہایت عمدہ کپڑے پر لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً لائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں سر سے پاؤں تک حضور ﷺ سے مشابہ تھے۔ ایک دن حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ہم شکل رسول اللہ ﷺ اور ہم شکل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے دیکھا اور تبسم فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس پیدل حج کیے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش

2 رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ کی اولاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی باقی نہ تھا، اس لئے آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں اور جگر گوشوں کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھیں اور انہیں دیکھ کر آپ ﷺ کا دل مسرت وشادمانی سے معمور ہو جائے۔ 3 ہجری ماہِ رمضان المبارک کی 15 تاریخ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے آ کر اطلاع کی کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا ہے۔ آپ ﷺ یہ خبر سن کر اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے اور خوشی سے نواسے کو اپنی گود میں لیا اور پوچھا کہ اس کا نام کیا رکھا ہے؟
بیٹی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے بتایا کہ ہم نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام حسن ہے۔ یہ نام واقعی سرزمین عرب میں بڑا انوکھا اور نرالا تھا۔ ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا گیا اور دو مینڈھے ذبح کئے گئے اور سر کے بال اتروا کر ہم وزن چاندی اللہ کی راہ میں صدقہ کی گئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ کا محبت بھرا انداز

3 رسول اللہ ﷺ اپنے اس لاڈلے نواسے کو دیکھنے کے لئے اکثر وبیشتر اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے۔ جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو بسا اوقات مسجد نبوی میں آ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ اگر نماز میں مشغول ہوتے تو یہ معصومانہ انداز میں کھیلنا شروع کر دیتے۔ کبھی یہ آپ ﷺ کی ٹانگوں کے درمیان سے گزرتے اور جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو یہ پیٹھ پر سوار ہو جاتے۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر پیار بھرے انداز میں انہیں اپنی گود میں بٹھا لیتے۔

3 رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں شہزادوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا۔ ایک دن آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا، آپ ﷺ نے ان کی طرف پیار بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "یہ دونوں شہزادے میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں۔"

5 مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ ایک آدمی نے یہ منظر دیکھ کر کہا: بیٹے کی سواری بہت خوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار بھی تو بہت خوب ہے۔ (بحوالہ: مستدرک حاکم 2/170)

6 مسند امام احمد اور ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حسن اور حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ (بحوالہ مسند احمد 2/62)

7 مجمع الزوائد اور مستدرک حاکم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بچے کود کر آپ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہیں روکنا چاہتے تو آپ ﷺ اشارے سے انہیں روکنے سے منع کر دیتے کہ انہیں رہنے دیجئے۔ جب آپ ﷺ نماز کو پورا کر لیتے تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِی فلیُحِبَّ هٰذین وَضَمَّهُمَا اِلَيْهِ

جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے، پھر ان دونوں کو محبت بھرے انداز میں اپنے ساتھ ملا لیتے۔ (مجمع الزوائد 9/189، مستدرک حاکم 2/128، بحوالہ مبشرات صحابہ)

9 مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان سے لاڈ پیار کرتے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بچپن میں رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھے ہیں اور معصومانہ انداز سے آپ ﷺ کی ڈاڑھی میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ لاڈ پیار سے اس کا منہ چوم رہے ہیں اور آپ ﷺ نے اس موقع پر یہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ

الٰہی میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر۔

10 مسند حضرت احمد اور المعجم الکبیر میں عمیر بن اسحاق سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھائیں۔ انہوں نے پیٹ سے قمیص کا پلو اٹھایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ کو بوسہ دیا تھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیٹ کو چوما۔ (بحوالہ مسند حضرت احمد 1/427۔ المعجم الکبیر 1/19۔ مجمع الزوائد 9/177)

11 مسند حضرت احمد، مجمع الزوائد اور المعجم الکبیر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھلانگ لگا کر آپ ﷺ کی پیٹھ اور گردن پر چڑھ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ بڑی آہستگی کے ساتھ سر اوپر اٹھاتے کہ کہیں وہ گر نہ جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ جس طرح حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آتے ہیں کسی اور کے ساتھ ہم نے اس طرح پیش آتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا میں میری خوشبو ہے، یہ میرا بیٹا جنت کے جوانوں کا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (بحوالہ مجمع الزوائد 9/172۔ مسند حضرت احمد 5/27۔ المعجم الکبیر طبرانی 2591)

12 بخاری اور مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، اس حال میں کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے کندھے پر تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ الٰہی میں اسے پسند کرتا ہوں تو بھی اسے پسند کر۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے

13 بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّ حَسَنًا فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَن يُحِبُّهٗ

الٰہی! میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور ہر اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری 7/71، مسلم 115/2)

14 ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کچھ رنجش اور تلخی ہوگئی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی کے پاس جا کر معافی مانگ لیں، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے بھی ہیں۔

انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دو آدمیوں کے درمیان تلخ کلامی ہو جائے اور ان میں سے ایک دوسرے کی رضا کا طلبگار ہو تو وہ جنت میں پہلے جائیگا۔ اور میں اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے بڑے بھائی سے پہلے جنت میں جاؤں۔ (المختار)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے جانی دشمن کی بھی پردہ پوشی کرنا

15 حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دشمنوں کی سازش سے زہر دے دیا گیا، جس کے اثر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسہال کبدی لاحق ہوا اور آنتوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر اسہال میں خارج ہوئے۔ اس سلسلے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس روز سخت تکلیف رہی۔ قریب وفات جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر عزیز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے زہر دیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اسے قتل کرو گے؟ میرا گمان جس شخص کی طرف ہے اگر در حقیقت وہی قاتل ہے تو اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے اور اس کی گرفت بہت سخت ہے اور اگر وہ قاتل نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے کوئی بے گناہ مبتلائے مصیبت ہو۔ (تاریخ الخلفاء ص 134)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے خطاکار کو انعام سے نوازنا

16 ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دولت کدہ میں چند مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو سالن لانے کے لئے ارشاد فرمایا: وہ سالن لایا تو اچانک اس کے ہاتھ سے برتن گر پڑا اور ٹوٹ گیا اور سالن کا کچھ حصہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی گرا۔ غلام یہ منظر دیکھ کر گھبرا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے جھٹ یہ آیت پڑھ دی کہ

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ

اور غصہ پینے والے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے غصہ پی لیا۔

اس نے پھر پڑھا: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ

اور لوگوں سے درگزر کرنے والے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جاؤ! میں نے معاف بھی کر دیا۔

اس نے پھر پڑھا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

اور احسان کرنیوالے اللہ کے محبوب ہیں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جاؤ! میں نے تمہیں آزاد بھی کر دیا۔ (روح البیان 1/367)

پیاس کا علاج

17 ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں پیاس لگ رہی ہے اور اس وقت پانی یہاں موجود نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں ادھر لاؤ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھایا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو چوسنا شروع کر دیا تو ان کی پیاس جاتی رہی اور وہ چپ ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھایا اور ان کے منہ میں بھی زبان مبارک ڈالی اور وہ بھی زبان مبارک چوس کر سیر ہو گئے اور چپ ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین 681)

کرامات امیر المومنین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

18 حج کے کسی موسم میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں ورم آ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی غلام نے عرض کیا کہ کاش آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تا کہ ورم کم ہو جائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا: جب تم منزل پر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہوگا، تم اس سے وہ تیل خرید لینا اور اس کے ساتھ جھگڑا مت کرنا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نے کہا: میرے ماں باپ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان! ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس جگہ کہاں دستیاب ہوگی۔ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو ایک حبشی دکھائی دیا۔ انہوں نے کہا: یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ۔ جونہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا تو اس نے کہا: اے غلام! یہ تیل کس کے لئے خرید رہے ہو؟

غلام بولا: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے۔

اس نے کہا: مجھے ان کے پاس لے چلو میں ان کا غلام ہوں۔

جب وہ حبشی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو کہا میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہوں تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بس میری بیوی کے لئے جو درد زہ میں مبتلا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صحیح الاعضاء بچہ عطا کرے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اپنے گھر لوٹ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا ہی بیٹا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو۔ وہ ہمارا پیروکار ہوگا۔ جب حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسی ہی پائی جیسی سنی تھی۔

یہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی دعا کا اثر ہے

19 ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی بچے کے ساتھ کہیں سفر پر تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے باغ کے ایک دامن میں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے باغ کے دوسرے دامن میں فرش بچھایا گیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنہیں ہم کھاتے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: ہاں! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست دعا اٹھایا اور زیر لب کچھ پڑھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا، فوراً کھجور کا ایک درخت ترو تازہ اور بار آور ہو گیا اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ ان کا ساتھی شتربان بولا: بخدا یہ تو جادو ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ جادو نہیں یہ اس دعائے مستجاب کا اثر ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نے مانگی ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے اس درخت پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑ لیں جن سے تمام لوگ سیر ہو گئے۔

اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سخی گھرانا

20 ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو جا رہے تھے کہ جس اونٹ پر زادِ راہ لدا ہوا تھا وہ اونٹ کہیں پیچھے رہ گیا۔ تو یہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھوک اور پیاس کی حالت میں ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور فرمایا کچھ پینے کو ہے؟

اس نے عرض کیا ہاں ہے۔ اس بڑھیا کے پاس ایک بکری تھی اور اس نے اس کا دودھ دوہ کر حاضر کیا۔

انہوں نے پیا پھر پوچھا: کچھ کھانے کو بھی ہے؟

اس نے جواب دیا کہ تیار تو نہیں ہے البتہ اسی بکری کو ذبح کر کے کھا لیجئے۔ چنانچہ وہ بکری ذبح کی گئی اور اسے کھا کر فرمایا: بڑی بی! ہم قریش میں سے ہیں، جب اس سفر سے لوٹیں گے تو آپ ہمارے پاس آنا۔ ہم آپ کے احسان کا بدلہ دیں گے۔ یہ فرما کر روانہ ہو گئے۔ جب اس بڑھیا کا خاوند گھر پہنچا تو خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو نے بکری ان لوگوں کو کھلا دی جن کو تو جانتی بھی نہیں کہ وہ کون ہیں۔ تھوڑے دن گزرے تھے کہ وہ میاں بیوی مفلسی کے باعث مدینہ منورہ میں آپڑے اور اونٹ کی لینڈنیاں چن چن کر بیچنے لگے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی محسنہ بڑھیا پر سخاوت کا واقعہ

21 ایک دن بڑھیا کہیں جا رہی تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے در دولت پر تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بڑھیا کو دیکھ کر پہچان لیا اور اس کو بلا کر فرمایا کہ بڑی بی! مجھے پہچانتی ہو؟

اس نے عرض کیا: نہیں!

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں وہ شخص ہوں جو فلاں دن تمہارا مہمان ہوا تھا۔

بڑھیا نے بغور دیکھا اور بولی: ہاں! ہاں! پہچان گئی۔ واقعی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری جھونپڑی میں تشریف لائے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا کہ ایک ہزار بکریاں خرید کر اس بڑھیا کو دی جائیں اور ساتھ ہی ایک ہزار دینار نقد بھی دیئے جائیں۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی اور بڑھیا کو ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار نقد دے دیئے گئے اور پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو ساتھ کر کے اس بڑھیا کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ بھائی صاحب نے تمہیں کیا دیا؟ بڑھیا نے جواب دیا کہ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار اس بڑھیا کو عنایت فرمائے اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ دونوں بھائیوں نے تمہیں کیا دیا؟ وہ بولی: دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے۔ وہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند کے پاس آگئی اور کہنے لگی: یہ انعام ان سخیوں نے عنایت فرمایا ہے جن کو میں نے بکری کھلائی تھی۔ (کیمیائے سعادت 259)

حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیماری پر منت ماننا

22 روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار پڑ گئے۔ ان کی عیادت کے لئے حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے بچوں کا حال دریافت کیا۔ صحت کے لئے دعا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی نذر مان لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے نذر مان رکھی ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحت پر متواتر تین روزے رکھوں گا۔ اسی طرح حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ہماری لونڈی نے بھی نذریں مان رکھی ہیں۔

اس رات حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو گئے۔ صبح ہوئی تو دونوں صحت یاب تھے۔ قحط کا زمانہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب نذریں پوری کرنا تھیں۔ جب کہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پڑوسی تھا جس کا نام شمعون تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے دروازے پر گئے اور فرمایا کہ مجھے بنائی کے لئے اون دے دو، جسے حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بن کر لے آئے گی اور معاوضہ کے طور پر مجھے کچھ جوار چاہئیں۔ یہودی نے تین گولے اون کے دے دیئے اور بطور معاوضہ تین صاع جوار کے دے دیئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اون اور جوار لے کر حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم اون بنو، میں معاوضہ میں جوار لے آیا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضامند ہو گئیں اور کہا کہ اگر ہم نذریں پوری کرلیں تو بہت مناسب رہے گا۔

حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والدین کی سخاوت کی انوکھی مثال

23 حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک گولے کی بنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار کو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں سب کے لئے ایک ایک روٹی۔

سورج غروب ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد گھر آئے گھر کے افراد کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ انہوں نے نمک، مرچ اور پانچ روٹیاں سامنے رکھیں۔ ابھی کھانے کے لئے ہاتھ ہی بڑھائے تھے کہ دروازے پر ایک فقیر آگیا، اس نے صدا لگائی: "نبی ﷺ کے گھر والو! تم پر سلام ہو، امتِ محمدیہ ﷺ کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں، مجھے کھانا کھلائیے، خدا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منہ میں لقمہ ڈالنے ہی والے تھے کہ فقیر کی صدا سن کر سارا کھانا فقیر کو دے دیا، وہ سب بھوکے رہے اور صرف پانی پی کر سو گئے۔

دوسرے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرے گولے کی بنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں چلے گئے، نماز ادا کر کے گھر آگئے۔ ابھی کھانے پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازے پر کسی نے صدا لگائی:

"نبی ﷺ کے گھر والو! ایک یتیم ہوں اور سخت بھوکا ہوں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سارا کھانا سائل کو دے دو۔ دوسری رات بھی انہوں نے صرف پانی پیا اور بھوکے سو گئے۔

صبح ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اون کا تیسرا گولہ بننا شروع کیا۔ لونڈی نے جوار پیس کر پھر پانچ روٹیاں پکا ڈالیں۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر کے واپس آگئے۔ کھانا شروع کرنے ہی والے تھے کہ پھر دروازے سے صدا آئی۔

"نبی ﷺ کے گھر والو! تین دن سے بھوکا ہوں۔ خدارا مجھے کھانا کھلاؤ، اللہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر نہ رہا گیا، تمام روٹیاں سائل کو دے دی گئیں۔ اس دفعہ بھی انہوں نے پانی پر اکتفا کیا۔ آدھی رات ہوئی تو حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سخت بھوک لگی، بھوک سے رات بھر وہ سو نہ سکے۔

فضائل جنت البقیع: وہ جگہ جہاں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون ہیں

یہ مدینہ منورہ کا قدیم قبرستان ہے۔ اس میں وہ جلیل القدر اور برگزیدہ ہستیاں آرام فرما ہیں جن کی فضیلت وشان بے حد وبے شمار ہے۔ دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تقریباً اتنے ہی سادات اہل بیت نبوت اور ہزاروں تابعین، تبع تابعین، علماء فقہاء، اولیاء، غوث، قطب اور ابدال رحمہم اللہ تعالیٰ اسی میں آرام فرما ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کے مثل روشن ہوں گے اٹھ کر بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال 34954)

یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے اٹھوں گا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر اہلِ بقیع اور اہل مکہ۔ (جذب القلوب ص 167، کنز العمال 31877)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت البقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب یہ بھر جاتی ہے تو وہ ان کو اٹھا کر جنت الفردوس میں جھٹک دیتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ مقبرہ جنت البقیع اور مقبرہ عسقلان ان دونوں کی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے زمین پر آفتاب وماہتاب کی۔ (جذب القلوب 167)

حضور سرورِ دوعالم ﷺ اکثر اوقات جنت البقیع میں تشریف لے جاتے پہلے ان کو سلام کرتے پھر ان کے لئے دعائے بخشش فرماتے، لہٰذا عقیدت ومحبت کے ساتھ جنت البقیع میں حاضری دینا اور اہل بقیع پر سلام عرض کرنا سعادت اور خیر وبرکت کا موجب ہے۔ ائمہ عظام اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جنت البقیع میں روزانہ حاضری دینا مستحب اور موجب خیر وبرکت ہے۔

جنت البقیع میں موجود عظیم الشان مزارات جو کہ گرا دیئے گئے

موجودہ دور حکومت سے پہلے جنت البقیع میں چند عظیم الشان قبے تھے۔

1. **قبۂ اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم:** اس قبہ مبارکہ میں عم رسول اللہ ﷺ، حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سید المسلمین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت خوبصورت، مزارات مبارکہ تھے۔ یہ قبہ بہت بڑا قبہ تھا۔ جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قریب ہی واقع تھا۔
2. **قبۂ بنات النبی ﷺ:** اس قبۂ مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزارات تھے۔
3. **قبۂ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن:** حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ دونوں قبے جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قبہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پہلے آتے تھے۔
4. **قبۂ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن محمد ﷺ**
5. **قبۂ حضرت سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ**
6. **قبہ حضرت سیدنا نافع سید القراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ**
7. **قبۂ سیدنا حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ:** (یہ چاروں قبے دروازہ جنت البقیع کے سامنے قریب ہی میں واقع تھے۔)
8. **قبۂ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (رسول ﷺ کی پھوپھی)** یہ قبہ جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی بائیں طرف دیوار کے ساتھ واقع تھا۔
9. **قبۂ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:** یہ دروازۂ جنت البقیع کے آخر میں واقع تھا۔
10. **قبۂ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:** یہ قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت کی جانب دیوار کے ساتھ واقع تھا۔
11. **قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا:** ان تمام قبوں کو گرا دیا گیا اور قبروں کے نشانات تک باقی نہیں چھوڑے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ ان مقدس حضرات کی قبور کی جگہ پر چند پتھر رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تدفین کے متعلق ایک اشکال

سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارکہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جو مسجد نبوی کے اندر آ گیا ہے، حضور ﷺ کی پشت انور کی طرف دفن کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ جنت البقیع میں جہاں سارے اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم آرام فرما ہیں، دفن کیا گیا۔ قول ثانی کو ترجیح دی گئی ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

سید المسلمین سیدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ وصیت کرنا کہ اگر مروان وغیرہ مجھے میرے جد امجد حضور ﷺ کے پاس دفن نہ ہونے دیں تو پھر جنت البقیع میں مجھے میری والدہ کے پاس دفن کر دینا۔ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ قبر انور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں ہے۔ نیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کو کمان کی طرح لگانا اور اوپر کپڑا ڈال دینا تاکہ میری نعش نظر نہ آئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہی جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی تھی دفن کیا گیا ہوتا تو پھر جنازے پر کھجور کی شاخوں کے لگانے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی۔ نیز بعض اہل کشف بزرگان دین کا بھی یہی ارشاد ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور جنت البقیع میں ہے۔

(واللہ اعلم)

جنت البقیع کا مبارک قبرستان (قدیم تصویر)

جنت البقیع میں قبوں (گنبدوں) کی تاریخ

تمام والیانِ مدینہ منورہ اپنے اپنے دور میں اس عظیم قبرستان کی اچھے طریقے سے دیکھ بھال کا اہتمام کرتے رہے۔ اہل بیت کرام، عظیم ونامور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور پر ضریح اور قبے بنوائے گئے۔ یہ خیال غلط ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے دورِ حکومت میں ان قبور مبارکہ پر گنبد بنوائے گئے بلکہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور ازواج مطہرات کی قبور پر گنبد ان کی وفات کے چند سال کے بعد ہی بنادیئے گئے تھے مگر جب حکمران مکہ نے دیکھا کہ لوگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر سجدہ اور شرک کرنے لگ گئے ہیں تو علماء کے فتویٰ پر تمام مزاروں کو گرا کر قبروں کو برابر کردیا گیا تاکہ لوگ شرک و بدعات سے بچ جائیں۔

★ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی (وفات 345ہجری) اپنی کتاب ''مروج الذہب ومعادن الجوہر'' میں فرماتے ہیں کہ ''جنت البقیع میں قبور مبارکہ پر پتھر لگے ہوئے ہیں جن پر اسماء مبارک بھی درج ہیں۔''

★ محمد بن ابی بکر تلمسانی اپنی کتاب ''وصف مکہ شرفھا اللہ وعظمھا'' و ''وصف المدینہ الطیبہ کرمھا اللہ'' میں فرماتے ہیں کہ ''حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک تھوڑی سی اونچی ہے اور اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی بھی لکھا ہوا ہے۔''

جنت البقیع کا خوبصورت پرنور منظر

جنت البقیع کا ایک فضائی منظر
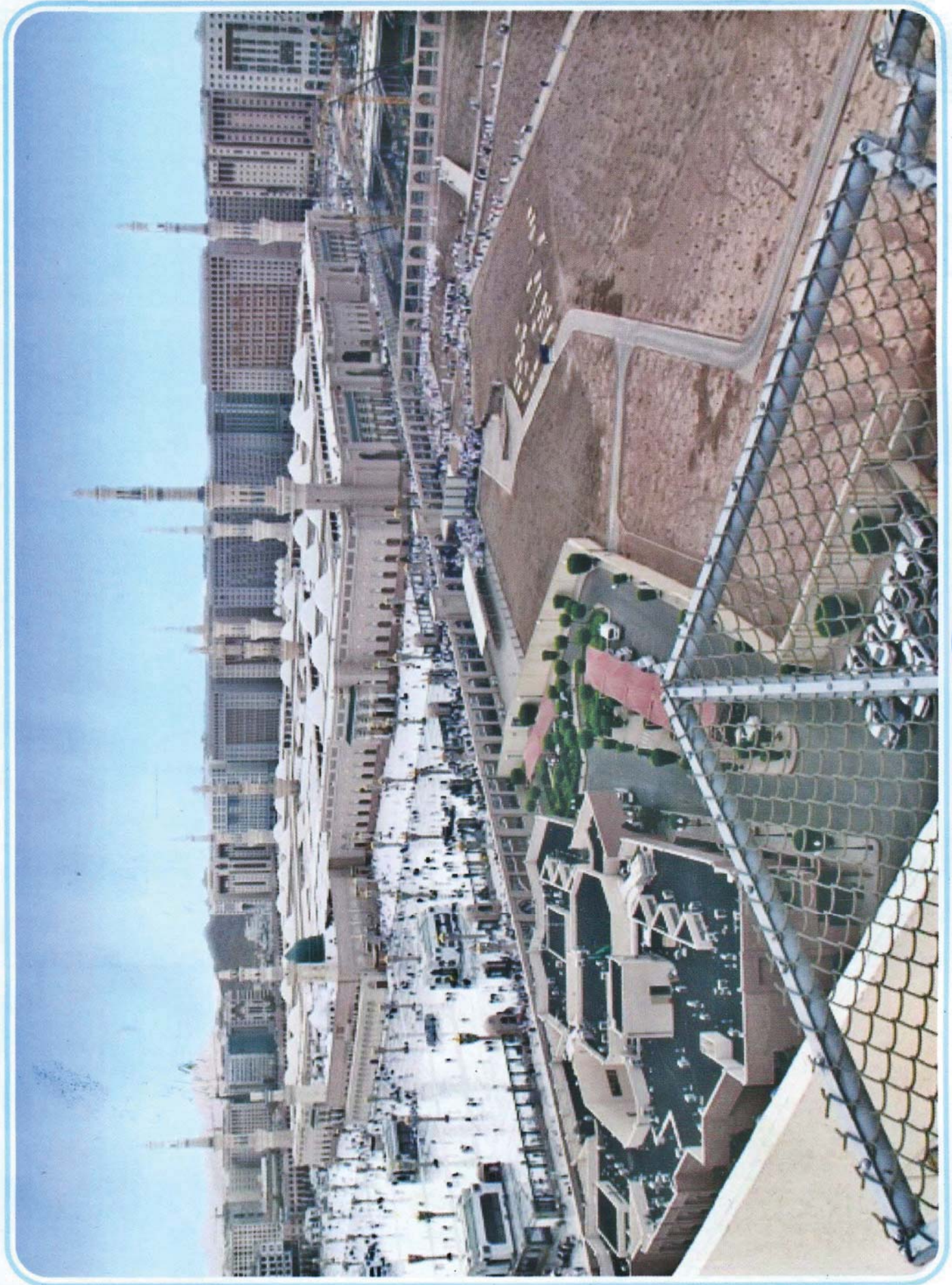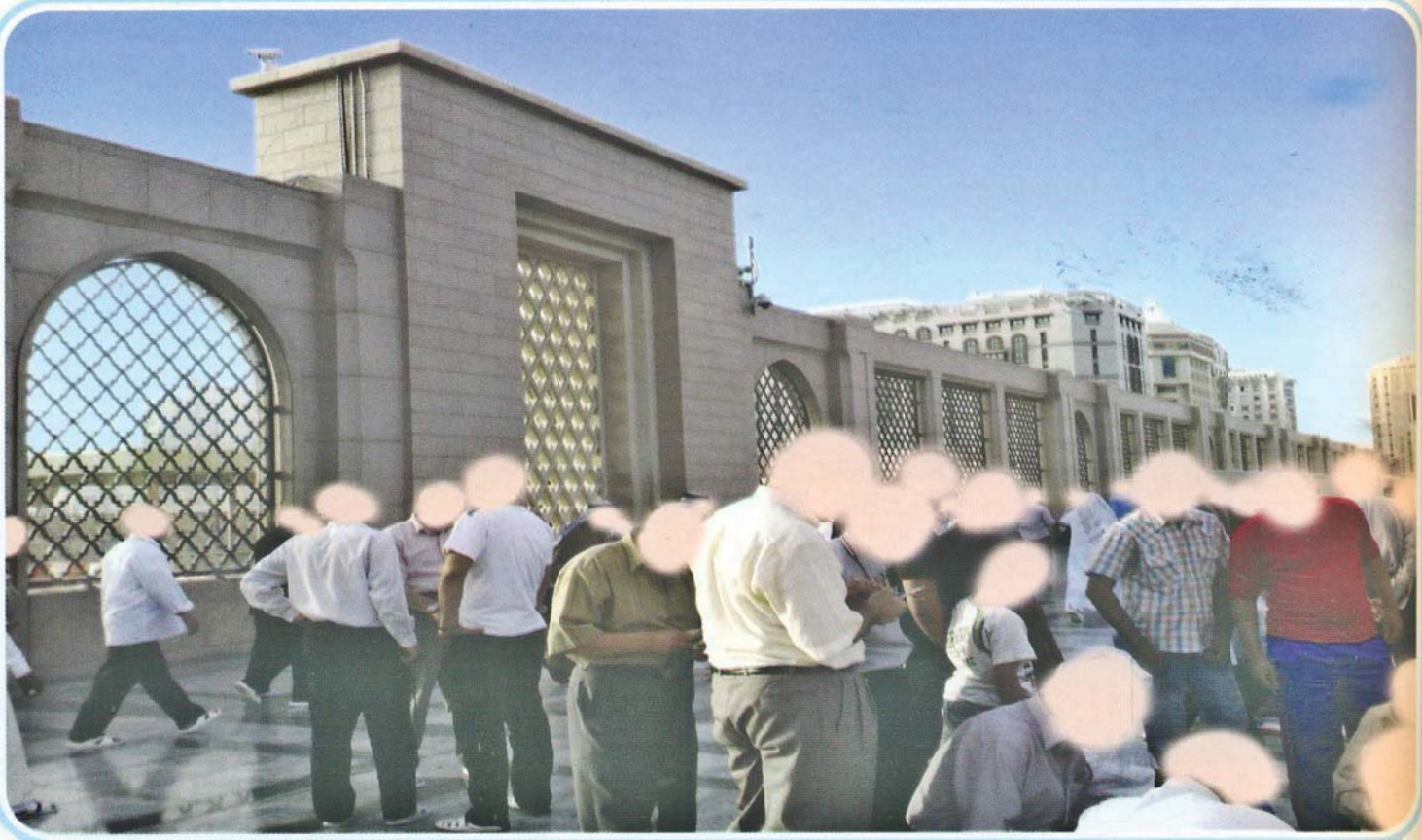
جنت البقیع کی بیرونی دیوار کے قریب سے لی گئی ایک تصویر

جنت البقیع کی دور سے لی گئی ایک جھلک

جنت البقیع کے ایک مبارک حصے کا فضائی منظر

جنت البقیع میں موجود حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما ہیں

جنت البقیع میں موجود ان مقامات کا نقشہ جہاں مبارک ہستیاں مدفون ہیں

مدینہ منورہ کا عظیم و متبرک قبرستان ''جنت البقیع'' جس میں دس ہزار کے قریب آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، کبار المسلمین رحمہم اللہ تعالیٰ، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم آرام فرما ہیں۔ اس میں وہ ہستیاں مدفون ہیں جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے مقدس خون سے ایسی ناقابل فراموش داستانیں رقم کیں جو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

روز محشر اسی قبرستان سے ستر ہزار افراد ایسے اٹھیں گے جن کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے اور ان کو بغیر حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہی وہ عظیم قبرستان ہے کہ جہاں پر دفن ہونے کی ہر مسلمان عاشق رسول ﷺ تمنا لئے نہایت شوق سے موت کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

جنت البقیع کو عربی میں ''بقیع الغرقد'' کہتے ہیں۔ غرقد ایک درخت کا نام ہے جو اس مقام پر ہوا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اسے بقیع الغرقد کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اکثر جنت البقیع کی زیارت کے لئے تشریف لاتے اور اہل بقیع کے لئے دعا فرماتے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ **ان ربک یأمرک ان تأتی اهل البقیع فتستغفر لهم** آپ کا رب آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں آئیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

ایک اور حدیث کے مطابق جس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے:

انی بعثت الی اهل البقیع لاصلی علیهم

مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا ہے کہ ان پر سلام پیش کروں۔

قبرستان کا دروازہ صبح فجر کی نماز کے بعد کھلتا ہے اور تقریباً ایک گھنٹہ بعد بند کر دیا جاتا ہے۔

جنت البقیع کی پوری طرح زیارت کرنے کے لئے آپ سب سے پہلے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مزار پر پہنچ جائیں تاکہ دروازہ بند ہونے سے پہلے پہلے پوری طرح زیارت کر سکیں ورنہ سپاہی پریشان کرتے ہیں۔ مزار کی نشاندہی (*) اس نشان سے کی جا رہی ہے۔

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ *

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ازواج مطہرات

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
2. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
3. حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
4. حضرت زینب رضی اللہ عنہا
5. حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
6. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
7. حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
8. حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
9. حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ

حضرت باقر رحمہ اللہ

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ

حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ

شیخ القراء حضرت انع ابن عبدالرحیم

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ یا حضرت حارث رضی اللہ عنہ

حضرت عقیل بن ابو طالب

ازواج مطہرات

حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

حضرت فاطمہ بنت اسد

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

وضو خانہ

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا

([illegible]) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا

باہر جانے کا راستہ

اندر آنے کا راستہ

جنت البقیع میں مدفون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبور کو اس نقشہ کی مدد سے اجاگر کیا گیا ہے

جنت البقیع میں مزار حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گنبد (قدیم تصویر)
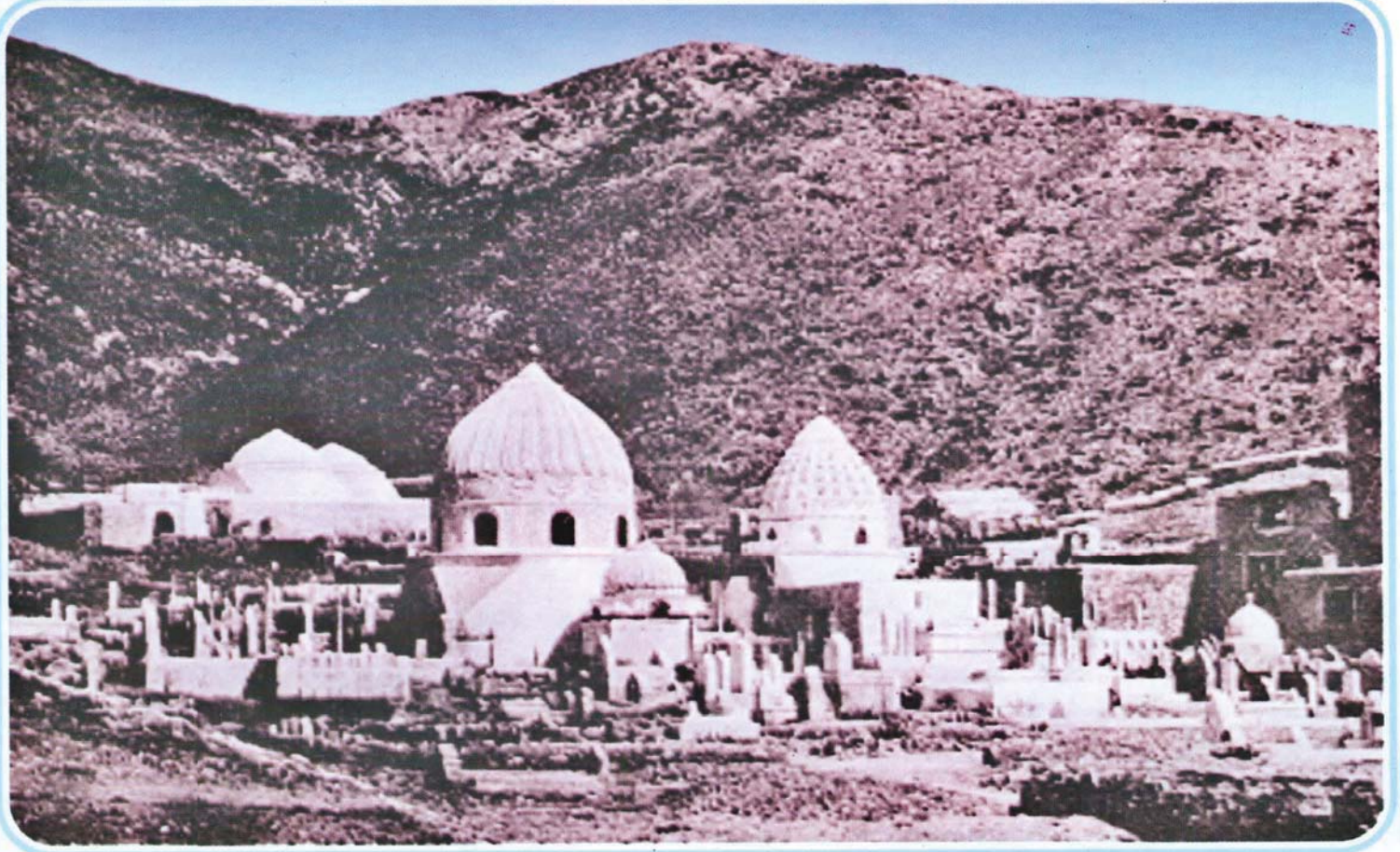
اب سعودی حکومت نے علماء کے فتویٰ پر جنت البقیع میں موجود حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مزارات شرک کی وجہ سے گرادیئے ہیں۔

جنت البقیع میں ایک قبر مبارک کا اندرونی حصہ نظر آرہا ہے۔

جنت البقیع کی ایک فضائی تصویر جس میں جنت البقیع کا قبرستان مکمل طور پر نمایاں ہورہا ہے
یہاں اس کے پہلو میں مسجد نبوی اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ آب پاشی کررہی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زہر سے شہادت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مرضِ وصال میں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے تین دفعہ زہر دیا گیا۔ مگر اس دفعہ جو زہر دیا گیا ہے اس نے میرے جگر کو کاٹ ڈالا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ زہر کس نے دیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ کیا اسے قتل کرنا چاہتے ہو؟

اكلهم الى الله عزوجل

میں نے تو یہ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

لئن كان الذى اظن فالله اشد نقمة وان كان غيره فلا يهد ان يقتل برأى

اگر معاملہ میرے گمان کے مطابق ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے سخت انتقام لینے والا ہے۔ اور اگر معاملہ اس کے علاوہ ہے تو میں اپنی رائے کی بنیاد پر قتل نہیں کرنا چاہتا۔ (ذخائر العقبیٰ 151)

مجھے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنا

جب مرض شدید ہو گیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تدفین چاہتا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ کی تمنا و آرزو کی تکمیل میرے لئے سعادت ہے۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بطورِ وصیت فرمایا:

جب میں فوت ہو جاؤں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کرنا کہ مجھے نبی ﷺ کے پہلو میں دفن کی اجازت دیجئے۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تھی جو انہوں نے قبول کر لی تھی۔ ممکن ہے میری حیا ہو، اگر وہ اجازت دے دیں تو ان کے حجرہ میں دفن کر دینا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کچھ لوگ وہاں میری تدفین نہیں ہونے دیں گے، اگر ایسا ہو تو جھگڑا نہ کرنا مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت، مگر مروان کا انکار

جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حسبِ وصیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں پیغام بھیجا کہ بھائی جان نے آپ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی جو آپ رضی اللہ عنہا نے منظور فرمالی تھی، لیکن انہوں نے فرمایا تھا کہ وصال کے بعد دوبارہ پوچھ لینا۔ اس بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ جواباً آپ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

نعم وكرامة

ہاں! میرے لے یہ سعادت ہوگی۔ (اسد الغابہ 16/2)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حباً وكرامة

یہ میں خود چاہتی ہوں اور یہ میرے لئے سعادت ہے۔ (ذخائر العقبیٰ 152)

مروان کو پتہ چلا تو اس نے یہ اعلان کر دیا کہ حکومت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وہاں نہیں دفن ہونے دے گی۔ قریب تھا کہ لوگ مروان کے خلاف مسلح ہو کر لڑائی کرتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فرمایا:

والله ماهو الاظلم بمنع حسن ان يدفن مع ابيه والله انه لابن رسول الله ﷺ (الاستیعاب 377/1)

اللہ کی قسم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نانا جان کے ساتھ دفن ہونے سے روکنا ظلم کی انتہا ہے۔ اللہ کی قسم وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (نواسے) ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ مروان فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے ناکام بنائیں۔ چونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کے وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر لوگ رکاوٹ بنیں تو مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

ودفن الى جنب امه فاطمة رضی اللہ عنہا

لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ (الاستیعاب 1/ 377)

جنت البقیع کا اندرونی منظر

نور سے مزین چہرہ

علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اندھیرے میں تشریف لاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی اور دونوں رخسار مبارک سے نور نکلتا محسوس ہوتا حتیٰ کہ اطراف روشن ہو جاتا تھا۔ (شواہد النبوۃ 228)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا پر پانی بڑھ گیا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ سے مدینہ کی طرف سفر کیلئے چلے تو راستہ میں حضرت ابن مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا:

"اے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے کنویں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کنویں میں برکت عطا فرمائے۔"

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنویں کا پانی منگوا کر اس میں کلی فرمائی اور کہا اس کو واپس کنویں میں ڈال دو۔ اللہ کی شان کنویں کا پانی کافی حد تک بڑھ گیا اور پہلے سے زیادہ لذیذ ہو گیا۔ (طبقات الکبریٰ جلد 5 ص: 120)

وہ جگہ جہاں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے باوجود گورنر مدینہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن نہیں ہونے دیا

زیرِ نظر تصویر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدفون ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو میں دفن کیا جائے مگر مدینہ کے گورنر مروان نے انکار کر دیا کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہرگز دفن نہیں ہونے دوں گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

تذکرہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ جب یہ پیدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی۔ اور انہیں شہد چٹایا۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے خود ان کا نام حسین رکھا۔ (حوالہ فتوح البلدان)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت بروز سہ شنبہ چار شعبان المبارک 4 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدتِ حمل چھ مہینے تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساڑھے چھ سال کے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن و جمال کچھ اس طرح تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی اور رخساروں سے روشنی نکل کر قرب جوار کو منور کر دیتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے سینہ سے پاؤں تک اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سینہ سے سر تک مشابہ تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ! حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔ جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے تو بھی اسے دوست رکھ کیونکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔ (حوالہ شواہد النبوۃ)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائی عمر ہی سے اصلاح و تعلیم کی طرف رجحان رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے مطالب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان فرماتے تھے۔ عبادت و ریاضت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا، بکثرت نوافل پڑھتے تھے۔ قیام اللیل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا۔ روزے بکثرت رکھتے اور سادہ غذا سے افطار فرماتے تھے۔ پچیس حج کیے۔

61 ہجری میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت تاریخ اسلام کا ایک کربناک باب ہے۔ (اسد الغابہ، سیر اعلام النبلاء)

حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آپس میں کشتی کرنا

ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشتی لڑنے لگے۔ حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے حسن! حسین کو پکڑلو۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: یارسول اللہ ﷺ آپ بڑے کو کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام بھی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ رہے ہیں کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑلو۔

حضرت ام الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

حضرت ام الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

حضور ﷺ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کیا دیکھا ہے تو نے؟

میں نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ابھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بچہ لائیں گی جو تمہاری گود میں ہوگا، اس واقعہ کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

مزار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کربلا) کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

MAKTABA-E-ARSALAN

الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(پیدائش 6ھ، شہادت 61ھ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔
(امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

علی (زین العابدین)، محمد، جعفر، علی اکبر، سکینہ، فاطمہ (اور عمر، عبداللہ جو دودھ پیتے تھے اور علی اصغران میں اختلاف ہے)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی اور بہنیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت سی اولاد تھیں جن میں سے مشہور یہ ہیں۔

- ★ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی تھے۔
- ★ محمد (ابن الحنفیہ)
- ★ ابوبکر، عباس، عثمان، جعفر اور عبداللہ یہ سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔
- ★ عمر جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں میں سب سے آخر میں وفات پائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہنیں بہت سی ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں۔

- ★ زینب، ام کلثوم، خدیجہ، میمونہ، رملہ، جمانہ۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی **فاطمہ** کے شوہر	آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی **سکینہ** کے شوہر
1 حسن بن حسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	1 عبداللہ بن حسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2 عبداللہ بن عمرو ابن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	2 مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	3 الأصبغ بن عبدالعزیز ابن مروان بن الحکم
	4 زید بن عمرو ابن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	5 عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	6 ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حوالہ: تاریخ بغداد مصنف خطیب بغدادی جلد 5 ص 368، سیر اعلام النبلاء جلد 11 ص 365، انساب الاشراف للبلاذری اور اعیان الشیعہ لمحسن الامین جلد 3 ص 492، تاریخ اوسط (مصنف: امام بخاری) جلد 1، ص 345، تاریخ دمشق (مصنف: حافظ ابن عساکر) جلد 9 ص 170، المحبر (مصنف: ابن حبیب) ص 438، مرآۃ الجنان (مصنف: یافعی) جلد 1، ص 117، مقاتل الطالبین (مصنف: ابوالفرج) ص 120، حضرت سکینہ کے شوہروں کی ترتیب میں اختلاف ہے کیونکہ ان میں سے تین شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد وفات پاگئے تھے لہٰذا اس میں اختلاف ہے کہ ان کی شادی پہلے کس سے ہوئی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد

1۔ سیر أعلام النبلاء 5/314 ونسب قریش لابن بکار 5/57۔
2۔ الارشاد للمفید ص 248 وتاریخ الطبری 4/359 ونسب قریش 2/40۔
3۔ تاریخ طبری 5/270 والکامل فی التاریخ لابن الاثیر (أحداث 30ھ) وتاریخ ابن خلدون 2/135۔
4۔ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر 8/151 وتاریخ طبری 6/148 وبغیۃ الطلب فی تاریخ حلب لابن العدیم 3/8۔
5۔ تاریخ ابن خلدون 2/128۔
6۔ منتہی الآمال للقمی ص 568 ونفس المہموم لعباس القمی ص 365۔
7۔ تاریخ الطبری 4/346 ومقاتل الطالبین لأبی الفرج الاصفہانی ص 80 وأمالی الصدوق ص 226۔
8۔ بحار الانوار مجلسی 44/333 وتاریخ دمشق حافظ ابن عساکر 14/216 وأعیان الشیعہ ص 26 والسلمۃ الحسینیہ لرتضی المطہری 1/129۔
9۔ منہاج السنہ لابن تیمیہ 4/557 وتاریخ الطبری 3/339 وبغیۃ الطلب فی تاریخ حلب لابن العدیم 3/38 والارشاد للمفید 2/122 وبحار الانوار مجلسی 45/146۔
10۔ البدایہ والنہایہ 8/174 وتاریخ دمشق 14/201 والفصول المہمۃ لابن الصباغ 2/802 ومقاتل الطالبین للاصفہانی ص 73 وبحار الانوار مجلسی 44/185۔
11۔ تاریخ طبری 4/343 وأعیان الشیعہ لحسن الامین 2/302 وشرح الاخبار للنعمانی 3/177 ومقاتل الطالبین للاصفہانی ص 75۔
12۔ السنہ للامام الخلال 3/522۔
13۔ مجموع الفتاوی لابن تیمیہ 4/487 ومنہاج السنہ النبویہ لابن تیمیہ 4/550۔
14۔ تذکرہ قرطبی 2/215۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے والے

کوفہ کے لوگ جن کا سربراہ عبداللہ بن زیاد تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے سنان بن انس النخعی اور شمر بن ذی الجوشن۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھوکہ دینے والے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کے 18000 لوگوں نے خطوط لکھ کر بلایا اور دھوکہ دیا۔

یزید بن معاویہ جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں سے کوئی بدلہ نہ لیا نہ ہی انہیں کوئی سزا دی حتیٰ کہ ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی کہ یزید نے ابن زیاد اور شمر کو قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک تھپڑ بھی مارا ہو۔ مورخین نے اتنا لکھا ہے کہ یزید نے ان کو بہت بُرا بھلا کہا اور اہل بیت کے باقی لوگوں کو مال و دولت سے نوازا۔ گویا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو سزا نہ دے کر یزید بھی عملی طور پر قتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شریک ہوگیا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کرنے والے

جنگ سے پہلے.... صحابہ اور اہل بیت جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ نہ جانے کا مشورہ دیا وہ یہ ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محمد بن حنفیہ، عبداللہ بن جعفر وغیرہ۔

جنگ کے دوران.... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں ابوبکر، عباس، عثمان، جعفر اور عبداللہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں کے بیٹوں اور انصار کی ایک چھوٹی سی جماعت وغیرہ نے مدد کی۔

جنگ کے بعد.... وہ علماء جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو فاسد قرار دیا اور ان کی عدالت ساقط کردی ان میں ابوبکر بن الخلال رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو جس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور اللہ کی لعنت ہو جس نے حضرت عمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس نے شہید کیا یا ان کی شہادت پر مدد کی یا اس عمل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

عہد نبوی ﷺ میں صرف ان کے یہ حالات ملتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں ان کی عمر 7۔8 سال تھی۔ اس لئے اس عہد کا کوئی واقعہ قابل ذکر نہیں۔ عہد فاروقی میں ابتدا میں صغیر السن تھے۔ البتہ آخری عہد میں سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔ لیکن اس عہد کی مہمات میں ان کا نام نظر نہیں آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور قرابت رسول ﷺ کا لحاظ رکھتے تھے۔ جب بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لڑکوں کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا محض قرابت رسول اللہ ﷺ کے لحاظ سے پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

(فتوح البلدان بلاذری ذکر عمر بن خطاب)

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں پورے جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ اسی عہد میں سب سے پہلے میدان جہاد میں قدم رکھا اور 30 ہجری میں طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔

(تاریخ ابن اثیر 3/84)

جنگ جمل اور معرکہ صفین میں اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ معرکہ صفین میں التوائے جنگ کے سلسلہ میں جو معاہدہ ہوا تھا اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھی دستخط تھے۔ 40 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا، جس سے آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے، جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر مفید نصیحتیں کیں اور محمد بن حنیفہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ 6 ماہ بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ دستبرداری کے حق میں نہ تھے، لیکن اپنے برادر بزرگ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ گو حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق پر نہیں سمجھتے تھے تاہم ان کے زمانہ میں لڑائیوں میں برابر حصہ لیتے رہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں بھی شرکت فرمائی جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں یزید بن معاویہ بھی شامل تھے۔ (البدایہ والنہایہ 8/151)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی دستبرداری کے وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے جو رقم مقرر کرائی تھی وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں برابر پہنچاتے رہے بلکہ اس رقم کے علاوہ گاہے بگاہے بھی ان کے ساتھ مالی تعاون کرتے رہے۔

56 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے یزید بن معاویہ کے لئے بیعت لینی چاہی تو تمام لوگوں نے بیعت کر لی لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کچھ زیادہ اصرار نہ کیا۔ (تاریخ طبری 7/177)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور خاک کربلا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر کے بعد واپس آئے۔ میں نے آپ ﷺ کے بال غبار آلود دیکھے تو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں آج آپ ﷺ کو کس حال میں دیکھ رہی ہوں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے آج (کارکنانِ قدرت) ایک ایسے مقام پر لے گئے جو عراق میں ہے اور جسے کربلا کہتے ہیں۔ یہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ ہے۔ وہاں میں نے اپنی اولاد کا مشاہدہ کیا اور ان کے خون کو زمین سے اٹھا لیا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور ﷺ نے مٹھی کھولی اور فرمایا: اسے پکڑ لو اور حفاظت سے رکھو۔ میں نے اسے لے کر دیکھا تو یہ سرخ مٹی تھی۔ میں نے اسے بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا سرا اچھی طرح سے باندھ دیا۔ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عراق کا سفر اختیار کیا تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لا کر دیکھتی تھی۔ اس میں مٹی اسی طرح تھی۔ جب میں نے اسے عاشورہ کے روز دیکھا تو اس میں خون تازہ ہو چکا تھا۔ میں سمجھ گئی کہ لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ میں بہت روئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو وہی دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت عاشورہ کے روز 61 ہجری میں ہوئی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھپن سال 5 ماہ 5 دن تھی۔ (حوالہ شواہد النبوۃ)

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس تھے۔ اچانک حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان کے پاس آ گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: انہیں بہت جلد شہید کر دیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے پوچھا: انہیں کون شہید کرے گا؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ کی امت۔ اگر آپ ﷺ فرما دیں تو آپ ﷺ کو وہ مقام بھی بتا دوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔

یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی ہے

بعد ازاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کربلا کی طرف اشارہ کیا اور کچھ سرخ مٹی پکڑ کر حضور ﷺ کو دکھائی اور کہا یہ مٹی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی ہے۔

حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارے کوچ اور قیام کی شاید ہی کوئی جگہ ہو گی جہاں جناب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایک روز فرمایا کہ دنیا کی ذلت و پستی کی یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کو ایک عورت کی وساطت سے بنی اسرائیل کے نابکاروں کو ہدیۃً پیش کیا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کو وحی آئی کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے بدلے ستر ہزار افراد کو ہلاک کیا اور آپ ﷺ کے فرزند کے بدلے دو گنا افراد کو ہلاک کریں گے۔ یہ بات بصحت ثابت ہو چکی ہے کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو۔ وہ سب کے سب قتل ہوئے یا اکثر مصائب میں گرفتار ہوئے۔ (حوالہ شواہد النبوۃ)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب قمیص مبارک

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کرتے مبارک کا ٹکرا

یہ دونوں تبرکات مصر کی جامع مسجد حسینی میں محفوظ ہیں اور یہی وہ مسجد ہے جہاں ایک قول کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر بھی مدفون ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کی بیعت سے انکار

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخت نشین ہوتے ہی گورنر مدینہ ولید بن عتبہ کو لکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت لی جائے۔ اگر یہ دونوں بیعت سے لیت ولعل کریں تو ان کے سر قلم کردو۔ چنانچہ ولید بن عتبہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ ان دونوں حضرات کو معلوم ہوگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال کر گئے ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید علالت کی خبریں مدینہ آچکی تھیں۔ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن عتبہ کے ہاں تشریف لائے تو ولید بن عتبہ نے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر دی اور اس کے ساتھ یزید کی بیعت کے لئے کہا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعزیت کی اس کے بعد ولید بن عتبہ سے کہا: ''میرے جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کرسکتا اور نہ میرے لئے خفیہ بیعت کرنا زیبا ہے۔ جب تم عام بیعت کے لئے لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی آجاؤں گا۔ اور عام مسلمان جو صورت اختیار کریں گے اس میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔''

ولید بن عتبہ نرم خو اور صلح پسند آدمی تھے۔ اس لئے رضا مند ہوگئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آگئے۔ مروان بن الحکم نے زبردستی بیعت لینے اور انکار کی صورت میں قتل کردینے کا مشورہ دیا اور ولید کی اس نرمی اور صلح پسندی پر سخت برہم ہوا اور کہا تم نے میرا کہنا نہیں مانا، اب تم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قابو نہیں پاسکتے۔

ولید نے کہا کہ ''افسوس تم نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے میرے ہاتھ آلودہ کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم قیامت کے دن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا جس سے محاسبہ کیا جائے گا اس کا پلہ خدا کے نزدیک ہلکا ہوگا۔'' (تاریخ ابن اثیر 10/4)

شہادت کی بشارت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس یزیدی حکم کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی سکونت ترک فرما کر مکہ معظمہ چلے جانے کا ارادہ فرمالیا اور مدینہ منورہ سے روانگی سے پہلے رات کو نانا جان حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انور پر حاضر ہوئے اور رو رو کر عرض حال کرنے لگے اور پھر روضہ انور سے لپٹ کر وہیں سوگئے۔ خواب میں دیکھا کہ نانا جان تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوما اور سینہ اقدس سے لگالیا اور فرمایا: بیٹا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عنقریب ظالم تجھے کربلا میں بھوکا پیاسا قتل کردیں گے۔ تیرے ماں باپ اور بھائی تیرے انتظار میں ہیں، بہشت تیرے لئے آراستہ ہورہی ہے۔ اس میں ایسے درجات عالیہ ہیں جو شہید ہوئے بغیر تجھے نہیں مل سکتے۔ جاؤ بیٹا! صبر و شکر سے جام شہادت پی کر میرے پاس آجاؤ۔

اے ماں! آج تیرا لعل حسین تجھ سے جدا ہورہا ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خواب دیکھ کر گھر آئے اور اہل بیت کو جمع کرکے یہ خواب سنایا اور مدینہ سے مکہ جانے کا مصمم ارادہ کرلیا اور پھر اپنے برادرِ بزرگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضر ہوئے اور کلمات رخصت زبان پر لائے اور پھر ماں کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اماں جان! یہ نازوں کا پالا تمہارا حسین آج تم سے جدا ہونے آیا ہے اور آخری سلام عرض کرتا ہے۔ قبر انور سے آواز آئی: وعلیک السلام! اے مظلوم اور آپ وہاں کچھ دیر روتے رہے اور پھر واپس تشریف لائے اور مکہ معظمہ جانے کی تیاری فرما کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوگئے۔

زیر نظر تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی ہے

کوفیوں کے خطوط حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوا تو اہل عراق کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے متفق ہو کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط بھیجنے شروع کر دیے جس میں اس امر کا اظہار تھا کہ ہم اپنے جان و مال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان کر دیں گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں کوفہ میں تشریف لائیں ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ظالموں سے مقابلہ کریں گے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہر حال ساتھ دیں گے۔ اس طرح کے التجا ناموں اور درخواستوں کا سلسلہ بندھ گیا اور تمام جماعتوں اور فرقوں کی طرف سے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت پہنچے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں تک خاموش رہتے، کوفیوں کے پیہم اصرار پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ تمہارے ڈیڑھ سو کے قریب خط پہنچے۔ میں فی الحال اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہاری طرف بھیجتا ہوں۔ تاکہ تمہاری سچائی کا پتہ چل سکے۔ تم اگر واقعی میرا ساتھ دینا چاہتے ہو تو میرے نمائندے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ جب وہ تمہارے حال اور صدق مقال سے مجھے مطلع کریں گے تو میں بھی آ جاؤں گا۔

(سر الشہادتین ص 14 وسوانح کربلا 52 وتذکرہ 300)

18 ہزار کوفیوں کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سفیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا

کوفیوں کے پیہم اصرار پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ تشریف لے جانے پر آمادہ ہو گئے لیکن حالات کا پتہ لگانے کیلئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں بھیجا اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم وہاں جا کر میرے لئے کوفیوں سے بیعت لو۔ اگر انہوں نے بیعت کر لی تو مجھے مطلع کرنا میں بھی آ جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دو کمسن بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ روانہ ہو گئے۔ ان دو صاحبزادوں کا نام محمد اور ابراہیم تھا۔ یہ دونوں اپنے باپ کو بہت پیارے تھے۔ اس لئے یہ دونوں بھی اس سفر میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ہو گئے۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جوق در جوق مخلوق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو آئی اور 18 ہزار سے زیادہ کی تعداد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل عراق کی گرویدگی و عقیدت دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں یہاں کے حالات کی اطلاع دی اور التماس کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی تشریف لائیں تاکہ بندگانِ خدا یزید کے شر سے محفوظ رہیں اور دین حق کی تائید ہو۔

(البدایہ والنہایہ بتغیر یسیر 8/173)

حاکم بصرہ عبید بن زیاد کی کوفہ روانگی

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار سے زیادہ کوفیوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کر لی۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد تشریف لے آئیں۔

ادھر جب یزید کو اس صورتِ حال کا پتہ چلا تو اس نے حاکم بصرہ عبیداللہ بن زیاد کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً کوفہ پہنچ کر لوگوں کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے روکے اور جنہوں نے بیعت کر لی ہے انہیں تنبیہ کرے۔ ابن زیاد بڑا مکار اور جلاد تھا، یہ ظالم جھٹ کوفہ پہنچا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے یزید کی مخالفت سے ڈرایا اور لالچ دے کر انہیں حمایت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روکا اور سب پر اپنا رعب وداب بٹھایا۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ صورت حال دیکھ کر رات کو ہانی بن عروہ کے مکان میں تشریف لے گئے اور فرمایا: اے ہانی! میں یہاں غریب مسافر ہوں، تم اہل کوفہ سے خوب واقف ہو، میں تمہاری پناہ میں آیا ہوں۔ مجھے اپنے مکان میں پناہ دے۔ ہانی نے قبول کیا اور ایک حجرہ اپنے گھر کا ان کے لئے خالی کر کے کہا: رواق منظرِ چشم من آشیانہ تست

کرم نماد فرود آنکہ خانہ خانہ تست

ابن زیاد کو پتہ چل گیا کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہانی نے پناہ دے رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی فوج بھیج کر حضرت ہانی کو گرفتار کر لیا اور اس طرح کوفہ کے دیگر رؤسا و عمائدین کو بھی قلعہ میں نظر بند کر لیا۔

عبید بن زیاد کی عیاری

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رگِ ہاشمی جوش میں آئی اور اپنے دونوں بچوں کو قاضی شریح کے گھر روانہ کر کے محبان اہل بیت کو بلایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا پر جوق در جوق لوگ آنے شروع ہو گئے اور چالیس ہزار کی جمعیت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر قصر شاہی کا احاطہ کر لیا اور ابن زیاد کے محل کو گھیر لیا۔ قریب تھا کہ ابن زیاد اور اس کے ساتھی گرفتار ہو جاتے کہ ابن زیاد نے ایک چال چلی اور وہ یہ کہ اس نے کوفہ کے جن بڑے بڑے آدمیوں کو قلعہ میں نظر بند کر رکھا تھا انہیں مجبور کیا کہ تم چھت پر جا کر اہل کوفہ کو سمجھاؤ اور ڈراؤ اور انہیں مجبور کر کے حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت سے الگ کر دو۔ یہ لوگ ابن زیاد کی قید میں تھے اور جانتے تھے کہ اگر ابن زیاد کو شکست بھی ہوئی تو قلعہ فتح ہونے تک ان کا خاتمہ کر دے گا۔ اس خوف سے وہ گھبرا کر اٹھے اور دیوار قلعہ پر چڑھ کر چلائے:

''بھائیو! حضرت مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حمایت تمہارے لئے خطرناک ہے، حکومت تمہاری دشمن ہو جائے گی۔ یزید تمہارے بچے مروا ڈالے گا، تمہارے مال لٹوا دے گا، تمہاری جاگیریں اور مکان ضبط ہو جائیں گے۔ اور اگر تم حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے تو دیکھو ہم جو ابن زیاد کی قید میں ہیں قلعہ کے اندر مارے جائیں گے۔ اپنے انجام پر نظر ڈالو، ہمارے حال پر رحم کرو۔ اور اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔''

یہ حیلہ کامیاب رہا اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر منتشر ہونے لگا۔ سب بیوفائی پر اتر آئے اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑنے لگے حتیٰ کہ شام تک حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف پانچ سو کی تعداد رہ گئی اور غروب آفتاب کے بعد جب اندھیرا ہوا تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا رہ گئے۔ (سر الشہادتین 16، سوانح کربلا 5، تذکرہ حسینین 36)

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بڑھیا کے گھر پناہ لینا

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفہ پہنچے تو بے وفا کوفیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منہ موڑ لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اس طرح حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا رہ گئے۔ رات کا وقت تھا اور عبید بن زیاد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرفتاری کے لئے شہر کے چاروں طرف کڑی نگرانی کر رکھی تھی۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوکے پیاسے ایک مسجد میں بیٹھے رہے، رات کو باہر نکلے، راستے کا علم نہ تھا۔ دل میں کہتے جاتے تھے کہ افسوس حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے چھٹے اور دشمنوں سے گھرے، نہ کوئی ہمدم ہے کہ رازِ دل سنے، نہ کوئی قاصد ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہماری خبر دے۔

غریب الوطن حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یار و مددگار نہ مل سکے

اسی طرح حیران و پریشان ایک محلے میں پھر رہے تھے۔ وہاں ایک بڑھیا طوعہ نامی کو دیکھ کر اس سے پانی طلب فرمایا۔ اس نے پانی پلایا اور یہ معلوم کر کے کہ یہ غریب الوطن حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو انہیں اپنے مکان میں جگہ دی۔ اس عورت کا بیٹا ابن زیاد کا آدمی تھا۔ اس نے ابن زیاد کو خبر دے دی کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے اپنی فوج بھیج دی جس نے بڑھیا کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور چاہا کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیں، حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس محاصرہ کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا تلوار لے کر ابن زیاد کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ جیسے ببر شیر بکریوں کے گلے پر حملہ آور ہوتا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حملے سے دل آوروں نے دل چھوڑ دیئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے اور بہت سے مارے بھی گئے۔ ان ظالموں نے پھر در و دیوار پر چڑھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے، جس سے حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدن مبارک زخمی ہو گیا اور ایک پتھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر لگا، خون بہنے لگا۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ کی طرف رخ کر کے کہا: ''اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بھائی خستہ جگر کی بھی خبر ہے کہ اس پر کیا گزری؟ اور کوفیوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ افسوس میرے حال زار کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کون پہنچائے اور کون آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں آنے سے روکے؟''

اسی اثناء میں ایک اور پتھر آ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لب پر لگا جسکی وجہ سے منہ سے خون جاری ہو گیا، داڑھی مبارک رنگین ہو گئی تو اب مجبور ہو کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے کہ ایک نامرد نے گھر میں آ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر تلوار ماری جس سے اوپر کا ہونٹ کٹ گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حال میں اس بزدل کو جہنم رسید فرما دیا اور پھر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: ''الٰہی! میں اس وقت پیاسا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ فریاد سن کر وہی بڑھیا گھر سے پانی لائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ سے لگایا مگر اس میں خون مل گیا، اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھینک دیا۔ بڑھیا نے دوبارہ پانی کا پیالہ دیا وہ بھی خون آلودہ ہو گیا۔ پھر سہ بارہ دیا، اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت نکل کر گر پڑے۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر فرمایا: خدا کو منظور ہی نہیں ہے۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت

پیچھے سے کسی نے نیزہ مارا جو پشت کے پار ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرنگوں ہو گئے، ظالموں نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں چھت پر لے جا کر قتل کیا جائے۔ چنانچہ ایک ظالم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھت پر لے گیا۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ درود پڑھتے اور کہتے جاتے:

اَللّٰھُمَّ احْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

اے اللہ ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔

جب چھت پر پہنچے تو نیچے دیکھا کہ اہل کوفہ جمع ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے کوفیو! جب میرا سر تن سے جدا کیا جائے تو بدن دفن کرنا اور کپڑے اتار کر جو قافلہ مکہ جاتا ہوں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دینا اور میرے بچوں پر رحم کرنا۔ پھر مکہ کی طرف رخ کر کے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

بھائی یہاں کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے خبر کریں

ہرگز ادھر کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ عزم سفر کریں

اتنے میں ظالم قاتل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تنِ اطہر سے جدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوفہ تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دو ننھے بچے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ ابن زیاد حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے فارغ ہوا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولڑکے بھی اسی شہر میں ہیں۔ ابن زیاد نے فوراً منادی کرادی کہ جو کوئی حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکوں کو اپنے گھر میں جگہ دے گا قتل کردیا جائے گا۔ اس وقت دونوں بچے قاضی شریح کے گھر تھے۔ قاضی صاحب نے ان بچوں کو سامنے بلایا اور بے اختیار رونے لگے۔ بچوں نے پوچھا: قاضی صاحب آج اس طرح رونے کا سبب کیا ہے؟ کیا ہم دونوں یتیم تو نہیں ہوگئے؟ قاضی صاحب نے مشکل سے رونا روک کر کہا: بچو! اللہ تعالیٰ تمہیں صبر عطا فرمائے واقعی تم یتیم ہوگئے ہو۔ بچوں نے یہ خبر سنی تو رونے لگے اور وَاأَبَتَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ کے نعرے لگانے لگے۔ قاضی صاحب نے کہا: بچو! چپ رہو، ابن زیاد کے لوگ تمہاری تلاش میں ہیں۔ مجھے تمہاری اور اپنی جان کا خوف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کسی کے ساتھ مدینہ روانہ کردوں یہ بات سن کر بچے ابن زیاد کے خوف سے چپ ہوگئے۔

دو مظلوم بچوں کی داستانِ غم

قاضی صاحب نے اپنے لڑکے اسد سے کہا کہ آج دروازہ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ کو جارہا ہے تو ان بچوں کو کسی نیک آدمی کے سپرد کرآ، تاکہ وہ انہیں مدینہ پہنچا دے۔ اسد جب انہیں لےکر دروازہ عراقین پر آیا تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا اور قافلے کی گردوغبار نظر آرہی تھی۔ اسد نے بچوں سے کہا کہ وہ قافلہ جارہا ہے دوڑ کر اس میں مل جاؤ۔ بے کس بچے قافلے کی طرف دوڑے مگر قافلہ دور جاچکا تھا۔ اس لئے قافلے کو بچے نہ پاسکے۔ اسد گھر کو واپس آگیا تھا۔ اندھیری رات تھی، بچے راہ بھول گئے۔ رات بھر ادھر اُدھر پھرتے رہے، صبح ہونے لگی تو ایک چشمہ دیکھا، تھکے ماندے تھے اس لئے چشمہ کے کنارے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً ایک لونڈی اس چشمہ پر پانی بھرنے آئی اور ان کو دیکھ کر جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یتیم بچے ہیں تو رونے لگی اور کہا صاحبزادو میرے ساتھ چلو۔ میری مالکہ محبِ اہل بیت ہے وہ تمہیں پاکر بہت خوش ہوگی۔ بالکل نہ گھبراؤ اور میرے ساتھ چلو۔ بچے حیران و پریشان اس کے ساتھ ہولئے اور جب گھر پہنچے تو گھر کی مالکہ یہ معلوم کرکے کہ یہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یتیم بچے ہیں، دوڑی اور دونوں کو سینہ سے لگایا اور ان کے حال پر رونے لگی اور پھر کھلا پلا کر ایک کمرے میں سلا دیا۔

ادھر یہ عورت تو اتنی خدا ترس اور محبِ اہل بیت تھی اور ادھر اس کا خاوند حارث نامی بے حد ناخدا ترس اور دشمن اہل بیت تھا اور دن بھر انہی بچوں کی تلاش میں سرگرداں تھا کہ یہ بچے مل جائیں تو انہیں قتل کرکے ان کا سر ابن زیاد کے پاس لے کر انعام پاؤں۔

یہ عجیب منظر تھا کہ حارث دن بھر جن بچوں کی تلاش میں تھا وہ بچے اسی کے گھر میں آرام فرمارہے تھے۔ رات کو جب یہ ظالم گھر آیا تو اس کی بیوی ڈری کہ کہیں اسے ان بچوں کا علم نہ ہوجائے چنانچہ اس کی بیوی نے اسے جلد از جلد کھانا کھلا کر اس سے سوجانے کو کہا اور وہ ظالم دن بھر کا تھکا ماندہ سوگیا۔

مظلوم بچوں کا سچا خواب

کچھ رات گئے بڑے بچے نے چھوٹے کو جگایا اور کہا بھائی میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا کہ ہمارے والد ماجد بہشت میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ٹہل رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ ان سے فرمارہے ہیں: اے مسلم! تم خود چلے آئے اور بچوں کو کیوں ظالموں میں چھوڑ آئے؟ والد ماجد نے ان سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں اور صبح تک آجائیں گے۔

چھوٹے بچے نے کہا: بھائی جان میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اور پھر دونوں بغلگیر ہوکر رونے لگے۔

ان کے رونے سے حارث کی آنکھ کھل گئی۔ بیوی سے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ گھر میں کون چھپا ہے؟ وہ عورت سہم گئی اور ڈری کہ خدا جانے اب کیا ہو؟ حارث اٹھا اور چراغ جلا کر اندر آیا تو ان دونوں یتیموں کو روتے دیکھ کر بولا تم کون ہو؟ ان دونوں صاحبزادوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم فرزندانِ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ظالم حارث خوش ہوگیا۔

انجام سے بے خبر ظالم

پھر یہ ظالم ان دونوں صاحبزادوں کو گھسیٹتا ہوا باہر لایا۔ عورت بیچاری بہتیرا ہاتھ پیر مارتی رہی، اپنا سر اس کے پیروں پر رکھتی رہی اور اسے ظلم سے روکتی رہی مگر اس ظالم نے ایک نہ سنی اور وہ بے رحم تلوار لےکر اٹھا اور دونوں کو دریائے فرات کی طرف لے چلا اور ان کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ جب ان دونوں نے دیکھا کہ یہ ظالم ہمیں قتل کرنے والا ہے تو

کی بڑے بھائی نے قاتل کی یہ منت اس آن
تجھ سے عرض اک میں کرتا ہوں اگر تو لے مان
چھوٹے بھائی پہ میں قربان مرا سر قربان
سر مرا پہلے قلم کر تو بڑا ہو احسان

آخرکار ظالم و بے رحم حارث نے تلوار پکڑ لی۔ اس وقت ان دونوں بچوں نے کہا ''ہم یتیم ہیں، بے وطن ہیں، ہم پر رحم کر''۔ مگر اس بدبخت نے ایک نہ سنی اور ظالم نے بڑے صاحبزادے کو پہلے شہید کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے چھوٹے کو بھی شہید کردیا۔ (تذکرہ ص 48)

ظالم کا انجام

ظالم حارث نے حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں صاحبزادوں کو شہید کرکے چاہا کہ ان کے سر ابن زیاد کے پاس لے چلوں اور انعام پاؤں۔ چنانچہ وہ ان مقدس سروں کو لےکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے ان ننھے اور نورانی سروں کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس کے سر ہیں؟ حارث نے بتایا کہ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کے سر ہیں۔ ابن زیاد بجائے خوش ہونے کے کہنے لگا: اے معلون! میں نے تو یزید کو یہ لکھا ہے کہ وہ میرے پاس قید ہیں اگر اس نے زندہ منگوائے تو میں کہاں سے لاؤں گا؟ تو انہیں میرے پاس زندہ کیوں نہ لایا؟

حارث نے کہا کہ اگر زندہ لاتا تو شہر والے مجھ سے چھین لیتے اور میں انعام سے محروم رہ جاتا۔ ابن زیاد نے کہا تو نے مجھے خبر کی ہوتی میں خفیہ منگوا لیتا۔ حارث چپ ہوگیا۔ ابن زیاد نے اپنے کارندوں میں سے مقاتل نامی شخص کو جو محبِ اہل بیت تھا حکم دیا کہ اس خبیث کو دریائے فرات کے کنارے لے جاکر قتل کردو اور جہاں ان بچوں کے بدن ڈالے گئے ہیں، وہیں یہ دونوں سر بھی ڈال دو۔ مقاتل یہ حکم سن کر بڑا خوش ہوا اور حارث کا ہاتھ پکڑ کر باہر آکر اپنے رازداروں سے کہنے لگا کہ اگر ابن زیاد مجھے تمام ملک دے دیتا تب بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس حکم سے ہوئی ہے۔

پھر مقاتل نے حارث کے ہاتھ پشت کے پیچھے باندھے، سر ننگا کیا سر بازار لے کر چلا اور بچوں کے سر لوگوں کو دکھاتا جاتا تھا۔ لوگ انہیں دیکھ کر روتے اور حارث پر لعنت کرتے۔ حتیٰ کہ دریائے فرات کے کنارے لاکر مقاتل نے پہلے ان دونوں مقدس سروں کو نہر میں ڈالا۔ قدرت الٰہی سے دونوں کے تن پانی کے اوپر آکر سروں سے مل گئے اور پھر پانی میں ڈوب گئے۔

ظالم کی نعش کو دریا نے بھی قبول نہ کیا

پھر مقاتل نے ظالم حارث کو بھی وہیں قتل کردیا اور اس کی لاش کو فرات میں پھینکا تو فرات نے اسے قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا پھر اسے زمین میں دبایا تو زمین نے بھی قبول نہ کیا اور باہر نکال پھینکا اور آخر لکڑیاں جمع کرکے اس کو جلا دیا گیا۔ (تذکرہ ص 50)

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار (عراق)

زیرِ نظر تصویر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی ہے جو کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی اور خاص ساتھیوں میں سے تھے۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کا بیرونی منظر

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بمع اہل وعیال کوفے کا سفر

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ میں جس روز شہید کیا گیا اسی روز حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ سے کوفہ کو روانہ ہو پڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل بیت موالی وخدام سمیت کل 82 نفوس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے۔ یہ مختصر سا اہل بیت کا قافلہ مکہ معظّمہ سے جب رخصت ہوا تو مکہ مکرمہ کا بچہ بچہ اہل بیت کے اس قافلہ کو حرم شریف سے رخصت ہوتا ہوا دیکھ کر آب دیدہ اور مغموم ہو رہا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قافلہ جب مقام شقوق میں پہنچا تو کوفہ سے آنے والے ایک آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر سن کر **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا اور پھر خیمہ میں آئے۔ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سامنے آئی تو اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس سے تسلی وشفقت آمیز باتیں فرمائیں۔ صاحبزادی نے خلاف عادت یہ مراعات دیکھ کر عرض کی کہ آج تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ پر یتیمانہ نوازش فرما رہے ہیں۔ شاید میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رو پڑے اور فرمایا: بیٹی! غم نہ کر، میں تیرا باپ، میری بیوی تیری ماں، اور میری لڑکیاں لڑکے تیرے بھائی بہن ہیں۔

عزت سے جیئے تو جی لیں گے یا جامِ شہادت پی لیں گے

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی والد کی شہادت کی خبر سن کر رونے لگی۔ فرزندانِ حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے اور والد کی شہادت کی خبر سن کر وہ بھی روئے اور پھر انتہائی دلیری سے فرمانے لگے: چچا جان! ان شاء اللہ ہم کوفیوں سے باپ کے خون کا بدلہ لیں گے یا خود بھی ان کی طرح شہید ہو جائیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اپنے ہمراہیوں میں ایک تقریر فرمائی اور فرمایا ''کوفیوں نے بدعہدی کی اور حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ تم میں سے جس کا جی چاہے واپس چلا جائے۔ چنانچہ بعض لوگ جو ادھر اُدھر سے آکر مل گئے تھے، یہ سن کر واپس چلے گئے اور جو ساتھ دینے والے تھے وہ رہ گئے۔ پھر یہ لشکر آگے بڑھا اور مقام ثعلبہ پر آکے پڑاؤ ڈالا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زانوں پر سر رکھ کر سو گئے۔''

اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم جلدی ہم سے آکر ملو گے

تھوڑی دیر کے بعد روتے ہوئے اٹھے اور فرمایا: بہن! میں نے نانا جان کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر فرما رہے ہیں کہ اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جلد ہی ہم سے آکر ملو گے۔ اور ایک سوار کہہ رہا ہے کہ لوگ چل رہے ہیں اور ان کی قضائیں ان کی طرف چل رہی ہیں۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک ہم حق پر ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے۔

پس حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی تو پھر موت کا کیا خوف؟ ایک نہ ایک دن تو مرنا ہی ہے۔ ابا جان! ہم گلزار شہادت کو پھلتا پھولتا دیکھ رہے ہیں۔ دنیا سے بہتر گھر اور عمدہ نعمتیں ہمارے سامنے ہیں۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 57)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ سے کربلا تک کا سفر بذریعہ نقشہ

حُر بن ریاحی کا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکالمہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روانگی کی خبر پا کر ابن زیاد نے حر بن ریاحی کو ایک ہزار لشکر دے کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھیر کر کوفہ میں لانے کے واسطے آگے بھیج دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لشکر کو دیکھا تو ایک شخص کو معلوم کرنے کے لئے آگے بھیجا کہ یہ کیسا لشکر ہے؟ اتنے میں حر بن ریاحی خود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آیا اور کہنے لگا: مجھے ابن زیاد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھیر کر کوفے میں لے جانے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر میں خطبہ پڑھ کر فرمایا: اے لوگو! میرا ارادہ اِدھر آنے کا نہ تھا، مگر پے درپے تمہارے خطوط پہنچے، قاصد آئے کہ جلد آؤ تو میں آیا۔ اب اگر تم اپنے وعدے پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر چلوں ورنہ واپس چلا جاؤں۔ حر بولے کہ خدا کی قسم میں ان خطوط سے خبردار نہیں ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مگر تمہارے اسی لشکر میں بہت سے ایسے آدمی موجود ہیں جنہوں نے مجھے خط لکھے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لکھے ہوئے خطوط پڑھ کر سنائے۔ اکثر نے سر نیچا کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ حر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ابن زیاد نے مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھیر کر کوفہ لے چلنے کا حکم دیا ہے مگر میرے ہاتھ کٹ جائیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار چلاؤں۔ چونکہ مخالف میرے ساتھ ہیں، اس لئے مصلحت یہ ہے کہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رہوں اور رات کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستورات کا بہانہ کر کے مجھ سے علیحدہ ہو کر اتریں اور جب لشکر والے سو جائیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ میں صبح کو کچھ دیر جنگل میں تلاش کر کے واپس چلا جاؤں گا، اور ابن زیاد سے کچھ بہانہ کر دوں گا۔ (سر الشہادتین ص 19 و تذکرہ ص 59)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر محض دین کی خاطر تھا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض اتمام حجت کے لئے ان لوگوں کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور صرف دین کی حمایت کا جذبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے لے گیا جو گستاخ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدعا سلطنت کا حصول بتاتے ہیں، وہ غور تو کریں کہ اگر بقول ان کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی مدعا ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بے سروسامانی کے ساتھ ہرگز سفر نہ فرماتے۔ جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم تھا کہ دشمن بے حد قوی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں لشکر رکھتا ہے۔ اُدھر لشکر عظیم اور اِدھر چند نفوس قدسیہ۔ کیا کوئی عقل کا دشمن یہ کہہ سکتا ہے کہ اس بے سروسامانی کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنت کے حصول کے لئے نکلے تھے؟ ہرگز نہیں، بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میدان میں صرف حمایت دین کا جذبہ لے گیا تھا۔

نہ اپنی آن کی خاطر، نہ اپنی شان کی خاطر
وہ میداں میں نکل آئے فقط ایمان کی خاطر

حر بن ریاحی کے مزار کا بیرونی منظر

حر بن ریاحی یزیدی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ آپ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی نہ دیکھ سکے اور پھر یزیدی لشکر کا ساتھ چھوڑ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دیا۔

دشتِ کربلا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ روانگی کی خبر پا کر ابن زیاد نے حر بن ریاحی کی قیادت میں ایک لشکر آگے بھیج دیا تھا۔ حر بن ریاحی مردِ سعید نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ مستورات کا بہانہ فرما کر رات کو علیحدہ اتریں، اور رات ہی کو کہیں تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کیا اور رات کو جب یزیدی لشکر سو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے کوچ کیا۔ اندھیری رات میں معلوم نہ ہوا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ صبح کو ایک میدان ہولناک میں پہنچے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمراہیوں سے پوچھا تم میں سے کسی کو اس دشت کا نام معلوم ہے؟

ایک نے کہا: اسے ماریہ کہتے ہیں۔

فرمایا: شاید کوئی دوسرا نام بھی ہوگا؟

یہی مقتل ہے آلِ رسول ﷺ کا

لوگوں نے کہا: اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اللہ اکبر ...... اَرْضُ کَرْبٍ وَّبَلَاءٍ وَسُفَکِ دِمَاءٍ

زمین کربلا یہی ہے، ہمارے خون بہنے کی جا یہی ہے۔ اب ہم یہاں سے کہیں نہیں جا سکتے۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اباجان! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیا فرما رہے ہیں؟

فرمایا: بیٹا! تیرے دادا جان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین جاتے ہوئے یہاں ٹھہرے اور بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زانوں پر سر رکھ کر سوئے۔ میں سرہانے کھڑا تھا کہ روتے ہوئے اٹھے۔ بڑے بھائی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: میں نے ابھی خواب میں اس جگہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خون میں ڈوبتا ہوا ہاتھ پاؤں مارتا ہوا اور فریاد کرتا ہوا دیکھا ہے۔ مگر کوئی اس کی فریاد نہیں سنتا۔ پھر مجھ سے فرمایا: بیٹا! جب تجھے اس جگہ واقعہ عظیم درپیش ہوگا تو اس وقت کیا کرے گا؟ میں نے عرض کیا: صبر کروں گا۔

اس پر فرمایا بیٹا ایسا ہی کرنا کہ صبر کرنے والوں کا ثواب بے شمار ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

یہ فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان اتروایا۔ فرات کے کنارے خیمہ نصب فرمایا اور دوسری محرم 61 ہجری کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشت کربلا میں قیام پذیر ہوئے۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 61)
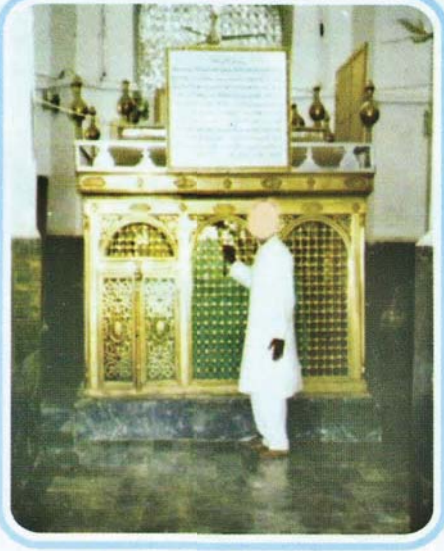
حر بن ریاحی کی قبر مبارک

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک سے فارغ ہو کر ہم حضرت حر بن ریاحی کے مزار پر حاضر ہوئے جو حضرت عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ انور سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہی حر ہیں جو یزیدی لشکر میں ایک سالار تھے۔ مگر عین لڑائی کے دوران یزیدی ظلم وستم اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے متاثر ہو کر یزیدی فوج سے نکل کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام میں داخل ہوئے اور جان نثار کر کے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے اہل وعیال کو صبر کی تلقین کرنا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دشت کربلا میں اترے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت سے یہ وعظ فرمایا کہ ''میری مصیبت و مفارقت پر صبر کرنا جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور بال نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا۔ اے میری بہن زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تم فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہو۔ جیسا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت پر صبر کیا تھا اسی طرح تم بھی میری مصیبت اور مفارقت پر صبر کرنا۔'' (انارۃ البصائر ص 297 بحوالہ ناسخ التواریخ منقول از فیصلہ شرعیہ ص 41)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی سیٹلائٹ سے لی گئی تصویر

دریائے فرات کا خوبصورت منظر

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں دریائے فرات کے کنارے اپنے خیمے گاڑ رکھے تھے مگر محرم کی ساتویں تاریخ کو ابن سعد کی فوج (جو بیاسی ہزار کی تعداد میں تھی) نے دریائے فرات کو گھیر لیا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی لینے سے روک دیا۔ اس فوج میں اکثر وہی لوگ تھے جو محبان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر خود ہی بلایا تھا اور اب خود ہی ان کا پانی بھی بند کر دیا۔ ابن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ اپنے خیمے دریا کے کنارے سے اکھاڑ لیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا مگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بھائی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے دو تم بحر کرم ہو یہ قطرۂ ناچیز ہیں۔ ان سے جھگڑنا فضول ہے۔ اپنا خیمہ یہاں نہیں تو دریا سے دور ہی سہی۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خیمہ وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دے دیا۔ (تنقیح الشہادتین ص 96)
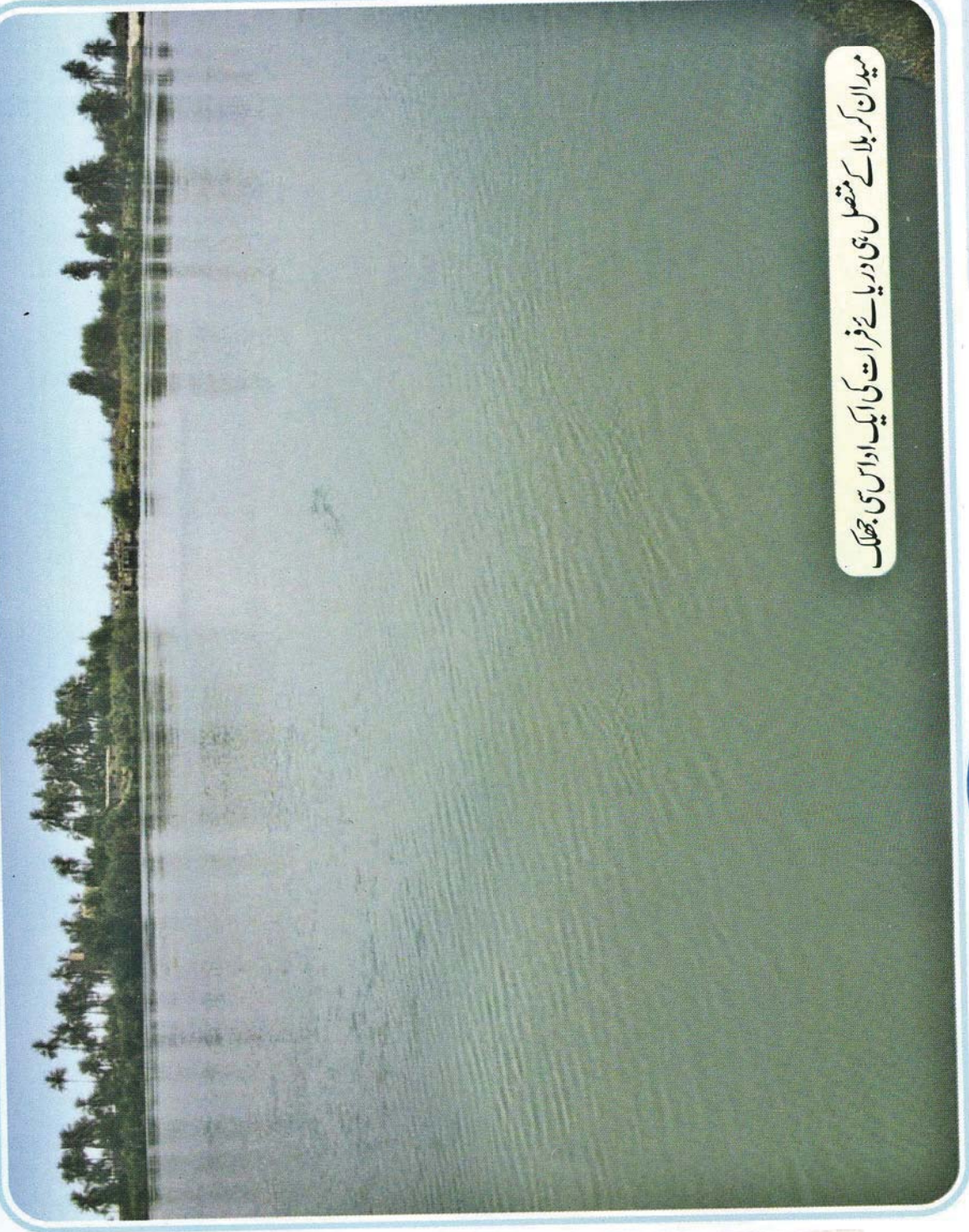
میدان کربلا کے متصل ہی دریائے فرات کی ایک اداس سی جھلک

یزیدی سپاہی کی عبرتناک موت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیمہ دریائے فرات کے قریب ہی نصب تھا مگر یزیدی لشکر دریا کے اطراف میں پہرہ دیے ہوئے تھا کہ ایک سپاہی نے کہا "اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھے ایک قطرہ بھی پانی نہیں پینے دیا جائے گا اور تم یونہی ہلاک ہو جاؤ گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت دعا کی "اے مولیٰ تو اس کو پیاس کی حالت میں موت دے"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان اسی وقت اس بے حیا کا گھوڑا طوفانی رفتار میں اطراف میں دوڑتا رہا اور جب وہ گھوڑا رکا تو اس سپاہی پر پیاس کا ایسا غلبہ ہوا کہ وہ

العطش العطش

ہائے پانی ہائے پانی

پکارتا رہا مگر جب پانی اس کے منہ سے لگاتے تو وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس اسی حالت میں اس کی موت آ گئی۔ (حوالہ سوانح کربلا ص 90)

دریائے فرات کا محل وقوع

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں اکثر مؤرخین نے لکھا ہے کہ یزیدی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ حتیٰ کہ دریائے فرات سامنے تھا مگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی ایک ایک بوند پانی کے لئے ترس رہے تھے۔ اس بات کی کیا حقیقت ہے اس بارے میں مشہور محقق جناب یعقوب نظامی صاحب لکھتے ہیں کہ علماء سے سنا اور کتابوں میں پڑھا تھا کہ دریائے فرات میدان کربلا کے پاس سے بہتا ہے۔

میں نے سعد سے پوچھا: دریائے فرات کہاں ہے؟

سعد نے کہا: جب فرات آئے گا تو بتا دوں گا۔

میں نے پوچھا: کیا فرات کربلا کے پاس سے نہیں بہتا؟

سعد نے کہا: نہیں فرات کربلا سے تیس کلومیٹر دور ہے۔

میں نے سعد سے کہا کہ میرے تصور کا کربلا کچھ یوں تھا کہ ایک کھلا میدان ہوگا جس کے ساتھ ساتھ دریائے فرات بہتا ہوگا اتنا قریب کہ وہاں پیدل جا کر آدمی پانی لے سکتا تھا، لیکن یزیدی فوجوں نے پانی نہیں لینے دیا۔

سعد نے مسکراتے ہوئے کہا:

دریا اپنے رخ بدلتے رہتے ہیں۔ چودہ سو سال میں دریا اپنا رخ بدلتے بدلتے اصل مقام سے تیس کلومیٹر دور ہو گیا ہے۔

مجھے سعد کی رائے سے اتفاق نہیں، ممکن ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کی طرح محققین نے اس بارے میں بھی کوئی خاص تحقیق نہ کی ہو یا پھر ہمارے خطباء سنی سنائی باتوں کے سہارے شعلہ بیانی کی روانی میں دریائے فرات کو بھی میدان کربلا کے پہلو میں کھینچ لائے ہوں۔

بچوں کی سوچ محدود ہوتی ہے۔ بچپن میں یزید کے بارے میں میرا خیال تھا کہ یہ کوئی کافر تھا جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو شہید کیا تھا۔ جوان ہو کر پتہ چلا کہ یزید تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ اس وقت مسلمانوں کا خلیفہ بھی تھا۔

ہماری گاڑی رات 8:45 پر کربلا سے چلی تو میں سوچنے لگا کہ واقعہ کربلا کے بعد اموی دور حکومت میں یہ جگہ بالکل ویران رہی ہوگی۔ جب اموی دور ختم ہوا تو پھر شہدائے کربلا کے روضے تلاش کئے گئے اور ان پر مقبرے بنے۔

(حوالہ پیغمبروں کی سرزمین)

دریائے فرات کا ایک منظر، مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر شہادت سے قبل اسی دریا کے کنارے خیمہ زن تھا

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کی بشارت دینا

محرم کی دسویں رات شام سے صبح تک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبادت الٰہی میں گذار دی۔ رات کے پچھلے پہر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک استغراق کی کیفیت طاری ہوئی۔ حق تعالیٰ کی یاد میں اس قدر محو ہوئے کہ دنیا و مافیہا کی طرف توجہ نہ رہی۔ اسی عالم میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کی طرح گود میں لے کر خوب پیار کیا اور فرمایا: میرے حسین! میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن تیرے درپے آزار ہیں اور تجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ بیٹا! تم صبر وشکر سے اس ساعت کو گزارنا، تیرے جتنے قاتل ہیں قیامت کے دن سب میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور تجھے شہادت کا بہت بڑا درجہ ملنے والا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں تم اس کربلا سے چھوٹ جاؤ گے۔ بیٹا بہشت تیرے لئے سنواری گئی ہے۔ تیرے ماں باپ بہشت کے دروازے پر تیری راہ تک رہے ہیں۔ یہ باتیں ارشاد فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر وسینہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا

اے اللہ! میرے حسین کو صبر واجر عنایت فرما

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس مکاشفہ سے چونکے اور اہل بیت سے یہ سارا ماجرا بیان کیا تو سب حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ (تنقیح الشہادتین)

محرم کی دسویں کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیمہ کے گرد جو خندق کھدوا رکھی تھی وہ لکڑیوں سے بھروا کر ان میں آگ روشن کر دی تاکہ محفوظ رہیں اور دشمن خیمہ تک نہ پہنچ سکے۔

ایک یزیدی بے دین نے آگ روشن دیکھ کر کہا: اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتش دوزخ سے پہلے ہی تم نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال لیا ہے۔ (معاذ اللہ)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کَذَبْتَ یَاعَدُوَّ اللّٰہِ

اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ رو ہو کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ اِلَی النَّارُ

اے اللہ اسے آگ کی طرف کھینچ۔

یہ دعا کرتے ہی اس بے دین کے گھوڑے کا پاؤں ایک سوراخ میں پھنسا، گھوڑا گرا، لگام ہاتھ سے چھوٹی، پاؤں لگام میں الجھا۔ گھوڑا اسے لے کر بھاگا حتیٰ کہ اسے خندق کی آگ میں لا کر گرایا اور خود چلا گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور سر اٹھا کر بآواز بلند فرمایا: الٰہی ہم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں۔ ہمارا بدلہ ظالموں سے لینا۔

اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن ہی ناکام ونامراد ہوں گے

اتنے میں ایک اور بے دین نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: دیکھ اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! دریائے فرات کیسی موجیں مار رہا ہے، مگر اس سے تجھے ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوگا۔ یونہی پیاسا قتل کیا جائیگا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پریشان ہوئے اور آبدیدہ ہو کر دعا فرمائی: الٰہی! اسے پیاسا مار۔ یکا یک اس کے گھوڑے نے شوخی کر کے گرایا، یہ اٹھ کر گھوڑا پکڑنے دوڑتا رہا۔ پیاس غالب ہوئی پیاس پیاس پکارتا رہا مگر حلق سے پانی نہ اترا، آخر اسی پیاس کی حالت میں مر گیا۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ص68)

مقام خیمہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تلہ زینبیہ کے بالکل قریب ہی ایک عمارت تعمیر کر دی گئی ہے جس پر ایک دروازہ نصب کیا گیا ہے دو رویہ نشانات خیام نظر آتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب اور انصار کی سواری کے باندھنے کی جگہ۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کا نشان، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمے کے پیچھے پردہ داران عصمت وطہارت کے خیموں کا نشان اور پھر ایک مقام پر وہ جگہ نمایاں کر دی گئی ہے جہاں حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بیمار کربلا بحالت مرض شدید لیٹے ہوئے تھے اور خیموں میں آگ لگائی تئی تھی۔ یہاں ایک مقام پر نشان قبر حضرت اصغر رحمۃ اللہ علیہ بھی بنا دیکھا جاتا ہے۔ یہاں ایک کنواں بھی موجود ہے جو بروایت حضرت عباس رحمۃ اللہ علیہ نے کھودا تھا، صحن خیمہ گاہ کی پشت پر داہنی جانب "حجلہ عروسی" کے نام سے ایک مقام موسوم کیا گیا ہے اس کو خیمہ گاہ حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔

کربلا میں موجود وہ جگہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیمہ تھا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوفیوں سے خطاب

یزیدیوں نے جب بہرصورت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنا چاہا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عمامہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم باندھ کر حضرت ذوالفقار حیدر ہاتھ میں لے کر اور ناقہ پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور لشکر ابن سعد کے قریب ہو کر فرمایا:

"اے عراق والو! تم خوب جانتے ہو کہ میں نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ فرزند حضرت بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور فرزند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور برادر حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ دیکھو یہ عمامہ کس کا ہے؟ غور کرو کہ عیسائی اب تک نشان پائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بوسہ دیتے ہیں۔ غرض ہر دین وملت کے لوگ اپنے پیشواؤں کی یادگار کو دوست رکھتے ہیں۔ پس میں تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا کا فرزند ہوں اگر تم میرے ساتھ کوئی سلوک نہیں کر سکتے تو کم از کم مجھے قتل بھی نہ کرو۔ بتاؤ تم نے کس وجہ سے میرا اور میرے اہل وعیال کا پانی بند کر رکھا ہے؟ کیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے یا کسی کی جاگیر ضبط کی ہے جس کا بدلہ تم مجھ سے لے رہے ہو؟ تم نے خود مجھے یہاں بلایا اور اب یہ اچھی میری مہمان نوازی کر رہے ہو؟ ذرا سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو؟"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تقریر فرما ہی رہے تھے کہ خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متاثر ہو کر لاحول پڑھی اور حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ و حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: تم جا کر سب کو رونے سے منع کرو اور کہو ذرا صبر کرو۔ دونوں حضرات نے اہل حرم کو رونے سے باز رکھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر لشکر ابن سعد سے خطاب فرمایا:

"اے کوفیو! تمہیں میرا حسب نسب معلوم ہے، جس کا مثل آج روئے زمین پر نہیں ہے۔ پھر سوچ لو کہ تم نے خود ہی خطوط لکھ کر بلایا ہے، پھر اب میرے خون کے پیاسے کیوں ہو گئے ہو؟ دیکھو یہ تمہارے خطوط ہیں۔"

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطوط دکھائے تو ان بے وفاؤں نے انکار کر دیا اور کہا یہ ہمارے خطوط نہیں ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اس کذب وعذر سے متحیر ہو کر فرمایا: بحمد للہ! حجت تمام ہوئی مجھ پر کوئی حجت نہ رہی۔

حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تعارف

حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ مرد سعید اور خوش قسمت تھے۔ لشکر ابن سعد میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لڑنے آئے تھے مگر ان کی تقدیر میں کچھ اور ہی لکھا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب وانصار جب یزیدیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بجز بھائی، بھتیجوں، بھانجوں، لڑکوں اور تین خادموں کے اور کوئی باقی نہ رہا تو یہ صورتحال دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رو پڑے اور پکار اٹھے:

هَلْ مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا

ہے کوئی ہماری فریاد سننے والا اور مدد کرنے والا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے کا انعام

یہ دردناک آواز حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کانوں میں پڑی تو کلیجہ دہل گیا اور فوراً اپنے گھوڑے کی باگ دوزخ کی طرف سے پھیر کر جنت کی طرف کر لی۔ یعنی لشکر ابن سعد سے گھوڑا دوڑا کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور رکاب کا بوسہ دے کر عرض کیا: حضور! میرا قصور معاف اور میری توبہ قبول ہو گی یا نہیں؟

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سر پر دست مبارک پھیر کر فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ میں تم سے خوش ہوں۔ حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ بشارت سن کر لشکر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شامل ہو گئے۔

(تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 73)

حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہادت

حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ یزیدی لشکر سے نکل کر حسینی سپاہ میں آملے تھے اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو آگ سے بچا کر جنت خرید لی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ ابن سعد کے لشکر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ سپہ سالار تھے۔ ابن سعد نے جب انہیں حسینی سپاہ میں ملتے ہوئے دیکھا تو وہ بہت گھبرایا اور صفوان سے کہنے لگا کہ تو جا اور حر کو سمجھا کر واپس پھیر ورنہ سرتن سے جدا کر۔

چنانچہ صفوان نے سے آ کر کہا: تم مردِ دانا ہو کر یزید جیسے عظیم حاکم کی رفاقت چھوڑ کر حسین کی طرف کیوں چلے آئے۔ چلو واپس چلو۔

حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب میں واپس نہیں جا سکتا۔

صفوان نے پوچھا کیوں؟

انہوں نے فرمایا: اے صفوان! حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریحان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صفوان نے غصہ میں آ کر حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نیزہ مارا، حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نیزہ توڑ ڈالا اور پھر اسے ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ سے پار ہو گیا اور داخل فی النار ہو گیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر صفوان کے بھائی دوڑے۔ حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی مار ڈالا اور پھر خود وہاں سے پھر کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا:

حضور! اب تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے راضی ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں تجھ سے راضی ہوں تو آزاد ہے، جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے۔ حر یہ مژدہ سن کر پھر میدان میں آئے جس طرف حملہ کیا، کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ ایک یزیدی نے آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ پیادہ ہی لڑنے لگے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پیادہ دیکھ کر دوسرا گھوڑا بھیج دیا۔ حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ اس پر سوار ہو گئے۔ لیکن اب ظالموں نے ایک دم ہلہ بول دیا اور حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ ظالموں کے متواتر حملوں سے نڈھال ہو کر گر پڑے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آواز سن کر دوڑے اور حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اٹھا کر لشکر میں لے آئے۔ زانوئے مبارک پر ان کا سر رکھ کر چہرے کا گرد وغبار صاف کرنے لگے۔ حضرت حُر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنا سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوں پر دیکھ کر مسکرائے اور جنت کو سدھار گئے۔

(تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 75، وتنقیح الشہادتین ص 22)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بیٹوں کی شہادت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جب سب یار وفادار اور رفیق وجانثار شہید ہوگئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی اور بیوہ بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو یتیم صاحبزادے حضرت عون اور حضرت محمد ماں اور ماموں کی اجازت لے کر گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے دشمنوں کی طرف بڑھے۔ یہ دونوں شیر فوج اشقیاء میں گھس گئے اور کئی یزیدی داخل فی النار کردیے۔ جب اشقیاء نے دیکھا کہ یہ بچے تو شیروں کی طرح لڑ رہے ہیں تو انہوں نے دونوں کو اس طرح نرغہ میں لے لیا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے جدا ہوگئے، پھر بھی کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ تاہم ایک شخص نے پیچھے سے آکر اس زور سے نیزہ مارا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ لال گھوڑے سے خون میں لہولہان ہوکر نیچے گر پڑا۔ دوسرے بھائی کو بھی ظالموں نے نیزوں سے چھلنی کردیا اور دونوں شیر فرشِ خاک پر تڑپنے لگے۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر دونوں نے آنکھیں کھولیں اور دم توڑ دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخر ماں تھیں، بچوں کی شہادت کی خبر پاکر ان کا جگر پاش پاش ہوگیا۔ آسمان وزمین کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے لیکن ان سنگ دلان کوفہ کے دل رحم سے بالکل خالی تھے۔ (تنقیح الشہادتین بتغیر مؤلف ص 71)

حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ارزق پہلوان اور اسکے بیٹوں پر فتح

میدان کربلا میں جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احباب شہید ہوچکے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے اور بھانجے بھی جام شہادت نوش فرماچکے تو پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ میدان میں تشریف لائے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر یزیدی لشکر میں کھلبلی مچ گئی۔ یزیدی لشکر میں ایک شخص ارزق پہلوان بھی تھا۔

اسے مصر وشام والے ایک ہزار جوانوں کی طاقت کے برابر سمجھتے تھے۔ یہ شخص یزید سے دو ہزار روپیہ سالانہ پاتا تھا اور کربلا میں اپنے چار طاقتور بیٹوں سمیت موجود تھا۔ جب حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ میدان میں آئے تو مقابلہ میں آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہوا۔ ابن سعد نے ارزق سے کہا کہ قاسم کے مقابلہ میں تم جاؤ۔ ارزق نے اس میں اپنی توہین سمجھی اور مجبوراً اپنے بڑے بیٹے کو یہ کہہ کر بھیج دیا کہ میرے جانے کی کیا ضرورت ہے، میرا بیٹا ابھی قاسم کا سر لے کر آتا ہے۔ چنانچہ اس کا بیٹا حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر آیا اور حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں بڑی ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ اس کی تلوار پر حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے قبضہ کرلیا اور پھر للکارے کہ کوئی دوسرا ہے تو میرے سامنے آئے۔ ارزق نے اپنے بیٹے کو یوں مرتے دیکھا تو بڑا رویا اور غصہ میں آکر اپنا دوسرا لڑکا مقابلہ میں بھیج دیا۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس دوسرے کو بھی مار ڈالا۔ ارزق نے دیوانہ وار پھر اپنا تیسرا لڑکا بھیجا، اللہ کے شیر نے اسے بھی جہنم رسید کردیا۔ ارزق نے پھر چوتھا لڑکا بھیجا اللہ کے شیر نے اسے بھی جہنم رسید کردیا۔ اب تو ارزق کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور غصہ میں دیوانہ ہوکر خود میدان میں آگیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! آج قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کی لاج رکھنا!

حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ارزق کو دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: میرے مولا! میرے قاسم کی لاج تیرے ہاتھ میں ہے۔ لوگ دونوں کی لڑائی دیکھنے لگے۔ ارزق نے پے در پے بارہ نیزے مارے، حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب روکے۔ پھر اس نے جھلا کر حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑے کی پشت پر نیزہ مارا، گھوڑا مر گیا۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ پیدل رہ گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً دوسرا گھوڑا بھیج دیا۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سوار ہوکر متواتر تین نیزے مارے، ارزق نے روک لئے اور تلوار نکال لی۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تلوار نکالی، ارزق نے تلوار کو دیکھ کر کہا: یہ تلوار تو میں نے ہزار دینار میں خریدی تھی اور ہزار دینار میں زیر آب کرائی تھی۔ تمہارے پاس کہاں سے آگئی؟ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارے بڑے لڑکے کی نشانی ہے وہ تمہیں اس کا مزہ چکھانے کے لئے مجھے دے گیا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تم ایک مشہور سپاہی ہوکر اس قدر بے احتیاطی سے کام لیتے ہو کہ میدان میں لڑنے کے لئے آگئے اور گھوڑے کا تنگ ڈھیلا رکھتے ہو۔ اسے کسا بھی نہیں، وہ دیکھو زین پشت مرکب سے پھسلا ہوا ہے۔ ارزق یہ دیکھنے کو جھکا ہی تھا کہ حضرت قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدا کا نام لے کر ایک ایسی تلوار ماری کہ ارزق کے وہیں دو ٹکڑے ہوگئے۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ص 80)

حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا جنگ کیلئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لینا

میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست احباب بھتیجے اور بھانجے شہید ہوگئے تو حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اب مجھے میدان میں جانے کی اجازت دیجئے اب تو حد ہوگئی، ان ظالموں نے ہمارے جملہ عزیز شہید کردیئے اور باقی جو ہیں سب پیاس کے مارے نڈھال ہورہے ہیں۔ مجھ سے چھوٹے بچوں کی پیاس دیکھی نہیں جاتی۔ میں پانی لینے (دریائے فرات) جارہاہوں۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا میدان جنگ میں اترنا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کو چند باتیں تعلیم فرماکر رخصت فرمایا۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ مشک لے کر دریائے فرات کی جانب روانہ ہوئے، دریائے فرات پر چار ہزار کا محاصرہ تھا۔ حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو دریائے فرات پر قدم رکھا تو سب نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو گھیر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا تم لوگ مسلمان ہو یا کافر؟ وہ بولے ہم مسلمان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مسلمانوں میں یہ کب روا ہے کہ چرند و پرند تو پانی پیئیں اور فرزندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیاسے تڑپیں۔ تم لوگ قیامت کے انصاف سے نہیں ڈرتے؟ ظالمو! جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاسے ہیں، ان کے بچے پیاسے ہیں، کچھ خیال کرو۔ بچوں کے لئے تو پانی لے لینے دو۔ یہ سن کر بھی ان سنگ دلوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور سب نے مل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ پر حملہ کردیا۔ حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر حملہ کرکے 80 افراد کو قتل کرڈالا اور باقیوں کو منتشر کرکے دریائے فرات تک جاپہنچے اور پانی میں اتر کر مشک بھر لی اور خود چلو میں پانی بھر کر پینا چاہا کہ بہن بھائی اور بچوں کی پیاس یاد آگئی۔ فوراً چلو کا پانی پھینک دیا اور مشک کاندھے پر رکھ کر روانہ ہوئے۔

حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہادت

راہ میں اشقیاء نے گھیر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے لڑتے بھڑتے مشک پر سینہ سپر ہوئے جارہے تھے کہ نوفل نامی ایک ظالم نے پیچھے سے آکر ہاتھ پر تلوار اور مشک پر تیر مارا، ہاتھ کٹ گیا اور مشک کا پانی بہہ گیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی محنت اور بچوں کی پیاس پر افسوس کرکے رونے لگے۔ چونکہ زخم کاری لگ چکا تھا، گھوڑے سے گر کر بھائی کو آواز دی۔

آہ! اب تو عباس بھی اگلے جہاں سدھار گئے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی آواز سن کر ایک ایسی آہ بھری جس سے زمین کربلا لرز گئی۔ اور پھر آگے جو بڑھے تو حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھ کر فرمایا:

اَلآنَ اِنۡکَسَرَ ظَهۡرِیۡ

اب میری پیٹھ ٹوٹ گئی۔

حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھائی کو دیکھا اور دار بقاء کو تشریف لے گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی نعش مبارک کو خیمہ کی طرف لائے۔ (حوالہ تنقیح الشہادتین 197)

مزار عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر نظر تصویر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک کی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار مبارک

کربلا کے میدان کے دوسرے کنارے حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی تھے۔ ممکن ہے حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ میدان کربلا کے اسی کنارے پر شہید ہوئے ہوں جہاں ان کا مزار ہے۔ حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی طرز کا ہے۔ وہی نقشہ وہی ڈیزائن اور وہی رش، ہم نے یہاں بھی حاضری دی۔ جب میں کربلا میں تھا تو میری نظروں کے سامنے متواتر وہ منظر گھومتا رہا جب بھوکے پیاسے آل رسول ﷺ کو اس میدان میں شہید کر کے اہل سادات کا نام ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

یزید کو اپنی فوجی طاقت پر غرور تھا لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ یزیدی حربے ناکام ہوئے اور آج کربلا میں شہداء کے مزار جگ مگ کرتے نظر آرہے تھے۔ حضور ﷺ کی نواسی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یزید کے دربار میں تاریخی خطاب میرے کانوں میں گونجنے لگا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یزید کے دربار میں تاریخی خطاب

یزید! تیرے ظلم کی انتہا ہو چکی ہے کہ تیری ماں، بہنیں اور بیٹیاں تو پردے میں ہوں اور حضرت محمد ﷺ کی نواسی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لخت جگر تیری لونڈیوں اور تیرے غلاموں کے سامنے رسیوں میں جکڑی ہوئی بے پردہ کھڑی ہو۔ تو نے دنیا کی جس عارضی حکومت کے لئے اہل بیت کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا ہے وہ حکومت مٹ جائے گی اور میرے بھائی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ناحق رنگ لائے گا اور یہ تیرا خیال غلط ہے کہ میرے بھائی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مٹ جائیگا، نہیں!

میرے بھائی کا نام قیامت تک زندہ رہے گا۔ اس لئے کہ اس نے قوموں کو زندہ کیا ہے۔ مسلمانوں کو زندہ کیا ہے، دین حق کو زندہ کیا ہے اور مری ہوئی روح جمہوریت کو زندہ کیا ہے۔

کربلا کے بعد کے حالات

کربلا کے بعد کے حالات نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک ایک بات کو سچ ثابت کیا۔ دنیا والوں نے کہیں بھی یزید کا نام ونشان نہیں دیکھا، اس کے برعکس حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آل رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کرتے دیکھا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اور اپنے خاندان کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے دین اسلام کو زندہ کیا اور اپنے عمل سے رہتی دنیا تک ایک مثال قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کو درس دیا کہ مشکل وقت میں اسلام کی حفاظت کس طرح کی جائے۔ اب کربلا ایک خوبصورت اور جدید شہر ہے۔ یہاں زائرین زیارت کرتے اور دکانوں سے تحفے خریدتے نظر آتے ہیں۔

مزار عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کی تعمیر قابل دید ہے۔ دو خوبصورت میناروں کے درمیان دور سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کا سنہری گنبد نظر آجاتا ہے اور دل سے فوری یہ آواز نکلتی ہے: السلام علیک یا عباس رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ضریح مبارک کے اردگرد بھی ہر وقت بے پناہ ہجوم رہتا ہے۔ اندر دیواروں پر بہترین قسم کا شیشے اور کاشی کا کام ہوا ہے اور اعلیٰ قسم کے قالین بچھے ہوئے ہیں اور بہترین فانوس آویزاں ہیں۔

قبر عباس رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہادت

میدان کربلا میں جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ احباب واقرباء جام شہادت نوش فرما چکے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بجز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ یہ تین صاحبزادے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ تعالیٰ ابھی شیر خوار ہی تھے اور حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عمر شریف اٹھارہ برس کی تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ اب بجز میرے تین بچوں کے اور کوئی باقی نہیں رہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بنفس نفیس میدان کارزار میں جانے کا ارادہ کیا اور ذوالجناح سواری کے لئے منگوایا۔ ہتھیار بدن پر آراستہ فرمائے اور رخصت کے واسطے خیمہ کے اندر تشریف لائے۔

حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ منظر دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر گرے اور عرض کرنے لگے: اباجان! خدا وہ دن نہ دکھائے جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے جام شہادت نوش فرمائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ہوتے ہوئے میدان میں کیوں تشریف لے جاتے ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے میں جاتا ہوں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے علی اکبر! کس دل سے تجھے شہید ہونے کی اجازت دوں اور کن آنکھوں سے تم کو زخموں سے چور چور دیکھوں۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصرار کرنا اور رونا شروع کیا۔ آخر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی اور اپنے ہاتھ سے ان کے بدن پر ہتھیار لگائے، زرہ پہنائی، عمامہ سر پر رکھا، کمر بند باندھا اور گھوڑے پر بٹھایا۔

اہل بیت ان کے گھوڑے کی رکاب سے آکر لپٹ گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ہٹایا اور فرمایا کہ جانے دو کہ آخرت کا سفر کر رہا ہے۔ (تنقیح الشہادتین ص 197)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ جب میدان کارزار میں تشریف لائے تو لشکر اعداء میں ایک سناٹا چھا گیا۔ حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ اٹھارہ سال کی عمر شریف رکھتے تھے اور شکل وشمائل میں حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا حسن وجمال وجلال دیکھ کر دشمن متحیر ہوگئے۔ حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میدان میں پہنچتے ہی رجز خواں اور مبارز طلب ہوئے اور جب کوئی سامنے نہ آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خود ہی لشکر اعداء میں گھس کر حملہ کر دیا اور اشقیاء کو درہم برہم کر دیا اور تادیر لڑتے رہے اور پھر پیاس کے باعث حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیاس کا ذکر کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے چہرے کا گرد وغبار صاف کر کے رسول ﷺ کی انگشتری ان کے منہ میں ڈال دی، جس کے چوسنے سے انہیں تسکین ہوئی اور پھر میدان میں آئے اور اکثر کو واصل جہنم کرنے کے بعد آپ پھر ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور آئے اور پیاس کا ذکر کیا۔

ہاں! ابن حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس شہادت کے جام سے ہی بجھے گی

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت رو کر فرمایا: جانِ پدر غم نہ کھا عنقریب تم حوضِ کوثر پر سیراب ہوگے۔ حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ بشارت سن کر پھر میدان کی طرف تشریف لائے اور لشکر اعداء میں گھس کر بہت سے دشمنوں کو واصل جہنم کیا۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو گھیر لیا اور ایک ظالم ابن نمیر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پشت مبارک سے پار ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ گھوڑے سے گر گئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا اور فرمایا: اباجان! اپنے علی اکبر کی خبر لیجئے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر کی یہ آواز سنی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے اور میدان میں جا کر دیکھا کہ حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ زخموں سے چور زمین پر گرے ہوئے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں بیٹھ کر بیٹے کا سر اپنے زانوں پر رکھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ وہیں راہی جنت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ جسے یزیدی لشکر نے شہید کر دیا تھا ان کی قبر مبارک بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے ساتھ ہی ہے

کربلائے معلیٰ میں واقع شہادت گاہِ حضرت علی اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت علی رحمہ اللہ تعالیٰ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر لگا تھا جس کی وجہ سے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ گھوڑے سے گر کر شہید ہو گئے تھے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میدان کربلا جانے کی تیاری اور نصیحتیں

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے جب جامِ شہادت نوش فرمالیا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہارہ گئے۔ صرف حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ باقی رہ گئے یا حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ، مگر حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے اور حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ شیر خوار۔ اس لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب خود میدان میں جانے کی تیاری فرمائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمہ کے اندر تشریف لائے اور اہل بیت میں تشریف فرما ہوکر فرمایا کہ مصیبت اور بلا پر صبر وشکر کرنا تمہارے واسطے بہت بہتر ہے۔ خبردار! میرے بعد تم چاہے کسی مصیبت وبلا میں مبتلا ہو مگر میرے غم میں سر کے بال سفید نہ کرنا، منہ پر طمانچے نہ مارنا، اور سینہ زنی نہ کرنا، واویلاہ وآہ وزاری نہ کرنا۔ یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ہاں کثرتِ غم سے آنکھوں سے آنسو بہانا، مظلوموں اور دردمندوں کا کام ہے۔ رونا منع نہیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سکینہ کو گود میں لیا اور گلے سے لگایا اور اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: بہن! یہ میری سکینہ مجھے بڑی پیاری اور مجھ سے مانوس ہے۔ میرے بعد اس کی غمخواری وپاسداری کرنا۔

مزار سکینہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل مسجد

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت علی اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی جب شہید ہوگئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل بیت کو تسلی وتشفی دے کر خود میدان میں آنے کا ارادہ کیا۔ ایک بار خیمہ سے رونے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمہ کی طرف پھرے اور حال دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ طفل شیر خوار حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ پیاس سے بے چین ہیں۔ چھ مہینے کی عمر شریف میں یہ مصیبت کہ تین دن سے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ زبان منہ کے باہر نکل رہی ہے۔ مچھلی کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: علی اصغر کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا لے آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کو گود میں لیا اور میدان میں ظالموں کے سامنے لا کر فرمایا اے قوم! تمہارے نزدیک اگر مجرم ہوں تو میں ہوں۔

اے ظالمو! میرے اس معصوم کا کیا قصور ہے

مگر یہ میرا ننھا بچہ تو بے گناہ ہے، خدارا ترس کھاؤ اس مظلوم کو تو چلو بھر پانی پلادو۔ اے قوم آج جو میرے اس ننھے مسافر کو پانی پلائے گا، میرا وعدہ ہے کہ میں اسے حوض کوثر پر سیراب کروں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دردناک تقریریں کر بھی ان ظالموں کا دل نہ پسیجا اور ایک ظالم حرمل بن کاہل نے ایک ایسا تیر مارا جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغل سے نکل گیا۔ اور حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلق سے پار ہوگیا۔ آہ ایک فوارہ خون کا اس ننھے شہید کے حلق سے چلنے لگا اور حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں شہادت پائی۔

ہاں یہ ننھا شہید بھی حوض کوثر سے سیراب ہوگا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی ننھی سی نعش مبارک لے کر خیمہ میں آئے اور ماں کی گود میں دے کر فرمایا: لو علی اصغر بھی حوض کوثر سے سیراب ہوگئے۔ اس ننھی نعش کو دیکھ کر اہل بیت بیقرار ہوگئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہوگئے۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 87)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مزار علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ بن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
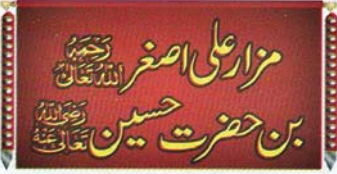
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک

یہ قبر کربلا میں موجود حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے پاس ہی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن کو للکارنا

بیٹوں کی شہادت کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خود بنفس نفیس میدان میں تشریف لائے تو جرأت وشجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ ملائکہ بھی عش عش کر اٹھے۔ اتنے میں ایک شخص ابن قطبہ شامی سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام احباب واقارب کو ہلاک کرا چکے مگر ابھی لڑائی کی ہوس باقی ہے۔ تم اکیلے ہزاروں کا مقابلہ کیسے کرسکو گے؟ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے لڑنے آئے ہو یا میں تم سے؟ تم نے میرا راستہ بند کیا اور تم نے میرے احباب واقارب کو قتل کیا۔ اب مجھے سوائے لڑائی کے کیا چارہ ہے؟ زیادہ باتیں نہ کر اور سامنے آ۔

ہاں یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی للکار ہے

یہ فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فلک شگاف نعرہ مارا جس سے تمام لشکر تھرا گیا اور وہ ظالم بدحواس ہو گیا اور ہاتھ پیر نہ ہلا سکا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار مار کر اس کا سر اڑا دیا پھر فوج پر حملہ کیا اور سب بھاگنے لگے۔ ابن اسطح نامی ایک یزیدی پکارا: اے نامردو! اب ایک تن باقی رہ گیا ہے، اس سے بھاگ رہے ہو؟ ٹھہرو میں اس کے مقابلے کو جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آیا اور تلوار مارنے کو اٹھائی۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی کمر پر تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے فرات پر جانے کا ارادہ کیا۔

شمر نے پکار کر کہا: اے لشکریو! حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہرگز پانی نہ پینے دینا اگر اس نے پانی پی لیا تو پھر کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ پس سب نے مل کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کھینچ کر اشقیاء کے سر اڑاتے ہوئے اور صفوں کو درہم برہم فرماتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے جا پہنچے، گھوڑا پانی میں ڈال دیا، چلو میں پانی لے کر پینا چاہا کہ مکاروں نے پکار کر کہا: اے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم یہاں پانی پی رہے ہو اور وہاں خیمہ لٹ رہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً پانی پھینک کر خیمہ کی طرف چلے۔ راہ میں کئی دشمنوں کو جہنم واصل کیا۔ خیمہ کے پاس آ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے اہل بیت سے الوداعی مکالمہ

پھر خیمہ کے اندر تشریف لائے اور اہل بیت سے فرمایا کہ چادریں اوڑھو، جزع وفزع نہ کرو، مصیبت پر کمر بستہ رہو۔ میرے یتیموں کو آرام سے رکھنا، پھر حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو سینہ سے لگا کر پیشانی کو چوما اور فرمایا:

بیٹا! جب مدینہ پہنچو تو میرے دوستوں کو میرا سلام کہنا۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میدان میں تشریف لے آئے۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 90)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

9 محرم کو ابن زیاد کی فوجیں شمر بن ذی الجوش کی قیادت میں کربلا کے میدان میں وارد ہوئیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے۔ جنگ شروع ہوئی، آخر کار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جن کی تعداد 72 تھی، میدان کارزار میں جام شہادت نوش کر گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر پر 33 نشان نیزوں کے اور 34 نشان دوسری ضربوں کے تھے۔ (البدایہ والنہایہ 8/188)

ان 72 افراد میں سے 17 افراد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ (البدایہ والنہایہ 8/189)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10 محرم 61 ہجری کو جمعہ کے دن شہید ہوئے۔ عمر 56 سال 5 ماہ 5 دن تھی۔ (المرتضیٰ ص 373)

شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور ان کے قتل میں مدد کی، یا ان سے راضی ہوا، اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ ان سے عذاب کو دور کرے گا اور نہ اس کا عوض قبول کرے گا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ 4/487)

میدان کربلا کے خونی منظر کا مصورانہ خاکہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خیمہ میں اپنا آخری دیدار کروا کر میدان میں پھر تشریف لائے تو یزیدیوں نے یکبارگی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ فرمایا۔ مگر ظالموں نے اس قدر متواتر حملے کئے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تن انور زخموں سے چور ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے میں بھی چلنے کی طاقت نہ رہی۔ پس حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ ایک شخص زرعہ نامی نے بڑھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلوار ماری، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ اس کا ہاتھ کندھے سے جدا ہو گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت سب کو یاس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ گویا یہ خیال فرما رہے تھے کہ ان میں کوئی غمگسار نہیں ہے، سب ہی خون کے پیاسے ہیں۔ آخر کار ان ظالموں نے دور ہی سے تیر مارنے شروع کئے کہ ایک ظالم کا تیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر آ کر لگا، خون کا فوارہ جاری ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خون چلو میں لے کر منہ پر ملا اور فرمایا کل قیامت کے دن اس ہیئت سے اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور اپنے مارنے والوں کی شکایت کروں گا۔ اس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تن انور پر 72 زخم نیزے اور تلوار کے آ چکے تھے، جن کے باعث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نڈھال ہو گئے تھے اور قبلہ رو ہو کر اپنے اللہ کو یاد کر رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک ظالم کا تیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلق میں آ کر لگا اور زرعہ ابن شریک نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر اور شمر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرق انور پر تلوار ماری اور سنان بن انس نے پشت مبارک پر نیزہ مارا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تلواروں کے سائے میں بھی نماز نہ چھوڑنا

اس وقت دوپہر ڈھل چکی تھی اور نماز ظہر کا وقت تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت بھی اس صورت میں نماز کو ادا کیا کہ گرتے ہوئے منہ قبلے کی طرف کیا، گھوڑے پر قیام تھا اور جب غش سے جھکے تو رکوع تھا اور جب زمین پر گرے تو سر کے بل کہ وہ سجدہ کا مقام تھا۔ اتنے میں شمر آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک پر بیٹھ گیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں کھول کر پوچھا تو کون ہے؟

اس نے بتایا کہ میں شمر ہوں۔

فرمایا: ذرا سینہ کھول کر دکھا، اس نے سینہ کھولا تو سفید داغ نظر آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

صَدَقَ جَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سچ فرمایا نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رات کو خواب میں فرمایا کہ تیرے قاتل کا نشان یہ ہے۔ وہی نشان تجھ میں موجود ہے۔

پھر فرمایا: اے شمر تو جانتا ہے آج کونسا دن ہے؟

اس نے کہا: جمعہ کا۔

فرمایا: وقت کون سا ہے؟

کہا خطبہ پڑھنے اور نماز جمعہ ادا کرنے کا۔

فرمایا: اس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھ رہے ہوں گے اور میرے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف کر رہے ہوں گے۔ ان پر درود پڑھ رہے ہوں گے اور تو ان کے نواسے کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے وہاں تو خنجر پھیرنا چاہتا ہے۔ اے شمر! ذرا میرے سینے سے ہٹ کہ وقت نماز ہے میں قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھوں تو نماز پڑھتے میں جو چاہے کرنا کہ نماز میں زخمی ہونا میرے باپ کی میراث ہے۔ بس شمر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے سے اترا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبلہ رو ہو کر نماز میں اللہ سے راز و نیاز میں مشغول ہوئے اور شمر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ میں ہی 10 محرم 61 ہجری یوم جمعہ کو 56 سال پانچ ماہ پانچ دن کی عمر میں سر تن سے جدا کر دیا۔ (حوالہ تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 89 تا 94)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حرمتی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ جب کوفی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزے کی نوک پر گلی کوچہ میں پھرا رہے تھے تو میں اپنے گھر کی کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ جب سر انور میرے قریب آیا تو میں نے سر انور کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا

پس میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے عرض کیا: اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ اس سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ پھر جب ابن زیاد کے پاس لا کر نیزوں سے سر اتارا گیا تو یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

ایک بی بی فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی تو دیکھا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں رو رہی ہیں؟

تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور اور ریش مبارک پر گرد و غبار ہے۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا بات ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی کربلا سے آیا ہوں، آج میرے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر دیا گیا۔ (ترمذی شریف 2/218)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کا خوبصورت منظر

گرجے کے پادری کا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کی تعظیم کرنا

یزیدی لشکر اسیران کربلا اور سرہائے شہدائے کربلا کو دمشق لے جاتے ہوئے رات کے وقت ایک منزل پر پہنچا تو وہاں ایک بڑا مضبوط گرجا نظر آیا۔ یزیدیوں نے سوچا کہ رات کا وقت ہے، اس گرجے میں رہنا اچھا رہے گا کہ گرجا میں ایک بوڑھا پادری رہتا تھا۔ شمر نے اس پادری سے کہا کہ ہم لوگ رات تمہارے گرجا میں رہنا چاہتے ہیں۔ پادری نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور کہاں جاؤ گے؟ شمر نے بتایا کہ ہم ابن زیاد کے سپاہی ہیں۔ ایک باغی اور اس کے ساتھیوں اور اس کے اہل وعیال کو دمشق لے جارہے ہیں۔ پادری نے پوچھا وہ سر جسے تم باغی کا سر بتارہے ہو، کہاں ہے؟ شمر نے دکھایا تو دیکھ کر پادری پر ایک ہیبت طاری ہوگئی اور کہنے لگا کہ تمہارے ساتھ بہت سے آدمی ہیں اور گرجے میں اتنی جگہ نہیں۔ اس لئے تم ان سروں اور قیدیوں کو تو گرجے میں رکھو اور خود باہر رہو۔ شمر نے اسے غنیمت سمجھا کہ سر اور قیدی محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ سرِ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک صندوق میں بند کر کے گرجے کی ایک کوٹھڑی میں اور اہل بیت کو گرجے کے ایک مکان میں رکھا گیا۔

مظلوم کربلا کے سر مبارک کا اعزاز واکرام

آدھی رات کے وقت پادری کوٹھڑی کا قفل توڑ کر اندر آیا، صندوق کا تالہ توڑا اور سرانور کو نکال کر مشک وگلاب سے دھو کر مصلے پر رکھا اور سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی اے سردار! مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ ان کی اولاد میں سے ہیں جن کا وصف تورات وانجیل میں میں نے پڑھا ہے۔ لیجئے گواہ رہیے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ چنانچہ وہیں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص105)

اس عمارت کا بیرونی منظر جہاں راہب نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک ایک رات کیلئے رکھا تھا

حلب میں موجودہ عمارت جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کٹا ہوا سر مبارک ساری رات رکھا رہا

دمشق کے شہر حلب میں ایک خانقاہ جو کہ مشہد نقطہ کے نام سے مشہور ہے یہ وہ خانقاہ ہے جس کے راہب کی درخواست پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کٹا ہوا سر مبارک ایک رات اس خانقاہ میں رکھا گیا تھا۔ خانقاہ میں وہ جگہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر رکھا گیا تھا اس مقام پر سنگ مرمر کا ایک کتبہ نصب ہے جس پر اس خانقاہ کی تاریخ اور واقعہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

جب یزید کی فوج اسیران اہل بیت کو کوفہ سے دمشق لا رہی تھی تو حلب میں قیام کیا۔ اس مقام پر اسلام سے پہلے ایک خانقاہ تھی۔ اس خانقاہ کے راہب کو معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔ ان کے زیادہ تر مرد شہید ہو چکے ہیں اور زندہ رہنے والوں کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ اس راہب نے سرِ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہرہ دار سے درخواست کی کہ وہ ایک رات اس مقدس سر کو اس کے پاس رہنے دے اور اس کے بدلے پہرے دار کو ایک کثیر رقم بھی ادا کی۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کی برکت سے راہب مسلمان ہوگیا

اس راہب نے وہ سرِ مبارک ایک پتھر پر رکھ دیا اور ساری رات حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کئے گئے ظلم کو سوچتا رہا۔ رات میں سرِ مبارک کے خون کے چند قطرے اس پتھر پر معجزے سے گرے۔ صبح کو قافلہ سرِ مبارک لے کر آگے بڑھ گیا۔ بالآخر وہ پادری مسلمان ہوگیا۔ ایک راہب کے بعد دوسرا آتا رہا اور یہ مقدس پتھر جس پر خونِ سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرخی تھی صفر 333 ہجری تک اسی خانقاہ میں رکھا رہا۔

333 ہجری میں ایک بادشاہ شاہ ہمدانی نے حلب کو فتح کیا اور اس شہر کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ وہ برابر اس مقدس پتھر کی زیارت کو جاتا رہا اور یہاں ایک شاندار عمارت تعمیر کروائی، اس وقت سے یہ جگہ مشہد نقطہ کہلانے لگی۔

یہاں تک کہ 1333 ہجری میں عثمانی بادشاہوں نے اس جگہ کو فتح کرلیا۔ وہ لوگوں کو اس مقام کی زیارت سے منع کرتے تھے اور اس عمارت کو انہوں نے اپنے ہتھیاروں کا گودام بنالیا۔ 20 محرم 1337 ہجری کو جب کہ یہ جگہ ہتھیاروں سے بھری ہوئی تھی اچانک دھماکے سے عمارت تباہ ہوگئی لیکن یہ مقدس پتھر محفوظ رہا۔ لوگ اس مقدس پتھر کو مسجد زکریا میں لے گئے جو حلب میں ہی واقع ہے۔ مگر پھر کچھ عرصے کے بعد مشورہ سے اس پتھر کو اسی عبادت گاہ میں پہنچوا دیا گیا جہاں یہ پتھر شروع میں رکھا ہوا تھا اور اس طرح یہ مقدس پتھر اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔

1380 ہجری میں جعفری اسلامی تعمیر نو کی سوسائٹی نے اس عمارت کو اس کے پرانے انداز میں دوبارہ تعمیر کرادیا۔ (حوالہ شام)

مقام حلب جہاں راہب نے ایک رات حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک عارضۃً رکھا

یزید کی عبرتناک موت

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے کچھ ہی عرصہ کے بعد یزید ایک رومی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہوگیا۔ اس وقت اس کی عمر 39 سال تھی۔ چنانچہ اس دوشیزہ کے رشتہ داروں نے یزید کو ملک شام کے شہر حمص کے علاقے حوارین کے ویران کھنڈر میں بلا کر خنجر کے واروں سے شدید زخمی کر دیا، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے یزید کی موت واقع ہوگئی۔ حتیٰ کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ چیل کووں کی نذر ہوگیا۔ چند دنوں کے بعد یزید کے حامیوں کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے اس کو وہیں گڑھا کھود کر دفنا دیا۔

ابن زیاد کا عبرتناک انجام

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والوں میں سب سے پہلا نام ابن زیاد کا ہے، کوفہ کے گورنر مختار ثقفی نے اپنے ماتحت ابراہیم بن مالک کی فوج کے ہاتھوں دریائے فرات کے کنارے 68ھ میں ابن زیاد کو انتہائی ذلت کے ساتھ مارا۔ حتیٰ کہ ابن زیاد کا سر کاٹ کر ابراہیم کو پیش کیا گیا اور ابراہیم نے وہ سر مختار ثقفی کے پاس کوفہ بھجوا دیا۔ جب یہ سر کوفہ کے گورنر ہاؤس میں رکھا ہوا تھا تو عمارہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں گورنر ہاؤس میں ابن زیاد کا سر دیکھنے گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوگیا اور منہ کے راستے باہر آیا حتیٰ کہ دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

اس محراب کی مختلف تصاویر جہاں راہب نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تبرکاً ایک رات کیلئے رکھا تھا
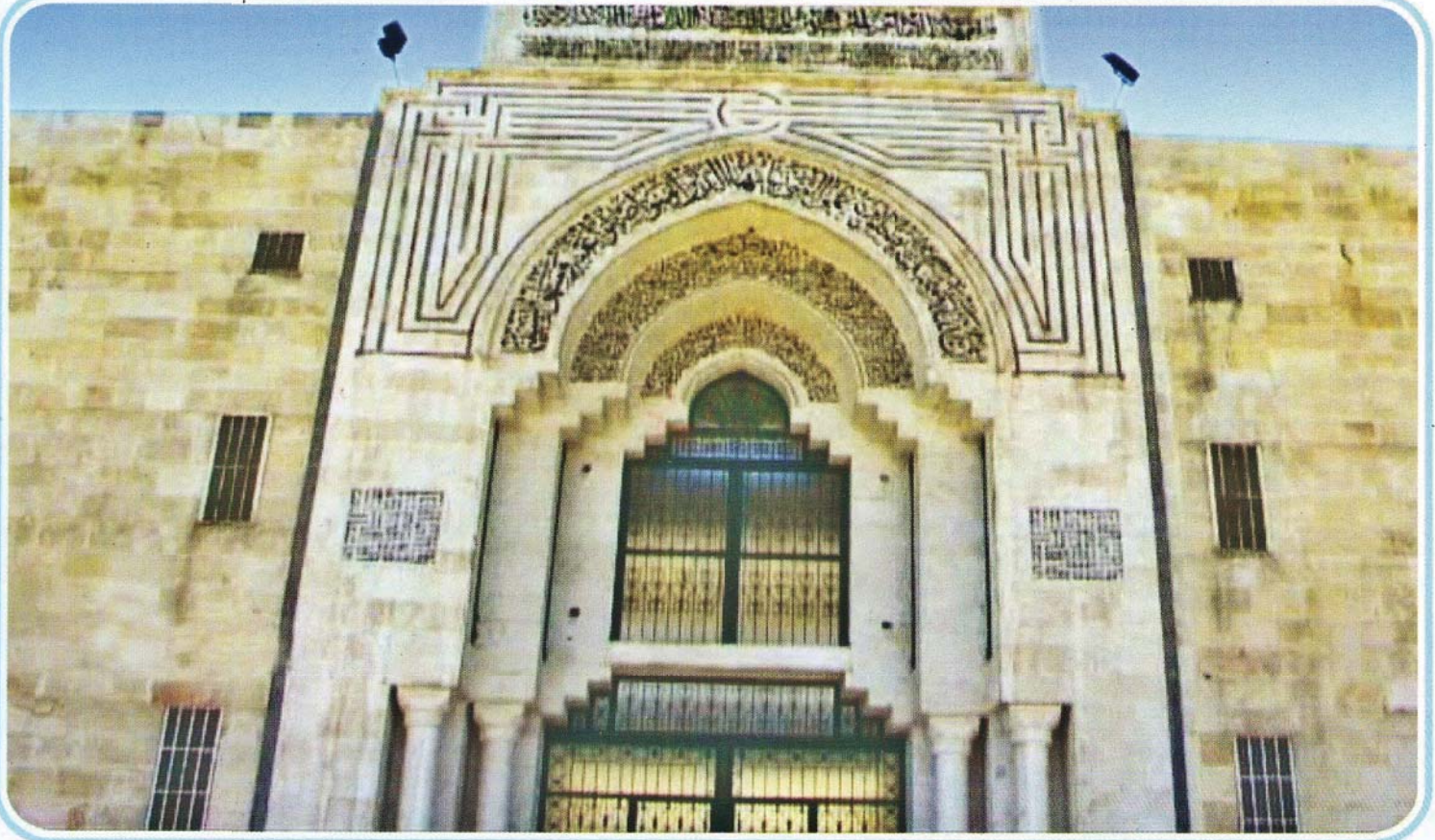
مین دروازہ اس مقام کا جہاں راہب نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تبرکاً ایک رات کیلئے رکھا تھا

حلب میں وہ مقدس پتھر جس پر راہب نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تبرکاً ایک رات کیلئے رکھا تھا۔ جب صبح کو یزیدی لشکر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک اس پتھر سے اٹھا کر لے گئے تو اس پتھر پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون مبارک موجود تھا جس کی سرخی آج بھی اس پتھر پر موجود ہے۔

وہ جگہ جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک مدفون ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے پتھر کو جالیوں سے مقید کرکے روضہ نما بنا دیا ہے۔

وہ پتھر جس پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک رکھا گیا تھا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کا مدفن

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک رکھنے کے مقام کی زیارت کے لئے زائرین کا ہجوم نظر آ رہا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر یزید کے دربار میں

سرہائے شہداء اور اسیران کربلا جب دمشق میں داخل ہوئے تو یزید نے دربار آراستہ کیا اور تمام روسائے شہر اور سرداران مملکت کو جمع کیا اور پھر سب اہلِ بیت کو دربار میں بلایا۔ جب سب لائے گئے تو قیدیوں کو ایک طرف ٹھہرایا اور سروں کو اپنے سامنے منگوا کر رکھوا دیا پھر ہر ایک قیدی کو دیکھا اور حال پوچھنا شروع کیا اور حالات سن کر یزید دیر تک خاموش ہو کر سر نیچا کئے رہا۔ پھر حکم دیا کہ سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ طشت میں رکھ کر ہمارے سامنے لاؤ۔ جب طشت میں سر مبارک رکھ کر لایا گیا تو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لب و دندان چھو کر بولا کہ کیا یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لب و دندان ہیں؟ یہ دیکھ کر ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت وہاں تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا:

قَطَعَ اللّٰہُ یَدَکَ یَایَزِیْدُ

اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں کو کاٹ ڈالے اے یزید

تو اس جگہ کو لکڑی کے ساتھ چھو رہا ہے، جس جگہ میں نے بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یزید نے یہ سن کر انہیں مجلس سے نکال دیا۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 110)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ خبیث حرکت ابن زیاد نے کی تھی، یزید اس وقت موجود نہ تھا۔ (واللہ اعلم)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر یزید کا تبصرہ

جس وقت اہل بیت حضرات کا قافلہ کوفہ سے دمشق میں آ کر دربار یزید میں پیش ہوا تو یزید کی عورت ہندہ نے بے تاب ہو کر بے پردہ دربار یزید میں چلی آئی۔ یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا: اے ہندہ تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ داری کر، ابن زیاد لعین نے ان کے معاملہ میں جلدی کی حالانکہ میں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یزید کے دربار میں حق گوئی

اسیران کربلا جب دربار یزید میں پیش کئے گئے تو حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر یزید نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یزید بولا میں نے تو سنا تھا کہ وہ مارے گئے۔ بتایا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین لڑکے تھے، حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ، حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ تعالیٰ مارے گئے یہ علی اوسط ہیں کہ بوجہ بیماری کے بچے رہے اور گرفتار کر کے لائے گئے۔

یزید نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بلا کر اپنے لڑکے پاس بٹھایا اور کہا: اے علی! میرا لڑکا تیرے برابر ہے، کیا اس سے مقابلہ کر سکتے ہو؟

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک ایک تلوار دونوں کو دے اور مقابلہ کرا کے دیکھ لے۔ اتنے میں نقارہ یزید بجا، یزید کے بیٹے نے بڑے فخر سے کہا یہ نوبت میرے باپ کے نام کی بج رہی ہے یا تیرے باپ کے نام کی؟

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جواب میں تامل فرمایا کہ مؤذن نے اذان کہی۔ پس حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یزید کے بیٹے سے فرمایا: دیکھ وہ میرے باپ دادا کے نام کی نوبت بجی جو قیامت تک یونہی بجتی رہے گی اور تیرے باپ کے نام کی نوبت چند روز بج کر بند ہو جائے گی۔ یزید کا بیٹا اس جواب سے لاجواب ہو گیا اور حاضرین فصاحت شہزادہ سے بڑے متعجب ہوئے۔ (تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص 113)

مسجد اموی جہاں اہل بیت کو یزید کے سامنے پیش کیا گیا تھا

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی چار حاجات

دربار یزید میں حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ پیش کئے گئے تو یزید نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں کوئی حاجت ہوتو طلب کرو۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک تو یہ حاجت رکھتا ہوں کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالے کروتا کہ میں اپنے ہاتھ سے اسے قتل کروں۔ یزید نے اس بات سے انکار کیا۔

پھر حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حوالے کردو تاکہ تن اقدس سے ملا کردفن کردوں۔

یزید نے کہا یہ منظور ہے۔اور کچھ؟

فرمایا مجھے اجازت دو کہ میں اہل بیت کو لے کر مدینہ چلا جاؤں

یزید نے کہا یہ بھی منظور ہے۔اور کچھ؟

فرمایا: کل جمعہ ہے مجھے اجازت دو کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھوں۔ یزید نے کہا: یہ خواہش بھی تمہاری پوری کردی جائے گی اور کل خطبہ بھی پڑھواؤں گا۔

چنانچہ دوسرے روز یزید نے بادلِ نخواستہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اس روز مسجد میں خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ کسی کو جگہ نہ ملتی تھی۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ جامع مسجد دمشق کے منبر پر

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اول نہایت فصاحت وبلاغت سے حمد ونعت بیان کی۔ پھر فرمایا جو مجھے جانتا ہو جانے اور جو نہ جانتا ہو، اب جانے کہ میں نور دیدۂ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سرورِ سینہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دلبند فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور فرزند حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ جنہیں میدان کربلا میں تین روز بھوکا پیاسا مظلوم شہید کیا گیا۔ یہ سن کر مسجد میں کہرام مچ گیا، اہل دمشق میں شور برپا ہوا۔ یزید ڈرا اور مؤذن کو اقامت کے لئے اشارہ کیا۔ پس مؤذن نے اللہ اکبر کہا۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے **نَعَمْ لَا شَيْءَ اَكْبَرُ مِنْهُ** فرمایا۔

مؤذن نے **اشهد ان لااله الاالله** کہا۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے **نَعَمْ شَهِدَ بِهَا لَحْمِيْ وَشَعْرِيْ وَدَمِيْ** فرمایا۔

موذن نے **اشهد ان محمد رسول الله** کہا۔

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنا عمامہ اتار کر مؤذن کی طرف پھینکا اور بال سر متحرک کر کے مؤذن سے فرمایا:

بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ٹھہر جا۔

مؤذن چپ ہوگیا تو حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے یزید! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے نانا ہیں یا میرے؟ اگر تو انہیں اپنا نانا کہے گا تو تمام عالم تجھے جھوٹا کہے گا اور اگر میرے نانا کہے گا تو میرے باپ کو مظلوم کیوں شہید کیا؟ مجھے یتیم کیا۔ اہل بیت کو شہر بشہر پھرایا، قید کروایا، دربار میں بلایا۔ میرے باپ دادا کے دین میں رخنہ ڈالا، باوجود یہ کہ ان کا کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر بھی شرم نہیں کرتا ہے۔

یزید کا قاتل حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن زیاد پر لعنت کرنا

یزید نے مؤذن کو ڈانٹا اور اقامت پوری کرائی۔ نماز ادا کی اور پھر لوگوں سے بے چینی دور کرنے کے لئے ایک مجلس عام بلائی اور اس میں سب کے سامنے سردارانِ کوفہ کو بلا کر سخت برا بھلا کہا، گالیاں دیں، ان کی حرکات پر ناراض ہوا اور خفگی کا اظہار کیا اور کہا میں تم پر جب راضی ہوتا کہ تم حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زندہ میرے پاس لاتے میں ان کی خدمت میں خوشامد کرلیتا، لعنت ہے ابن زیاد پر جس نے یہ کام کیا۔

(تذکرہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 115، وتنقیح 133)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہ دیا تھا بلکہ ابن زیاد نے بذات خود یہ کام کیا اور جب یزید کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لایا گیا تو یزید نے ابن زیاد کو خوب سنائی۔

احقر محمد ارسلان کے نزدیک یہ بات مورخین نے اپنی طرف سے لکھ دی ہے یا پھر یزید نے لوگوں کی لعن طعن سے بچنے کیلئے یہ ڈرامہ کیا تھا۔ اگر یزید کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہوتی تو وہ اسی مجلس میں ابن زیاد کو دنیا کی بدترین سزا دیتا اور اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن اڑا کر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت دیتا۔ مگر کسی بھی تاریخ کی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ یزید نے ایسا کیا بلکہ اس نے چند آنسو بہائے اور لوگوں کو صبر کی تلقین کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بھی اس جرم میں شریک تھا اور اگر یزید شریک نہیں بھی تھا تو ابن زیاد کے قتل کا حکم نہ دے کر یزید بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں شریک ہوگیا۔

مسجد اموی

مسجد اموی جہاں خاندان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی ماندہ افراد کو یزید کے سامنے پیش کیا گیا

مسجد اموی کا بیرونی منظر

مسجد اموی کا اندرونی منظر

شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنات کا اظہارِ غم

ایک ثقہ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص جو قبیلہ طے سے ہمارے پاس آیا تھا پوچھا: کیا تم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جنوں کو نوحہ کرتے سنا ہے؟

اس نے کہا: ہاں لیکن اس قبیلہ کے ہر آدمی سے نہ پوچھتے رہنا ورنہ ہر آدمی تمہیں اس کی خبر دے گا۔

میں نے کہا: میں تو صرف تم سے پوچھنا بہتر سمجھتا ہوں کیوں کہ تم نے بھی تو انہی سے سنا ہے۔

اس نے کہا میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

مسح الرسول جبنيه فله بريق في الغدود
ابواه من عليا وجد خير الجدود

رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا جس کے رخسار تاباں درخشاں ہیں۔ اس کے آباواجداد اعلیٰ و اخیر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں ردعمل

جب مدینہ منورہ میں بعض بدبختوں نے خطبہ دیتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا تو اس شب مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل اشعار سنائی دینے لگے، لیکن ان کا پڑھنے والا نظر نہیں آتا تھا۔

ايها القاتلون جهلا حُسيناً
ابشروا بالعذاب التنكيل
كل من في السماء يدعو اعليكم
من نبي وملاک وقبيل
قد لعنتم

اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہالت سے قتل کرنے والو! تمہیں سخت رسوا کن عذاب کی خوشخبری ہو، آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا ملائکہ وہ سب تم پر بدعا کرتے ہیں، تم پر لعنت ہو۔

سرزمین روم کے غازیوں میں سے ایک غازی کا بیان ہے کہ میں نے ایک کنیسہ میں مندرجہ ذیل شعر لکھا ہوا دیکھا

اترجوا امة قتلت حسينا
شفاعة جده يوم المعاد

کیا وہ قوم جس نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا ہے اس کے جد امجد ﷺ سے بروز حشر شفاعت کی امید رکھتی ہے؟

میں نے پوچھا یہ شعر کس نے لکھا ہے؟ تو کنیسہ والوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

قاتلانِ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبرتناک انجام

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر کوفہ کی مسجد میں لائے گئے تو انہیں رحبہ میں رکھے گئے۔ میں بھی وہاں گیا، میں نے لوگوں کی زبان سے "آ گیا آ گیا" کے الفاظ سنے۔ آخر ایک سانپ آیا اور ان کے سروں کے درمیان بیٹھ گیا۔ پھر عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور کچھ دیر کے بعد نکل کر چلا گیا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر لوگوں نے "آ گیا آ گیا" کہنا شروع کر دیا۔ دوسری دفعہ وہی سانپ پھر آ گیا اور جس طرح پہلے کیا تھا اسی طرح اب بھی کیا۔

اہلِ بیت کے مال سے فائدہ نہ اٹھا سکے

شمر بن ذی الجوش کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامان سے کچھ سونا مل گیا جس میں سے کچھ اس نے اپنی لڑکی کو دے دیا تھا۔ اس کی لڑکی نے وہ سونا ایک زرگر کو دے دیا تا کہ وہ اس کے لئے کوئی زیور بنا دے۔ جب زرگر نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ اس میں بھسم ہو کر رہ گیا۔ شمر نے سنا تو زرگر کو بلا کر باقی سونا بھی اسے دے دیا اور کہا کہ میرے سامنے اسکو آگ میں ڈالو۔ جب زرگر نے اسے آگ میں ڈالا تو وہ بھی بھسم ہو گیا۔ اسی طرح روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے، انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور کباب بنائے۔ ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ان کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ (حوالہ شواہد النبوۃ)

پراسرار بچھو

میدان کربلا میں یزیدی لشکر کے ایک سپاہی نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے زخمی کر دیا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت تکلیف میں تڑپ کر اس کو بددعا دی کہ "اے میرے اللہ تو اس شریر کو اپنے عذاب میں گرفتار کر لے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہِ الٰہی میں اسی وقت قبول کر لی گئی جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس بدبخت کو اسی وقت قضائے حاجت کا شدید تقاضہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر ایک جھاڑی کی طرف بھاگا جب وہ برہنہ ہو کر بیٹھا تو اچانک ایک سیاہ بچھو نے اسکو ڈنک مار لیا جس کی وجہ سے وہ اپنی نجاست میں آلودہ ہو کر تڑپتے تڑپتے مر گیا۔ (سوانح کربلا 89)

خولی بن یزید کا عبرتناک انجام

کربلا سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک خولی بن یزید لے کر رات کے وقت جب قصر امارت میں پہنچا (گورنر ہاؤس) تو اس وقت یہ بند ہو چکا تھا چنانچہ خولی سر مبارک کو لے کر اپنے گھر پہنچا تو اس نے بے ادبی سے سر مبارک کو زمین پر رکھ کر ایک بڑا سا برتن اس پر رکھ دیا۔ خولی کی بیوی نے جب یہ بے ادبی دیکھی تو کہا کہ خدا کی قسم میں تمہارے گھر میں اب نہیں رہوں گی۔ یہ کہہ کر وہ سر انور کے قریب ہی بیٹھ کر روتی رہی۔ پھر اس نے آدھی رات کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک سے نور کی شعائیں نکلتی ہوئی دیکھیں۔ (الکامل فی التاریخ 434/3)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے چند سالوں کے بعد مختار ثقفی نامی شخص عراق کا گورنر بنا تو اس نے حکم دیا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں شریک عمرو بن سعد اور خولی بن یزید کو گرفتار کیا جائے چنانچہ خولی بن یزید کو گرفتار کر کے اس کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو کٹوا کر اسے سولی پر چڑھا کر آگ میں ڈلوا دیا گیا۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور 16 اہل بیت کو شہید کرنے والے لشکر کے لوگوں کو بھی چن چن کر ہلاک کر دیا گیا۔

نیزہ پر رکھا سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ جب دمشق کے بازار سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر یزیدی سپاہی نیزے پر رکھ کر گھما رہے تھے تو اس وقت سر مبارک کے سامنے سے ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا

أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ﴿٩﴾ (الکہف 9)

کہ غار والے اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔

اسی وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک سے آواز آئی

اعجب من اصحاب الكهف قتلي وحملي

(اے لوگوں) اصحاب کہف کے قتل سے زیادہ عجب میرا قتل اور پھر کٹے سر کو لے کر پھرانا عجیب ہے۔ (شرح الصدور 2/2)

خون سے لکھی تحریر

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بعد ایک پتھر ملا جس پر لکھا ہوا تھا۔

اَتَرْجُوْ اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

یعنی کیا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے والے امید رکھتے ہیں کہ روز قیامت ان کے نانا حضور ﷺ کی شفاعت پا سکیں گے؟

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک 2 مختلف جگہوں پر ہونے کی وجہ

مورخین نے لکھا ہے کہ دمشق اور مصر دونوں ممالک دعویدار ہیں کہ ان کے ملک میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور موجود ہے۔ اس کی حقیقت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یزید کے پاس جب کربلا کے میدان سے کٹے ہوئے 17 سر مبارک بھیجے گئے جن میں 16 سر مبارک اہل بیت کے تھے اور ایک سر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ یہ ہوسکتا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا کہ ان دونوں ممالک میں سے ایک جگہ تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کٹا ہوا سر دفن ہوا اور دوسری جگہ اہل بیت میں سے کسی کا سر دفن ہو۔ (واللہ اعلم)

سر مبارک کی چمک

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سر انور یزید کے خزانہ ہی میں رہا جب بنو امیہ کے بادشاہ سلیمان بن عبد الملک کا دور حکومت (96ھ تا 99ھ) آیا اور ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے سر انور کی زیارت کی سعادت حاصل کی، اس وقت سر انور کی مبارک ہڈیاں سفید چاندی کی طرح چمک رہی تھیں، انہوں نے خوشبو لگائی اور کفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔

(تہذیب التہذیب ج 2 ص 326 دار الفکر بیروت)

کربلا کا آنکھوں دیکھا حال

جناب عبدالرحمٰن مدنی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ نجف سے ہم کربلا کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں سے ایک خاصی کشادہ اور صاف ستھری سڑک کربلا جاتی ہے۔ جس کے دونوں طرف حدنظر تک لق ودق صحرا اور ریگستان نظر آتے ہیں۔ بیچ بیچ میں کہیں کہیں اونٹوں کے قافلے محوِ سفر دکھائی دیئے۔ جنہوں نے صدیوں پرانے قافلوں کی یاد تازہ کردی۔ اب کربلا تو ایک بارونق شہر ہے اور وہاں پہنچ کر اس صحرائے کربلا کا تصور ناممکن ہے جس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا المناک سانحہ پیش آیا۔ لیکن نجف سے کربلا جاتے ہوئے راستے میں جو ریگزار دکھائی دیتے ہیں انہیں دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ سرزمین کیسی دشوار گزار اور مسافروں کے لئے کتنی صبر آزما رہی ہوگی۔

تقریباً ظہر کے وقت ہم کربلا شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر اب خاصا بارونق اور شاید کوفہ اور نجف دونوں کے مقابلے میں زیادہ آباد ہے۔ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حادثہ شہادت پیش آیا اس وقت یہ ایک لق ودق صحرا تھا۔ اس پورے علاقے کو زمانۂ قدیم میں طف کہتے تھے اور یہ خاص صحرا جس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، کربلا کے نام سے موسوم تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال مشہور ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ لفظ کربلہ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی پاؤں کے تلووں کی نرمی کے ہیں۔ یہ زمین چونکہ نرم تھی اس لئے ان کا نام کربلا رکھ دیا گیا۔ کربلا عربی زبان میں گندم صاف کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اس لئے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سرزمین میں چونکہ روڑے اور پتھر نہیں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس زمین کو باقاعدہ صاف کیا گیا ہے اس لئے اسے کربلا کہتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ لفظ کربل سے نکلا ہے۔ یہ ایک خاص قسم کی گھاس کا نام ہے جو اس صحرا میں بکثرت پائی جاتی ہے، اس لئے اس کا نام کربلا مشہور ہوگیا۔ (معجم البلدان للحموی 4/445) واللہ اعلم

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری

کربلا پہنچ کر ہم سب سے پہلے اس عمارت میں حاضر ہوئے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے بارے میں بھی روایتیں بہت مختلف ہیں۔ عام طور سے مشہور یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک تو کربلا ہی میں مدفون ہے لیکن سرمبارک چونکہ یزید کے پاس دمشق لے جایا گیا تھا اس لئے وہ یہاں مدفون ہے۔ پھر سرمبارک کے مزار کے نام سے مختلف شہروں میں بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ اگر یہ روایت درست ہو کہ سرمبارک یزید کے پاس شام لے جایا گیا تھا تو اس کا دمشق میں مدفون ہونا تو کچھ سمجھ میں آتا ہے لیکن ایک عظیم الشان مزار قاہرہ میں جامع ازہر کے سامنے بھی بنا ہوا ہے اور وہ پورا محلّہ ''سیدنا الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

بہرصورت سرمبارک کے بارے میں تو روایات بہت مختلف ہیں، لیکن جسم مبارک کے بارے میں قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کربلا میں مدفون ہوگا۔ اگرچہ اس کی خاص جگہ کا تعین تاریخی اعتبار سے خاصا مشکوک ہے۔ حضرت ابونعیم مشہور محدث اور مورخ ہیں ان سے کسی نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی جگہ دریافت کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ (تاریخ بغداد، الخطیب 1/144)

کربلا کے میدان میں چند زائرین نماز ادا کر رہے ہیں
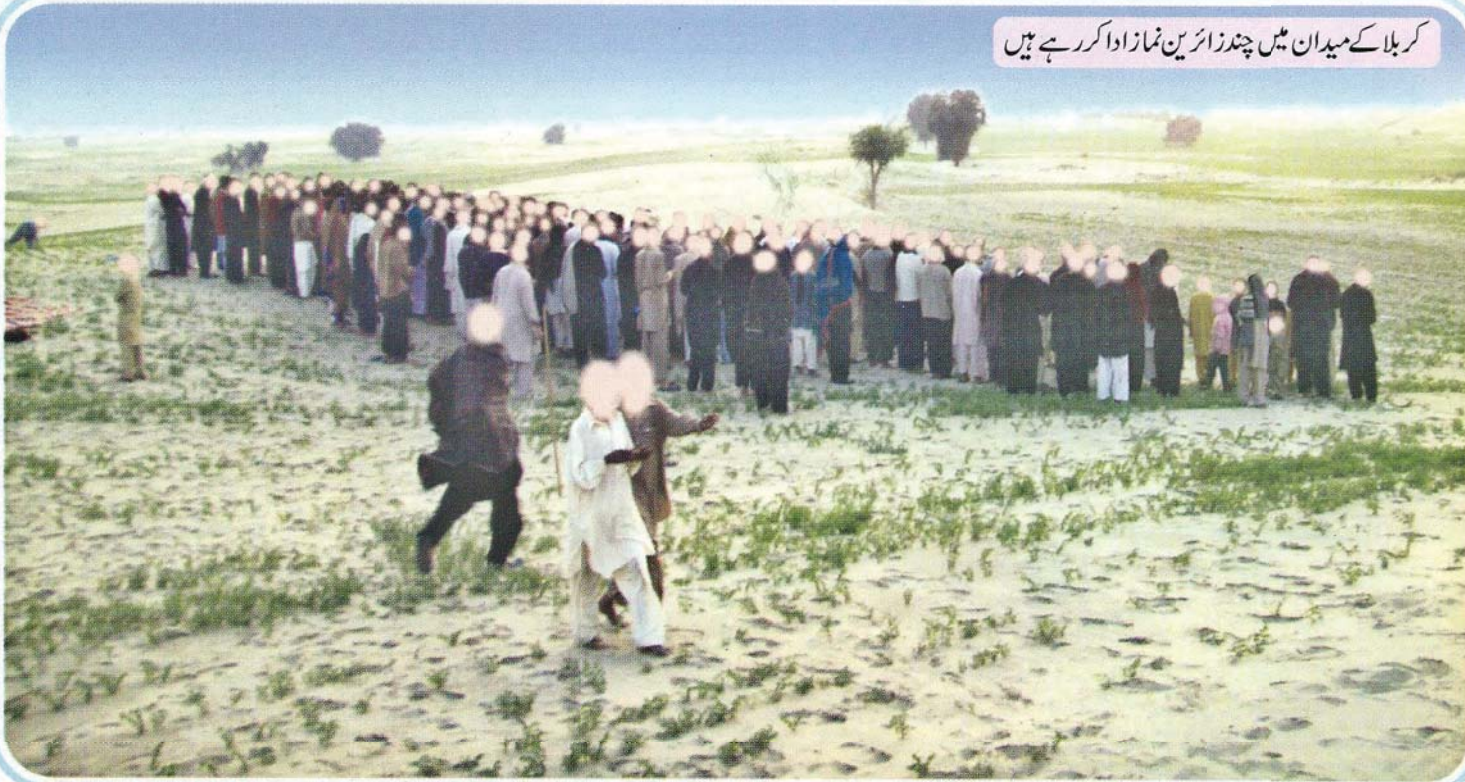
کربلا جہاں آل رسول ﷺ کے ساتھ خون کی ہولی کھیلی گئی

کربلا وہ سرزمین ہے جہاں یزیدی لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے 16 ساتھیوں کے سر مبارک کو جسم سے الگ کیا اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے) کو نیزوں پر اچھالا گیا اور اسی جگہ حضرت علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ (حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے) کے حلق میں ظالموں نے تیر پیوست کر دیا۔ اس سرزمین پر اہل بیت کے پانی کو بند کر دیا گیا تھا۔ کربلا ہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک مدفون ہے اور اسی میدان میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

مقام کربلا کی وجہ تسمیہ

کربلا معلیٰ، جمہوریہ عراق کے صوبے کربلا کا صدر مقام ہے۔ یہ بغداد سے 103 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں:

کربلا مشتق ہے کربلہ سے، جس کا معنی ہے پاؤں کی سستی اور نرمی۔ جیسا کہ کہاوت ہے:

جاء یمشی مکربلا

وہ یوں آرہا ہے جیسے کیچڑ میں چل رہا ہو

یہ زمین بھی چونکہ (ریت کی وجہ سے) ایسی تھی کہ چلتے ہوئے پاؤں دھنستے تھے اس لئے اسے کربلا کہا جاتا تھا۔

ممکن ہے یہ لفظ کربلت الحنطۃ سے ماخوذ ہو، جس کا مفہوم ہے، گیہوں کو چھاننا اور اس سے کنکر، سنگریزوں کو الگ کرنا۔ کنکروں اور سنگریزوں سے خالی ہونے کی بنا پر اس زمین کا نام کربلا پڑ گیا۔

ہوسکتا ہے یہ لفظ کربل سے مشتق ہو۔ کربل کڑوی اور ترش گھاس کو کہتے ہیں اور یہ گھاس یہاں بکثرت پائی جاتی ہوگی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقام کربلا کے بارے میں اظہار کشف

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہاں پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بستی کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ اسے عقر کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **نعوذ باللہ من العقر**

ہم حیران اور دہشت زدہ ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: خاص اس جگہ کو کیا کہا جاتا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اسے کربلا کہتے ہیں۔

فرمایا: **ارض کرب وبلاء**

رنج، مشقت اور مصیبت و آزمائش کی جگہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ (کہ تقدیر الٰہی میں اسی طرح لکھا تھا۔)

کربلا کے مختلف اسماء گرامی

دائرہ معارف میں ہے کہ تاریخ قدیم میں کربلا کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے، مثلاً غاضریہ، نینویٰ، عمورا، شاطی الفرات، شط الفرات، طف، نواویس، صفورا اور حائر۔

بعض ناموں کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی ملتا ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اَنَّ ابْنِیَ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضِ الطَّفِّ وَجَاءَ نِیْ بِهٰذِهِ التُّرْبَةِ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ فِیْهَا مَضْجِعَهٗ

جبرائیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے حسین کو طف کے مقام پر قتل کیا جائے گا۔ جبرائیل میرے پاس اس جگہ کی مٹی لائے ہیں اور بتایا ہے کہ اسی مقام (طف) میں انکی تدفین ہوگی۔

حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنَّ ابْنِیْ هٰذَا یَعْنِی حُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَا فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْهُ

یقیناً میرے بیٹے حسین کو کربلا نامی جگہ پر شہید کیا جائے گا۔ اس وقت تم لوگوں میں سے جو موجود ہو اسے چاہیے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کرے۔

چنانچہ حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا آئے اور شہادت کی سعادت پائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے لخت جگر کو مقام کربلا میں صبر کی تلقین کرنا

حضرت یحییٰ بیان کرتے ہیں، جنگ صفین کے موقع پر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔

فَلَمَّا جَاءَ نَیْنُوٰی فَنَادٰی عَلِیٌّ صَبْرًا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ صَبْرًا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نینویٰ پہنچے تو پکار کر فرمایا: اے ابوعبداللہ! (کنیت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرات کے کنارے صبر کرنا، اے ابوعبداللہ! صبر کرنا۔

میں نے اس ندا کا سبب پوچھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا: مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نے اطلاع دی ہے کہ حسین دریائے فرات کے کنارے قتل کئے جائینگے۔

سانحہ کربلا کے وقت یہ صحرائی علاقہ تھا، مگر اب اچھی خاصی آبادی ہے۔ اس شہر پر کئی دور آئے۔ 1801 میں اسے منہدم کر دیا گیا تھا، اہل ایران نے اس کی دوبارہ تعمیر نو کی۔

سات سنہری گنبد

عراق میں بہت سے اکابر امت کے مزارات ہیں۔ بعض درگاہوں کی تعمیر وتزئین پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اوران کی دیکھ بھال کا بہترین انتظام ہے۔ بالخصوص اہل بیت کرام کے مزارات نہایت پرکشش اور مہارت وکاری گری کے اعتبار سے معراج فن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہاں سونا، چاندی اورشیشے کا کام تو اپنی مثال آپ ہے۔ عراق میں درج ذیل سات آستانے ایسے ہیں جن پر گراموں، کلوؤں کے بجائے منوں بلکہ ٹنوں کے حساب سے سونا لگا ہوا ہے۔

1	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	نجف اشرف
2	سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کربلا معلیٰ
3	سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کربلا معلیٰ
4	سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کوفہ
5	شہزادگان حضرت مسلم، سیدنا ابراہیم وسیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما	مسیّب
6	سیدنا حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کاظمین، بغداد
7	سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سامرہ

نوٹ: مذکورہ بالا اولیاء اللہ کے مزارات ومقامات کی زیارت کے لئے احقر کی کتاب تبرکات اولیاء کا تصویری البم ضرور دیکھیں۔

یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے جد کریم ﷺ نے سونا، چاندی اور دنیا کے مال ومتاع کو ٹھکرا دیا تھا۔

حضور ﷺ کا دنیا کی بادشاہت کو ٹھکرانا

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کش لئے حاضر ہوئے اور کہا: چاہیں تو آپ کو نبوت کے ساتھ بادشاہی بھی عطا کر دی جائے۔ مگر آپ ﷺ نے ازراہِ تواضع عبدیت کو پسند فرمایا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فَوَ اللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَاَجْرَى اللّٰهُ مَعِيَ الْجِبَالَ ذَهَبًا وَفِضَّة

اللہ کی قسم! اگر چاہوں تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو سونے کا بنا کر میرے ساتھ کر دے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے مکہ کی وادی بطحا کو سونے میں بدل دینے کی پیش کش فرمائی، مگر آپ ﷺ نے عرض کیا:

لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَّاَجُوْعُ يَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْهِ وَذَكَرْتُكَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ

نہیں میرے رب! بلکہ ایک دن سیر ہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، بھوک کی حالت میں عجز ونیاز سے تجھے یاد کروں اور سیر ہوں تو حمد وشکر بجالاؤں۔

دنیا سے پہلوتہی کا یہی اثر آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار میں بھی تھا۔ ان حضرات کے پاس مال ودولت کے ڈھیر آتے مگر انہوں نے کبھی دنیا کو دل میں جگہ نہیں دی۔ دنیا کی مثال سائے کی مانند ہے۔ آدمی سائے کے پیچھے بھاگے تو اسے کبھی نہیں پکڑ سکے گا۔ مگر اس سے منہ موڑ لے تو سایہ پیچھے پیچھے بھاگتا پھرے گا۔ اہل بیت اطہار نے جس سادگی، بے لوثی، اخلاص اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ زندگی بسر کی، آج ان کے آستانے اسی طرح مرجع خلائق اور شوکت ووجاہت کے مراکز ہیں، یہاں سونے، چاندی اور مال ودولت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

کربلا معلیٰ کے نشیب وفراز تاریخ کے آئینہ سازوں کی نظر میں

کربلا میدان نہیں بلکہ شہر ہے جو قدیم اور جدید دو حصوں پر مشتمل ہے۔ شہر قدیم کے وسط میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات ہیں۔ جب کہ جدید شہر میں زیادہ تر حکومتی دفاتر، رہائش گاہیں اور درسگاہیں ہیں۔ شہر میں ایک سو کے قریب مساجد اور 23 مدرسے ہیں۔ شہر کی ابتداء شہدائے کربلا کے مزارات کی وجہ سے ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ آبادی شروع ہوئی۔ 10 اکتوبر 680ء کو جب واقعہ کربلا کے نتیجہ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا خاندان شہید ہوا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور 72 شہداء کو بنواسد قبیلے کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا تھا۔ جس کے قریب کسی نے مزارات کی دیکھ بھال کے لئے جھونپڑی بنالی۔ یوں ہی وہاں آبادی کا آغاز ہوا۔ پھر مختلف علاقوں سے لوگ آتے گئے اور یہ شہر آباد ہوتا گیا اور اس وقت کربلا کی آبادی پانچ لاکھ ستر ہزار کے قریب ہے۔

شہیدان کربلا کے مزارات مختلف ادوار میں تعمیر ہوئے اور انہیں مخالف قوتیں زمین بوس بھی کرتی رہیں۔ 1801ء میں جب ایک مذہبی تحریک نے زور پکڑا تو انہوں نے ان مزارات کو بھی شدید نقصان پہنچایا تھا۔ جس کی وجہ سے اسکالر اور طالب علم حضرات کربلا سے نجف اشرف منتقل ہو گئے تھے۔

کربلا کی عمارتوں میں ایرانی فن تعمیر کی جھلک بڑی واضح نظر آتی ہے۔ شہر میں پانی کی کمی تو واقعہ کربلا سے چلی آ رہی تھی۔ پھر ترک سلطان مراد نے حسینیہ نامی نہر دریائے فرات سے نکالی تھی۔ بعد میں ہندوستان کے نواب آصف الدولہ نے بھی ایک نہر کھدوا کر پانی کی قلت دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ اٹھارھویں صدی میں نہر حسینیہ پر ڈیم تعمیر کر کے پانی کی قلت کو دور کیا گیا۔ یہ شہر بغداد سے جنوب مغرب کی طرف ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر آباد ہے۔

مظلوم کربلا کے مزار پر زائرین کا ہجوم

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفرنامہ کربلا میں لکھتے ہیں کہ جب ہم کربلا شہر کے مرکزی حصہ میں شہدائے کربلا کے مزارات کے قریب پہنچے تو گاڑی سے اتر کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کی طرف چل پڑے۔ ایک کھلے احاطے میں ایک طرف حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری طرف حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ ہر دو مزاروں کے درمیان کھلی جگہ ہے، جس پر ایک پارک کا گمان ہوتا ہے۔ خوبصورت ترتیب سے فوارے اور پھول کھلے ہیں۔ فواروں کا منظر شالامار باغ لاہور کی یاد دلاتا ہے۔ پورا علاقہ روشنیوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ علاقہ جگ مگ کرتا تھا۔ اس جگ مگ کرتے علاقے میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ خواتین نے لمبے لمبے کالے برقعہ نما لباس پہنے ہوئے تھے۔ بچوں نے بڑوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے پر پہنچے تو نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ ہم نے نماز مزار کے صحن میں ادا کی۔ نماز پڑھنے کے بعد پھر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا یہ وہی مقام ہے جس کے بارے میں مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پر نعش جگر گوشہ بتول
مظلوم کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگ رسول

اسی خاک کربلا پر آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے قافلہ آل رسول ﷺ اترا تھا۔ مقابلے میں ساز وسامان سے لیس یزیدی فوج تھی۔ ان کے پاس گھوڑے اور اونٹ تھے، نیزے اور تیر تھے۔ یزیدی فوج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشوں کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ان کا اصرار تھا کہ یزید کی حکومت تسلیم کرو اور اگر بیعت سے انکار ہے تو ہم سے جنگ کرو۔

کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی تعمیر لمحہ بہ لمحہ

ہزار ہا سال سے یہ جگہ غیر آباد اور اجڑی ہوئی تھی جس کو ''غاضریہ'' یا ''نینوا'' کہا جاتا تھا۔ بعد میں اس کو مقام کرب و بلا اور پھر کربلا کہا جانے لگا۔ اس شہر کو کربلا یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ اطراف کربلا میں ''کربل'' نامی گھاس بکثرت اگتی ہے یا اس لئے کہ یہ زمین آفات و مصائب کیلئے خصوصی شہرت رکھتی ہے۔ یہ شہر عراق کے پائے تخت بغداد سے تقریباً 80 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آبادی تمام تر شیعہ تقریباً ایک لاکھ۔ آداب و معاشرت عربی لیکن ایرانی زائرین کی آمد و رفت سے زبان فارسی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہاں کے بازر جدید طرز کی دوکانوں سے مزین، بجلی، پانی کا مکمل انتظام قدم قدم پر ہوٹل اور قہوہ خانے۔ موسم معتدل، گرمی کے موسم میں دن کو گرمی بہت زیادہ پڑتی ہے لیکن رات ٹھنڈی ہوتی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زمین کو اپنے قدموں کی برکت سے کربلائے معلٰی بنادیا۔ کربلا میں جو لوگ قیام پذیر ہیں ان کو ''حائری'' کہا جاتا ہے جیسے علامہ حائری۔ قبیلہ بنی اسد ہی وہ قبیلہ ہے جس نے 12 محرم الحرام 61ھ جسد مبارک امام مظلوم اور جملہ شہداء کربلا کو یہاں دفن کیا۔

حضرت امیر مختار ثقفی نے 67ھ میں سب سے پہلے روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعمیر کیا اور عباسی خلیفہ سفاح نے 132ھ تا 136ھ روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گنبد تعمیر کیا لیکن عباسی خلیفہ منصور نے اپنے دور حکومت 136ھ تا 158ھ میں اس گنبد کو شہید کرادیا۔ پھر عباسی خلیفہ مہدی نے اپنے دور حکومت 158ھ تا 169ھ میں گنبد اور روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعمیر کیا۔ پھر عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے دور حکومت 170ھ تا 192ھ میں روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کردیا اور ہل چلا کر تباہ و برباد کردیا۔ پھر اس کا بیٹا مامون الرشید عباسی تخت حکومت پر بیٹھا تو اس نے اپنے دور حکومت 198ھ تا 218ھ میں روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ لیکن اس کے بعد متوکل عباسی کے دور حکومت 232ھ تا 247ھ میں یہ داستان ظلم چار مرتبہ 232ھ، 236ھ، 237ھ اور 247ھ میں دہرائی گئی۔ روضہ اقدس کو بار بار مٹانے کی کوششیں کی گئیں لیکن وہ نشان کربلا نہ مٹا سکا۔ 247ھ میں متوکل کے بیٹے منتصر باللہ نے اپنے باپ کو منع کیا کہ وہ آل محمد ﷺ کے مزارات شہید نہ کرے لیکن وہ نہ مانا جس کی وجہ سے منتصر باللہ نے اپنے باپ متوکل عباسی کو 4 شوال 247ھ کو قتل کردیا اور خود خلیفہ بنا اور روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر شروع کی لیکن عمر نے وفا نہ کی اور صرف 6 ماہ یعنی شوال 247ھ تا ربیع الاول 248ھ حکومت کی۔ لیکن تعمیر روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن زید کی سرپرستی میں جاری رہی۔ چوتھی صدی ہجری میں آل بویہ کے بادشاہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا آٹھویں صدی ہجری میں اولسین نے کربلا کی توسیع کی اور ان کے بیٹے نے شاندار مینار تعمیر کئے۔ 1033ھ میں شاہ عباس صفوی نے روضہ اقدس کی ضریح تیار کرائی اور روضہ مبارک کی شایان شان توسیع کی۔ 1155ھ میں نادر شاہ نے روضہ کو مرصع کیا اور پھر نادر شاہ کے بیٹے شاہیم شاہ نے روضہ حضرت عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تعمیر و تزئین کی۔ 1316ھ میں عبدالوہاب نجدی نے کربلا پر شرک کے بڑھتے ہوئے اثرات کو ختم کرنے کیلئے حملہ کیا، قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ اس کے بعد بادشاہ فتح علی اور ایران، عراق کے محبّ اہلبیت نے اس مقدس روضہ کی دوبارہ شاندار تعمیر میں حصہ لیا۔ لیکن اس کے بعد ترک بادشاہ نے کربلا پر ایک زبردست حملہ کیا اور قتل و غارت گری اور لوٹ مار کر کے اس کو برباد کردیا۔ پھر 1775ھ تا 1779ھ میں نواب آصف الدولہ والیٔ اودھ (بھارت) نے دریائے فرات سے ایک نہر نکالی جس کو نہر علقمہ کہتے ہیں۔ (جس کے نشان آج بھی موجود ہیں لیکن اب یہ خشک ہوگئی ہے) جو کربلا اور اس کے نواحی بستیوں کو سیراب کرتی تھی۔ 1825ھ میں نواب غازی حیدر علی آف اودھ (بھارت) نے ایک کروڑ روپیہ ایسٹ انڈیا کمپنی (انگریزوں کو جب وہ پورے ہندوستان کے حاکم تھے) کو اس شرط پر قرض دیا کہ وہ اس کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ روپے کربلائے معلٰی اور نجف اشرف کی دیکھ بھال پر خرچ کریں گے۔ بہرحال تمام مظالم کے بعد آج بھی کربلا زندہ ہے اور روضہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام و نشان کو مٹانے والوں کا آج دنیا میں کہیں نام و نشان باقی نہیں ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ کی موجودہ تعمیر و آرائش

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ مبارک کم و بیش بارہ ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔ چاردیواری تقریباً دس میٹر بلند ہے۔ یہ دیوار نیلے اور سبز رنگ کے بہترین نقش و نگار سے مزین ہے۔ ہر پانچ میٹر کے فاصلے پر دیوار میں جالیاں رکھی گئی ہیں، جن سے آستانے کی اندرونی عمارت کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ صدر دروازے پر دو بلند و بالا مینار ہیں جو اوپر سے نیچے تک سونے کی دبیز چادروں میں ملبوس ہیں۔ دونوں میناروں کے درمیان برقی قمقموں کی خوب صورت لڑی لگا کر ان کے حسن کو دوبالا کردیا گیا ہے۔ روضہ مبارک میں اعلیٰ پائے کے فانوس لگے ہوئے ہیں، جن میں سینکڑوں بلب روشن ہیں، جس سے چھت اور دیواروں کی چمک دمک دیدنی ہوتی ہے۔

بوقت شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر کی حالت

بوقت شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد اطہر تیروں، نیزوں اور تلواروں کے زخموں سے گلاب رنگ تھا۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ووجد بالحسين ثلاث وثلاثون طعنة واربع وثلاثون ضربة غير الرمية

وقت شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد اطہر پر نیزوں کے 33 اور تلواروں کے 34 گھاؤ تھے، جب کہ تیروں کے زخم اس کے علاوہ تھے۔

چاردیواری کے اندر داخل ہوں تو ایک وسیع صحن ہے، جس میں سنگ مرمر کا فرش بچھا ہوا ہے۔ آگے مزار مقدس کی بارہ دری ہے جس کے سامنے دو سنہری دروازے ہیں جن پر سونے کی چادریں چڑھی ہوئی ہیں، جنہیں زمرد سے بنے خوب صورت پھولوں سے منقش کیا گیا ہے۔ ان کے اوپر حفاظت کے لئے بلوری چادریں چڑھائی گئی ہیں۔ بارہ دری نہایت وسیع ہے، جو نقش و نگار، گل بوٹوں اور دبیز قالینوں سے مزین ہے۔ گنبد مبارک خوبصورت سونے کی چادروں سے آراستہ ہے۔ مزار پرانوار کا طول و عرض اور بلندی تقریباً دو میٹر ہے۔ جس پر سرخ و سبز، اعلیٰ قسم کی انتہائی قیمتی چادریں چڑھائی گئی ہیں۔ مزار پرانوار کی جالی مبارک پر ماہرین فن نے نقاشی کی انتہا کردی ہے۔ جالی مبارک کا زیریں حصہ چاندی اور بالائی حصہ سونے کا ہے۔ انتہائی اعلیٰ پائے کے پھول بوٹے اور ان کے درمیان قرآنی آیات اور اشعار کو بڑے قرینے سے ترتیب دیا گیا ہے۔ جالی کے اندر دبیز شیشے کی دیوار ہے، جس سے مزار مبارک کی زیارت ہوتی ہے۔ آستانہ حسینیہ کی چھت بلوری ہے۔ یہاں شیشے کے ٹکڑیوں سے ایسی سجاوٹ پیدا کی گئی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ عراق کے بہت سے آستانوں اور مساجد میں شیشے کا کام ہے، لیکن کمال فن اور کاریگری کا جو اظہار یہاں کیا گیا ہے کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا۔

10 محرم الحرام 61 ہجری بروز جمعۃ المبارک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو عمر مبارک 56 سال 5 ماہ پانچ دن تھی۔ جب کہ ولادت باسعادت 6 شعبان المعظم 6 ہجری کو ہوئی تھی۔ شہادت کے بعد یزیدی لشکر کے سربراہ عمرو بن سعد نے اپنے لشکریوں کو للکارا کہ کوئی آگے بڑھے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تن نازنین کو گھوڑوں سے روند ڈالے۔ دس بدطینت اشخاص گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور انہوں نے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ و تاریک بنالیا۔

یزیدی فوج کے مقتولین پر عمرو بن سعد نے جنازہ پڑھایا اور ان کی تدفین کی مگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں۔ سانحہ کربلا کے ایک یا دو روز بعد قریبی بستی غاضریہ میں مقیم بنی اسد قبیلے کے لوگوں کو تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل ہوئی۔

کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد مبارک کی تدفین ہوئی، سر انور (جنت البقیع) مدینہ منورہ، دمشق یا مصر میں مدفون ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام شہادت
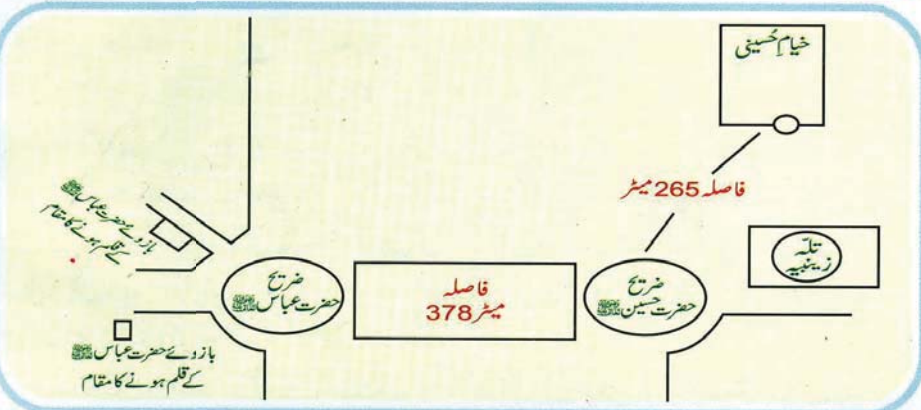
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار کے ایک کونے میں چند سیڑھیاں نیچے اتر رہی ہیں جہاں تہہ خانہ نما ایک کمرہ ہے جس کے فرش اور دیواروں پر اعلیٰ قسم کا سرخ وسبز پتھر لگا ہوا ہے۔ یہ خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدہ ریز ہوکر جام شہادت نوش فرمایا تھا۔

مزار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پائنتی کی جانب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادگان، سیدنا علی اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ اور سیدنا علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ کا روضہ مبارک ہے۔ جس پر چاندی اور سونے کی خوبصورت منقش جالی ہے۔ قریب ہی حضرت حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ انہوں نے بھی اسی معرکے میں جام شہادت نوش کیا تھا۔

روضہ اقدس کے چاروں طرف پختہ اور بلند احاطہ ہے، جس میں شمال ومغرب کی جانب دو عالیشان "باب الساعات" ہیں۔ جن میں سے ایک موجودہ ملکی دستور کے مطابق وقت بتلاتا ہے اور دوسرا عام مروج انگریزی دستور کے مطابق کام کرتا ہے۔ روضہ مبارک کا ایک گنبد اور دو مینار سونے کے ہیں۔ اندرونِ روضہ آٹھ بڑے دروازے سونے کے ہیں جن کی چوڑائی آٹھ فٹ اور اونچائی بارہ فٹ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک پر 33 زخم نیزے کے اور 34 زخم تلوار کے پڑے تھے۔ شہید کرنے کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا۔

اس معرکہ میں 72 آدمی شہید ہوئے، جن میں بیس خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ شہادت کے بعد اہلِ بیت کی بیبیوں، بچوں اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو پہلے کوفہ پھر شام میں یزید کے پاس بھیج دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک یزید کو پیش کیا گیا تو وہ روتے ہوئے اپنے فوجیوں کو کہنے لگا کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان سے بیعت لینے کا حکم دیا تھا۔ ابن زیاد نے یہ غلط کیا۔

میرے خیال میں یہ بات غلط بیان کی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر یزید کے حکم کے بغیر شہید کیا گیا تھا تو یزید نے قاتلوں کے خلاف کاروائی کیوں نہیں کی؟ کیا انہیں سزائیں دی گئیں؟ کیا انہیں ان کے عہدوں سے معزول کیا گیا؟ نہیں! بالکل نہیں!!!

میں سمجھتا ہوں کہ یہ قصے کہانیاں کسی نے بعد میں تراشی ہیں۔ شہادت کے دوسرے دن بنو اسد غافریہ سے آئے اور انہوں نے اسی میدان میں شہداء کو دفن کیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دفن ہوئے لیکن صرف ان کا دھڑ دفن کیا گیا۔ سر مبارک کو قطع کر کے یزیدی فوج اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کا خوبصورت نظارہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی ایک پر رونق تصویر
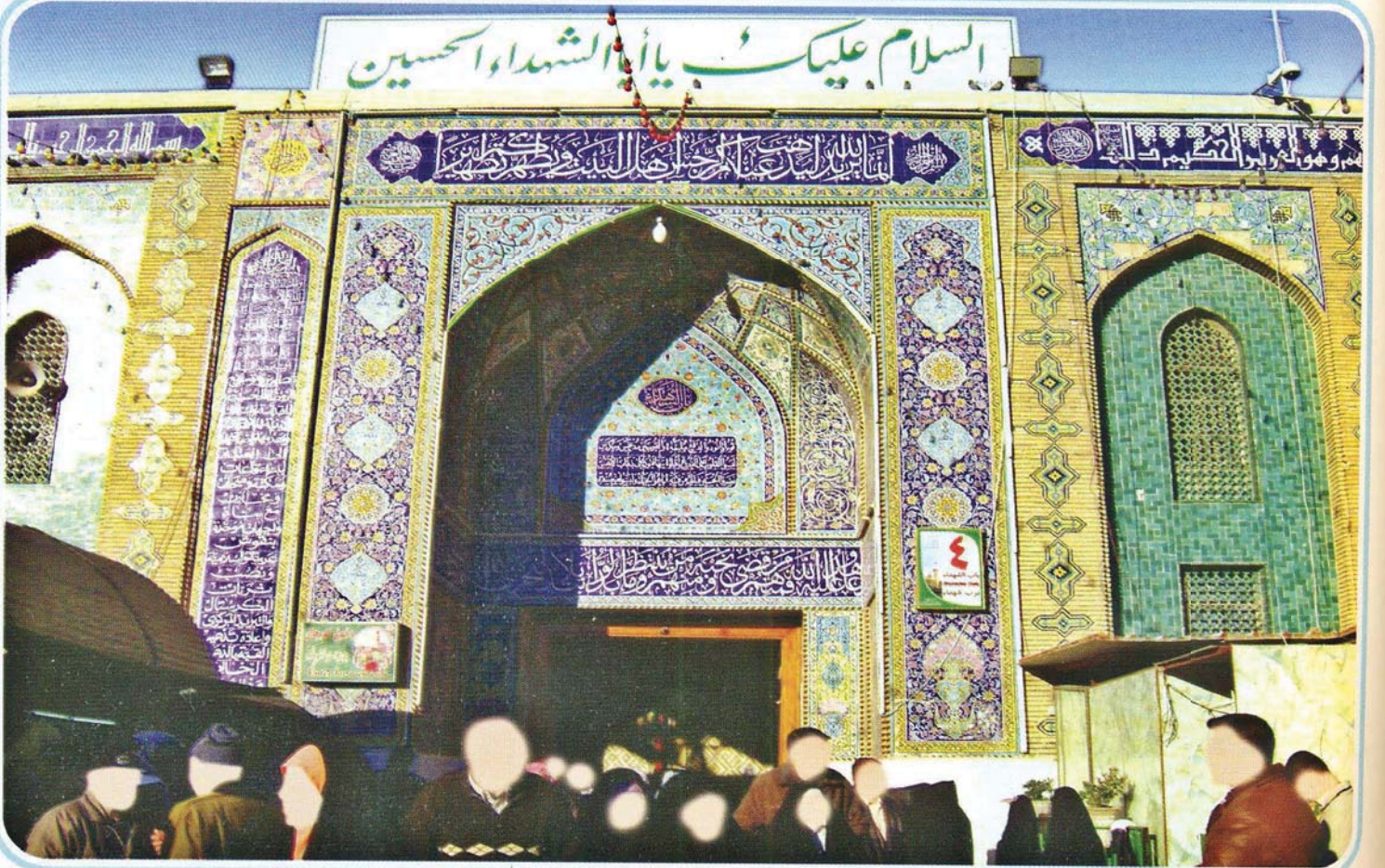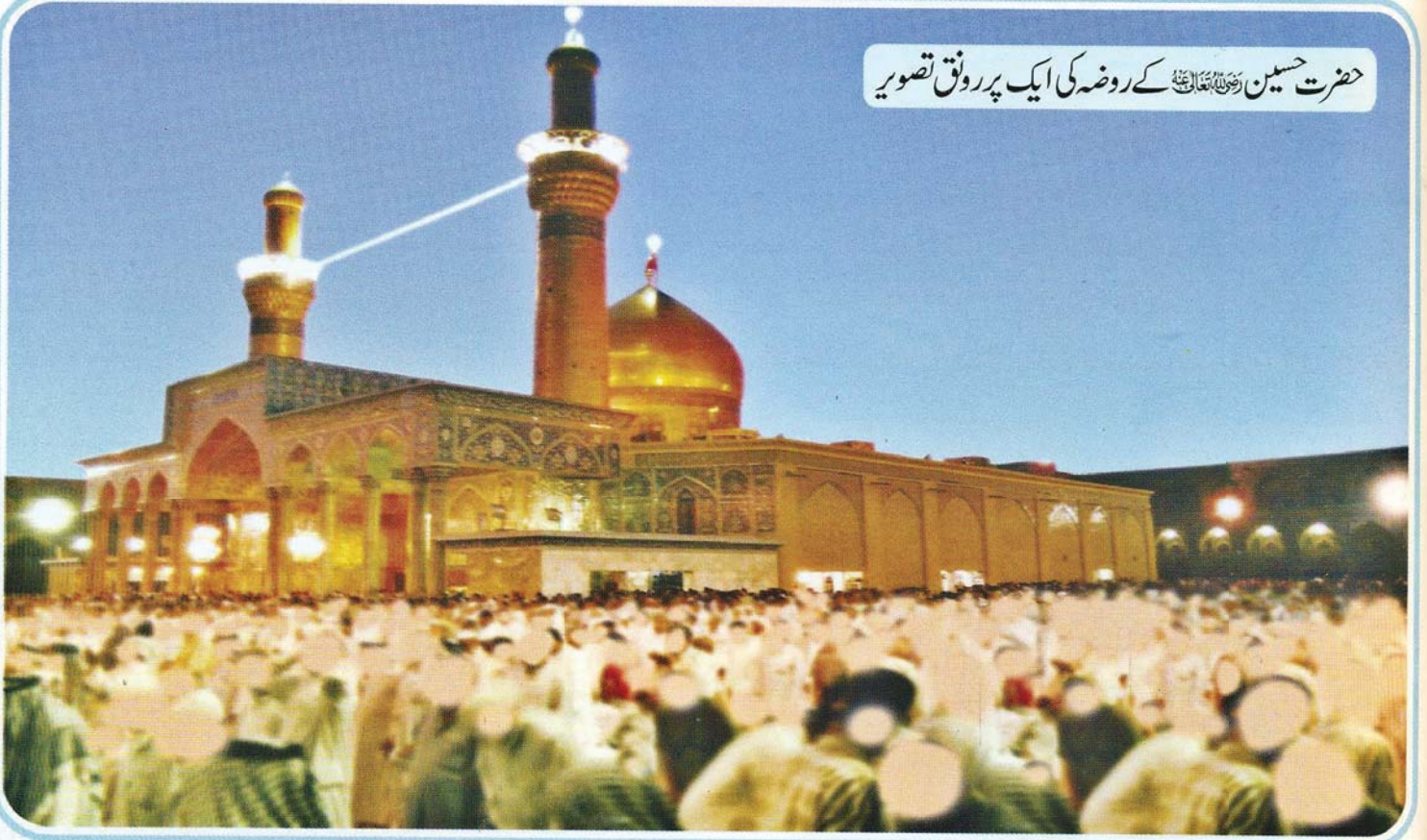
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کا مین دروازہ

مین شاہراہ سے لی گئی روضہ مبارک کی ایک تصویر
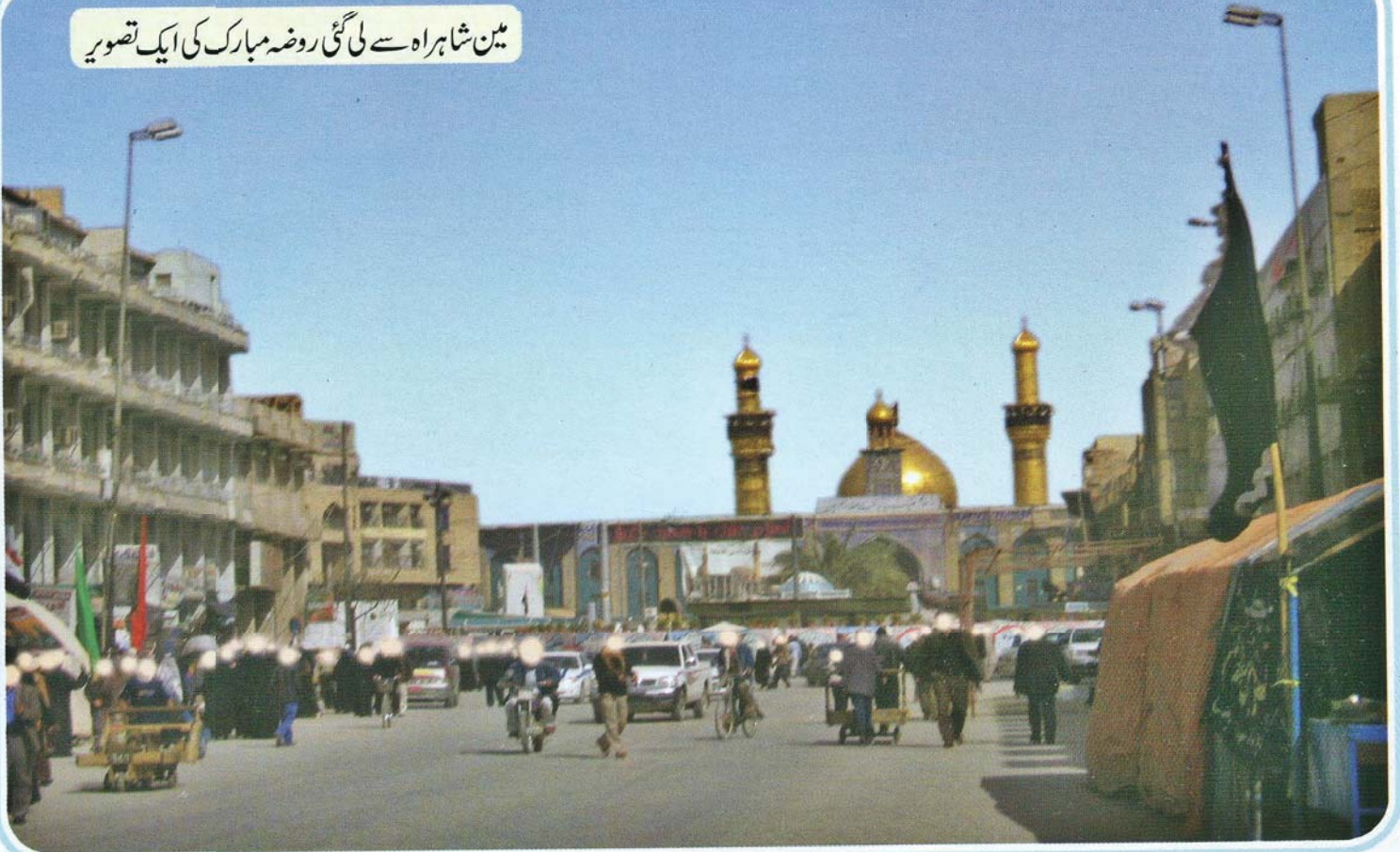
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر قمقمے جگمگا رہے ہیں

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے آئے ہوئے زائرین کا جمِ غفیر
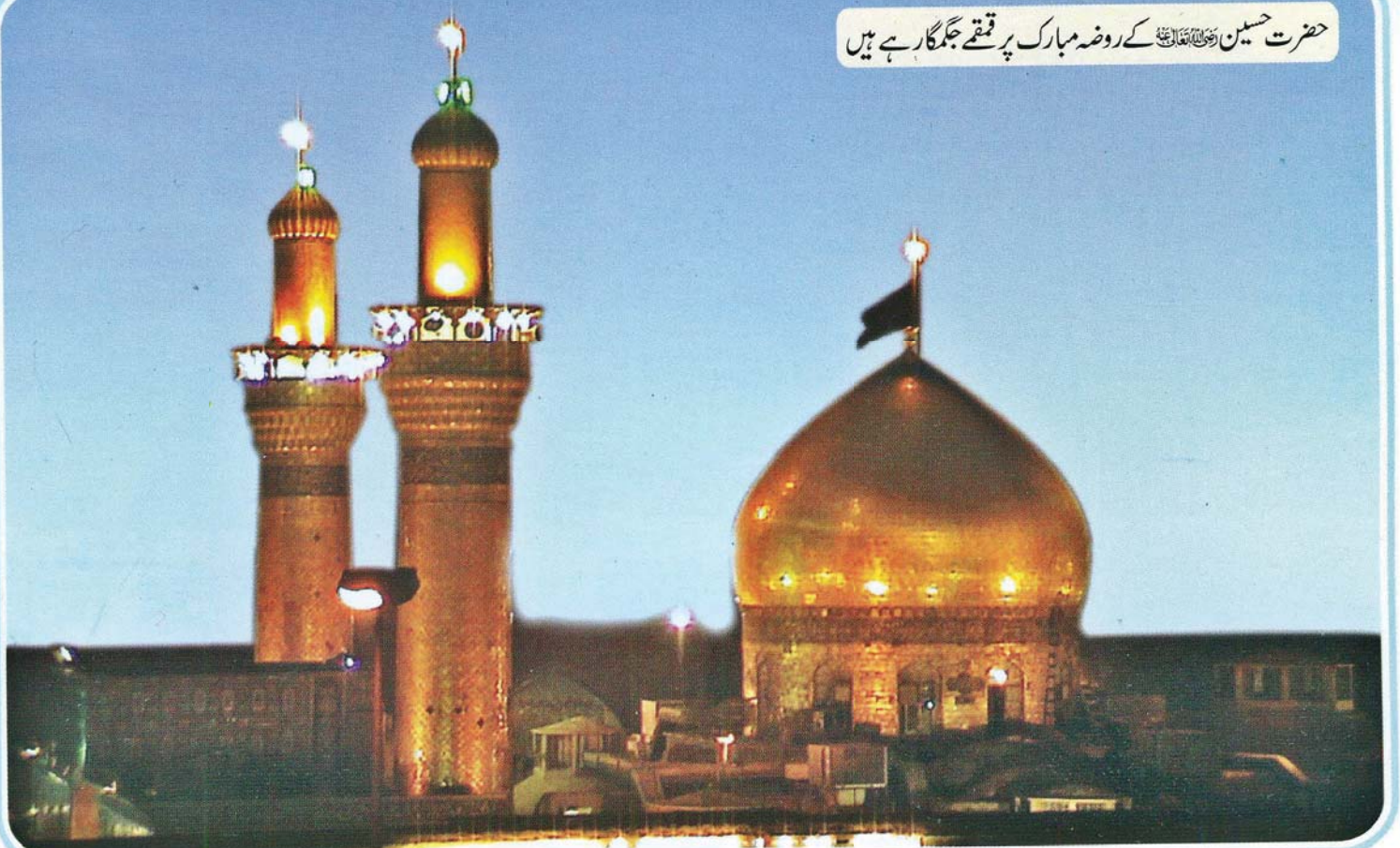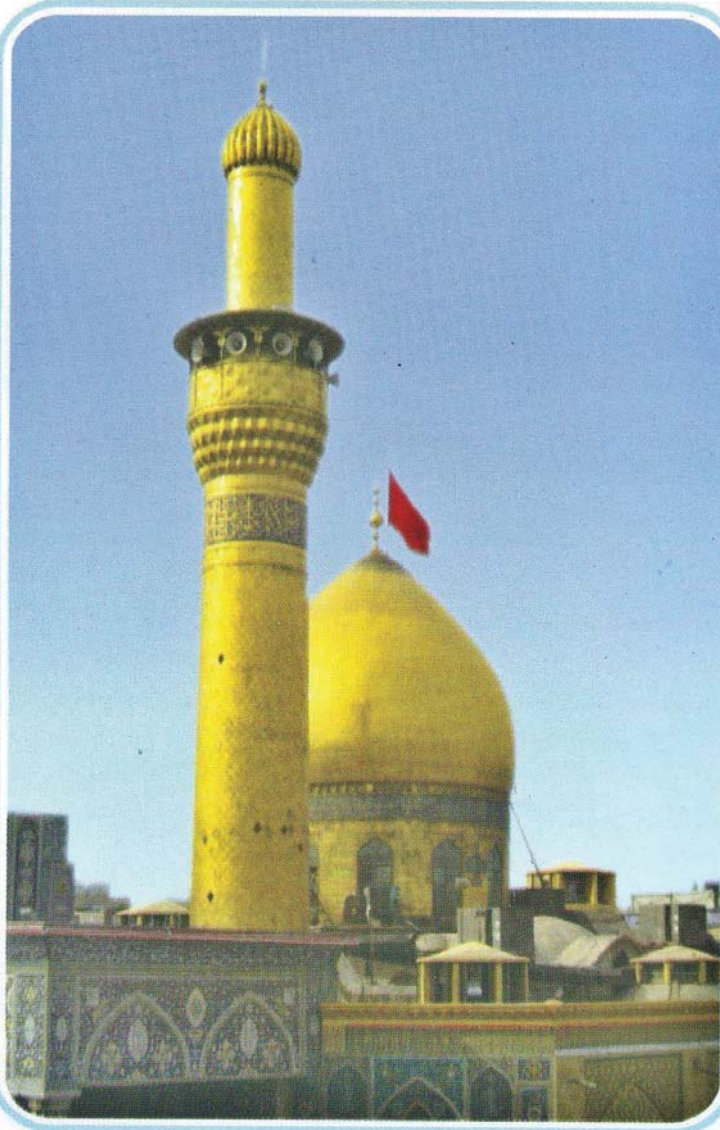
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کا گنبد اور مینار
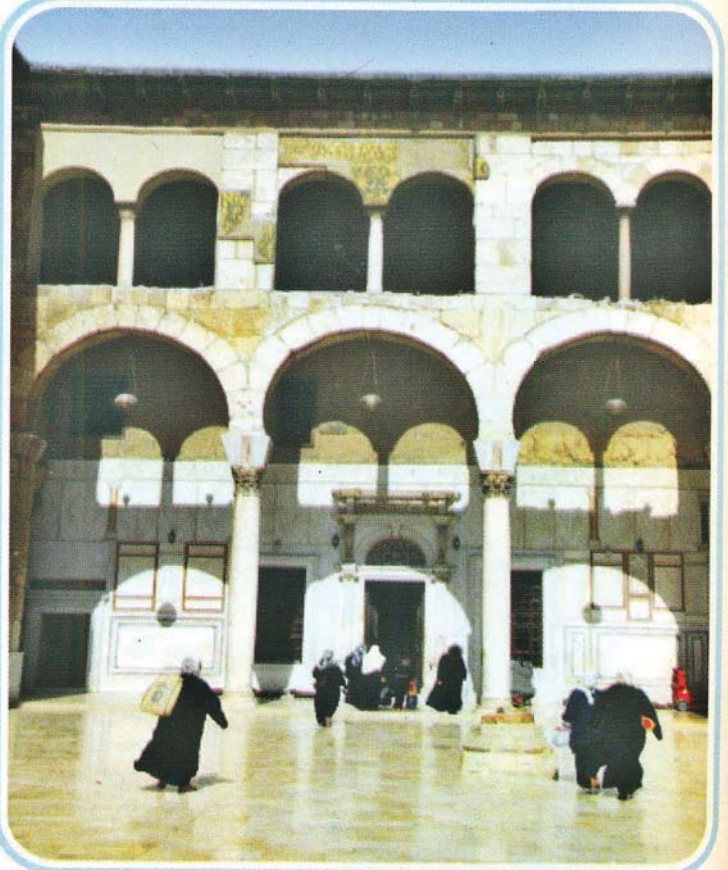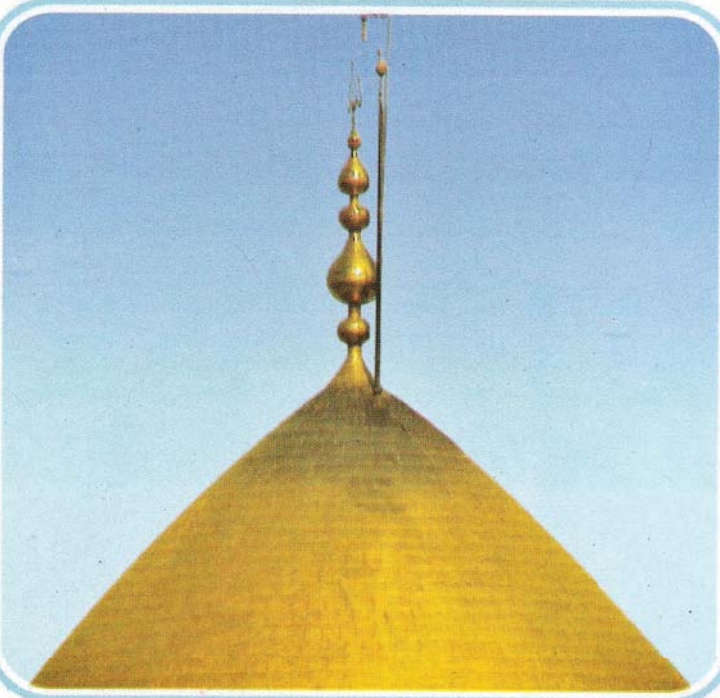
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے برآمدے کی ایک جھلک

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے اندرونی مناظر کی چند خوبصورت تصاویر

جناب عبدالرحمٰن مدنی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ روضے کے چاروں طرف صحن ہے جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیٹھے، کھڑے یا گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ہم صحن سے اصل روضے میں داخل ہوئے۔ سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ساتھ حضرت علی اصغر رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت علی اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار تھے۔ اندر جا کر جائزہ لیا تو مزار ایک کھلے ہال کے عین درمیان تھا، لیکن خلقت اتنی تھی کہ یہ بڑا ہال بھی تنگ دامانی پر مجبور تھا۔

خادمین نے بڑی کوشش سے ہمیں روضے کی جالی تک پہنچایا۔

روضہ زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچا تھا۔ جالیاں سنہری تھیں اور اندر قبر پر اتنے نوٹ تھے کہ قبران نوٹوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ہم نے روضے کی زیارت کی۔ اس کے ساتھ ہی صحابی رسول حضرت حبیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار ہے۔ ان کی عمر تقریباً نوے سال تھی اور وہ اسی مقام پر شہید ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ 72 شہداء کا اجتماعی مزار ہے۔ ذرا آگے مقتل گاہ ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔

ہم مقتل گاہ میں پہنچے تو وہاں اس وقت خواتین کی ایک بڑی تعداد زیارت کر رہی تھی۔ بعض عقیدت سے جالیوں کو چھو رہی تھیں اور کچھ غم کی شدت میں رو رہی تھیں۔ خدمت گاروں نے ان خواتین کو وہاں سے فوری نکل جانے کا حکم دیا تاکہ جگہ خالی ہو اور برطانیہ سے تشریف لانے والا وفد زیارت کر سکے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک

شہید کربلا نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا سنہری گنبد اور دو سنہری مینار دور سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں اور سامنے صدر دروازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ لکھی ہوئی ہے:

حسین منی و انا مِن الحسین

حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔

اندر داخل ہوں تو سامنے ضریح مبارک کی سنہری جالی نظر آجاتی ہے جس کو دیکھتے ہی انسان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کربلا کا سارا واقعہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خوف خدا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر خدا سے خوفزدہ کیوں رہتے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص دنیا میں خدا سے ڈرتا رہے گا کل قیامت کے دن اس کے لئے امن وامان ہے۔
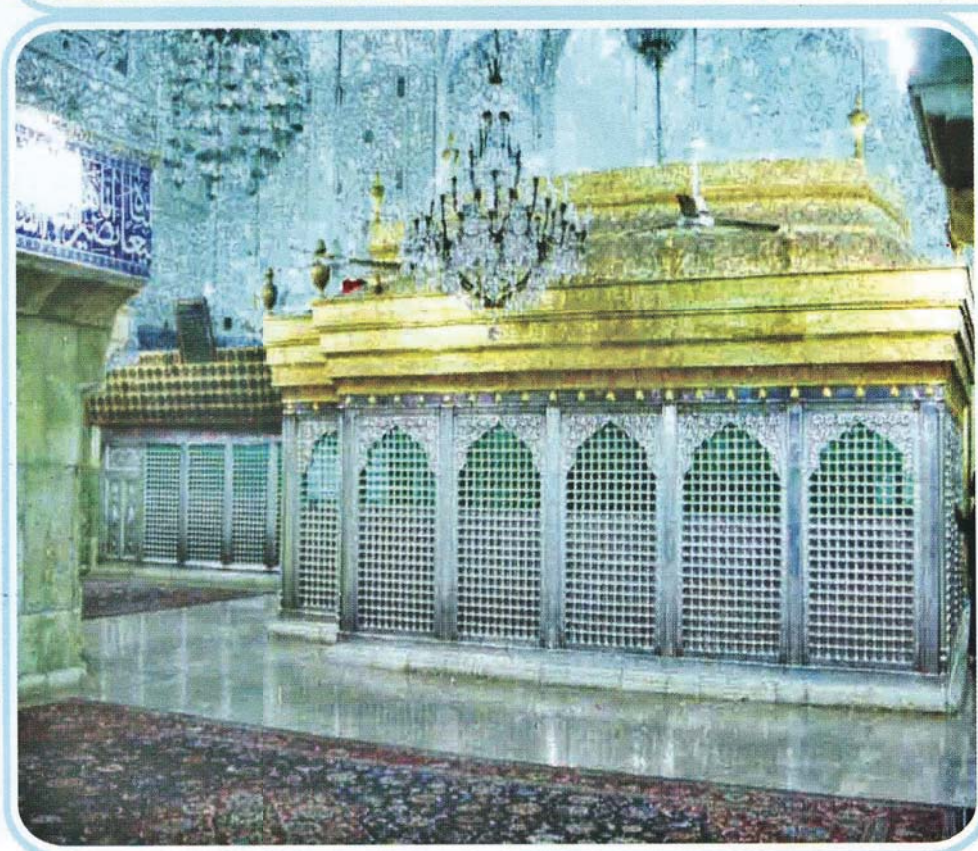
جالی قبر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کی جالی نقرئی اور چھت طلائی کی ہے۔ سنگ مرمر کے خوبصورت فرش پر بیش قیمت ایرانی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ روضہ اقدس کے اندر ہی مشرقی حصہ بیت الصلوٰۃ کے نام سے مشہور ہے اور پورے روضہ کے اندر آئینہ بندی کی وجہ سے سفید برقی روشنی انتہائی جاذب نظر ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر چھ گوشے کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت قاسم ابن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک برقی قمقموں کی روشنی سے منور ہو رہا ہے

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کا خوبصورت فانوس

16 شہدائے کربلا کے سر مبارک

دمشق کے مشہور قبرستان باب الصغیر کا ایک چھوٹا سا مزار جس کے اندر ایک خوبصورت قبر میں سولہ شہدائے کربلا کے سر مبارک مدفون ہیں۔ جو کہ عبید اللہ بن زیاد نے یزید کے پاس بھیجے تھے۔ باہر دروازے پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

"اس مقام پر سولہ شہداء کے سر مبارک مدفون ہیں، جنہوں نے کربلا کے دن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔"

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی بارہ دری کے جنوب مغربی کونے میں دیگر شہدائے کربلا دفن ہیں۔ اس اجتماعی قبر کو گنج شہیداں کہا جاتا ہے۔ یہ سر مبارک ان 16 خوش نصیبوں کے ہیں جو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں سے تھے۔ یزیدی فوجوں نے انہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے کے جرم میں ان کے سر کو جسم سے علیحدہ کیا پھر ان کو نیزے پر بلند کیا۔

کربلا میں مزار کے باہر تمام حضرات کے اسماء گرامی درج ہیں۔ ان شہداء کے اجسام یہاں کربلا میں دفن ہیں مگر سر دمشق (شام) کے مقبرہ باب الصغیر میں مدفون ہیں۔ سید الشہداء سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بہتر 72 رفقاء نے جام شہادت نوش فرمایا۔

بعض روایات میں زیادہ تعداد بھی مذکور ہے۔ گنج شہیداں کے باہر ایک سو کے لگ بھگ نام درج ہیں۔ اہل بیت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

1. حضرت عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2. حضرت جعفر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3. حضرت عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5. حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6. حضرت ابوبکر بن علی (یہ سب آپ کے بھائی ہیں)
7. حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
8. حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
9. حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

10. حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
11. حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
12. حضرت عون رحمۃ اللہ علیہ بن ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
13. حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
14. حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
15. حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
16. حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
17. حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(یہ کوفہ میں شہید ہوئے تھے، وہیں ان کا روضہ ہے۔)
18. حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
19. حضرت محمد رحمۃ اللہ علیہ بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عباس رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادگان حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ باقی حضرات گنج شہیداں میں مدفون ہیں۔ یہاں تمام شہدائے کربلا کے لئے اجتماعی فاتحہ خوانی کی گئی۔

وہ جگہ جہاں 16 شہداء کے سر مبارک دفن ہیں
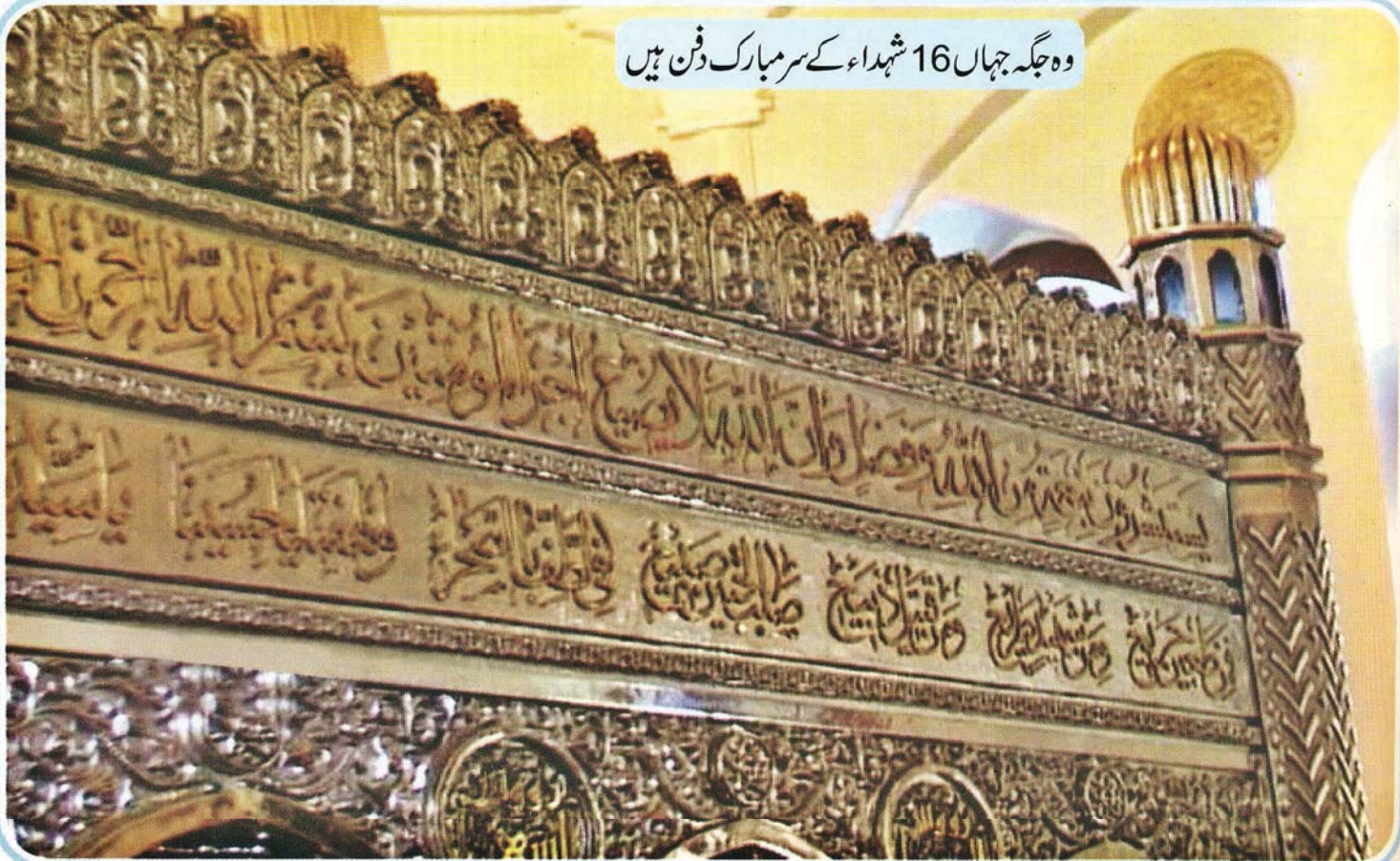
باب الصغیر: جہاں 16 اہل بیت شہداء کے سر مبارک دفن ہیں
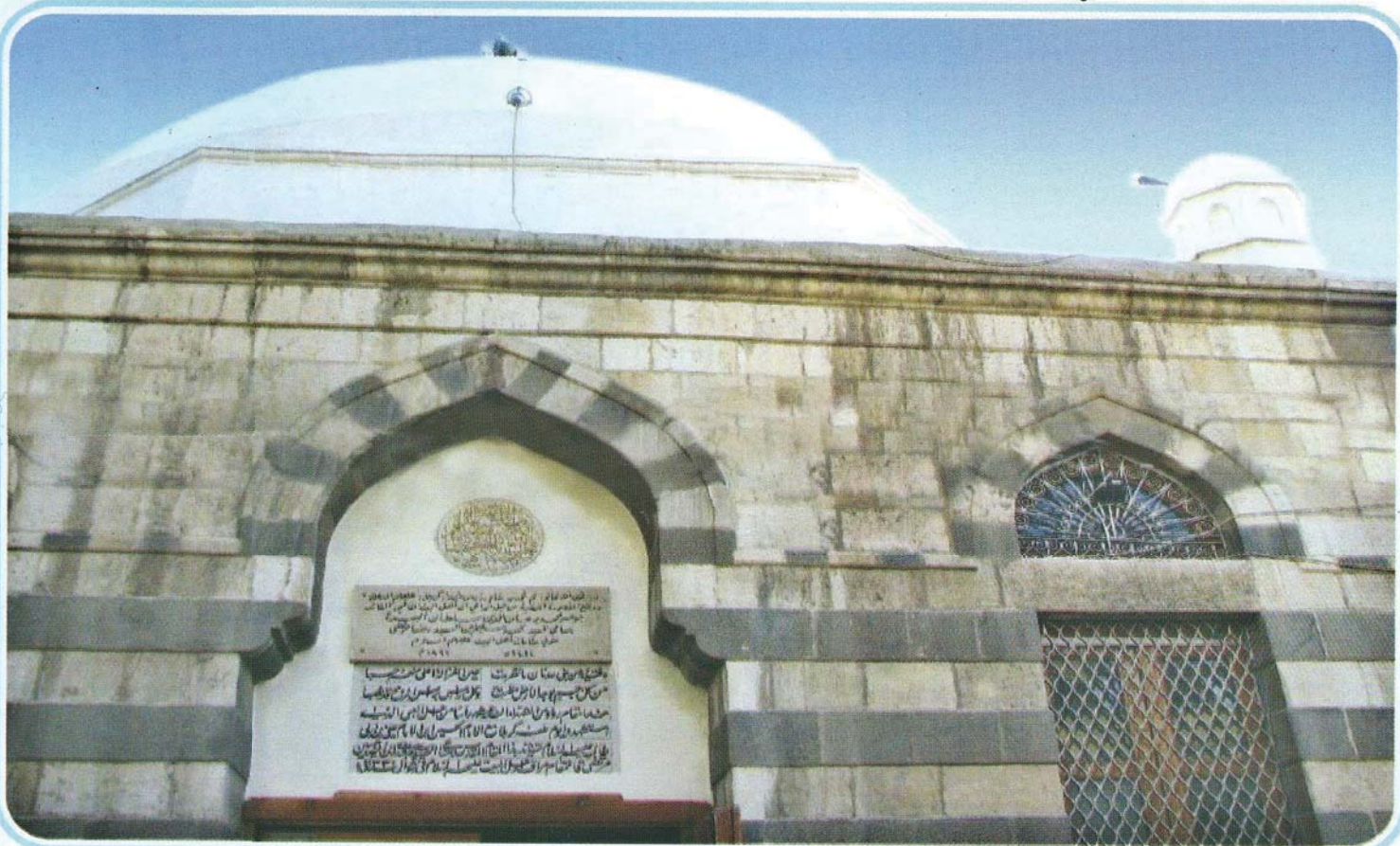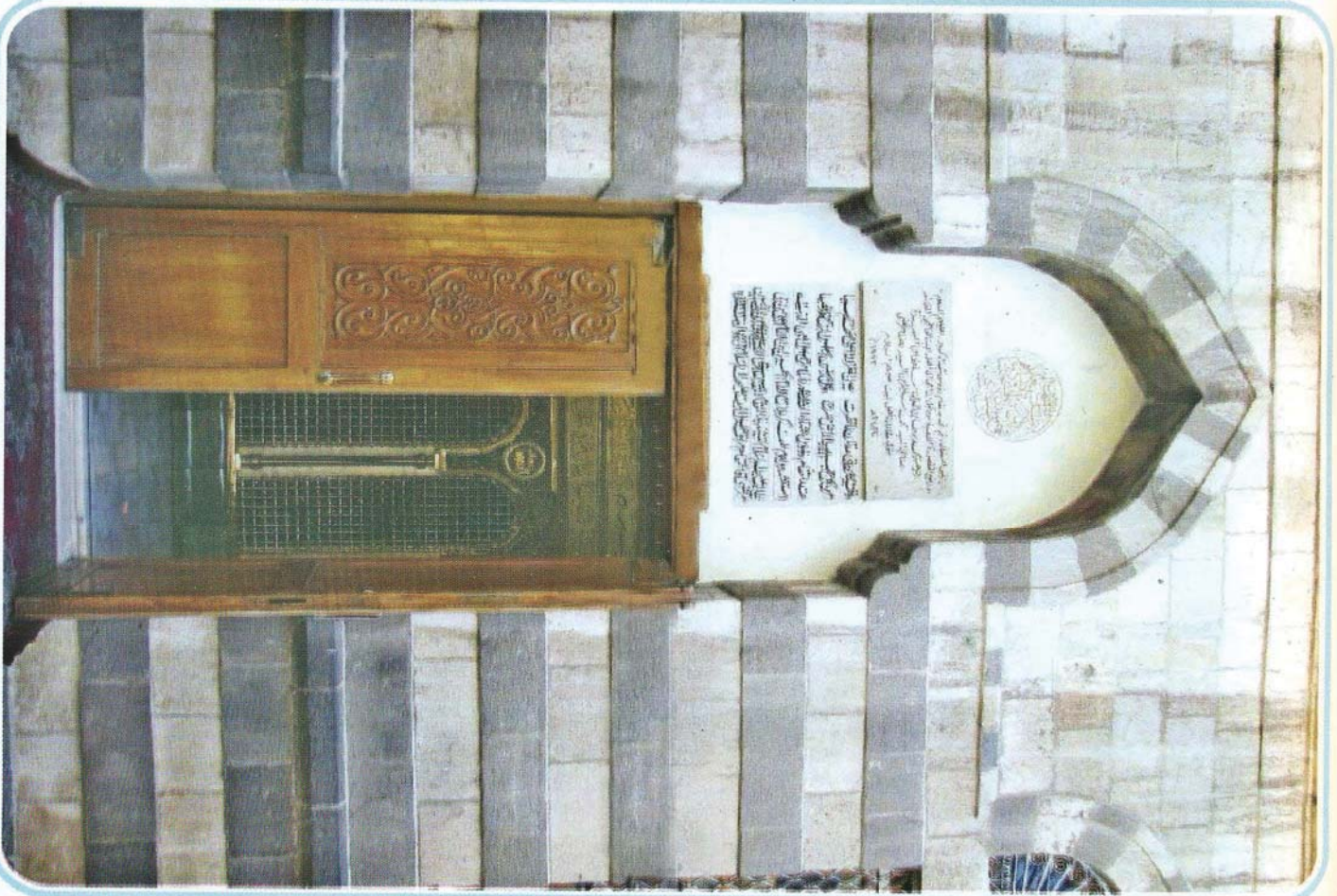
مزار شہداء کربلا کا داخلی دروازہ
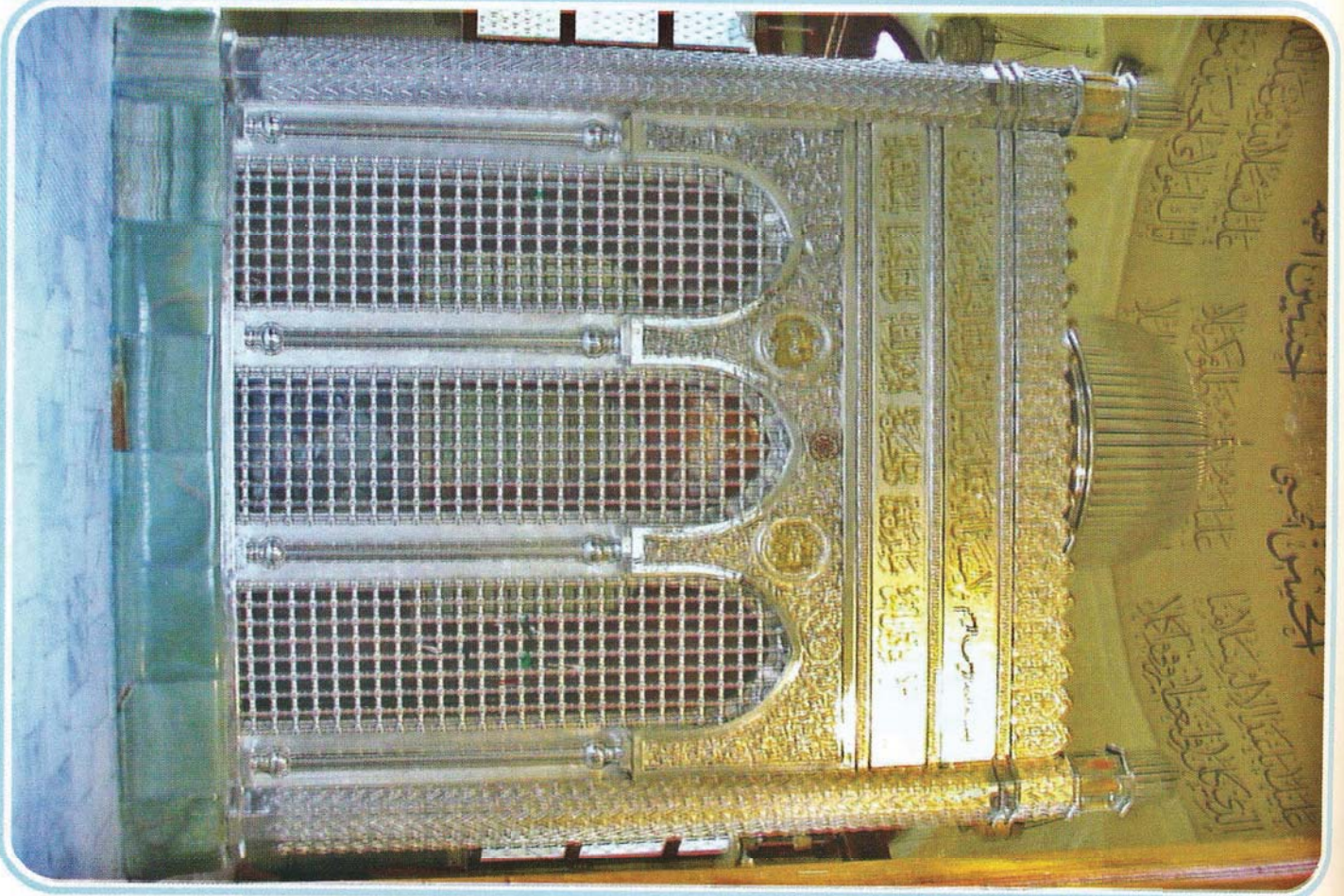
شہداء کربلا کی قبر مبارک پر بنا ہوا جنگلہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کے سر مبارک کا جائے مدفن
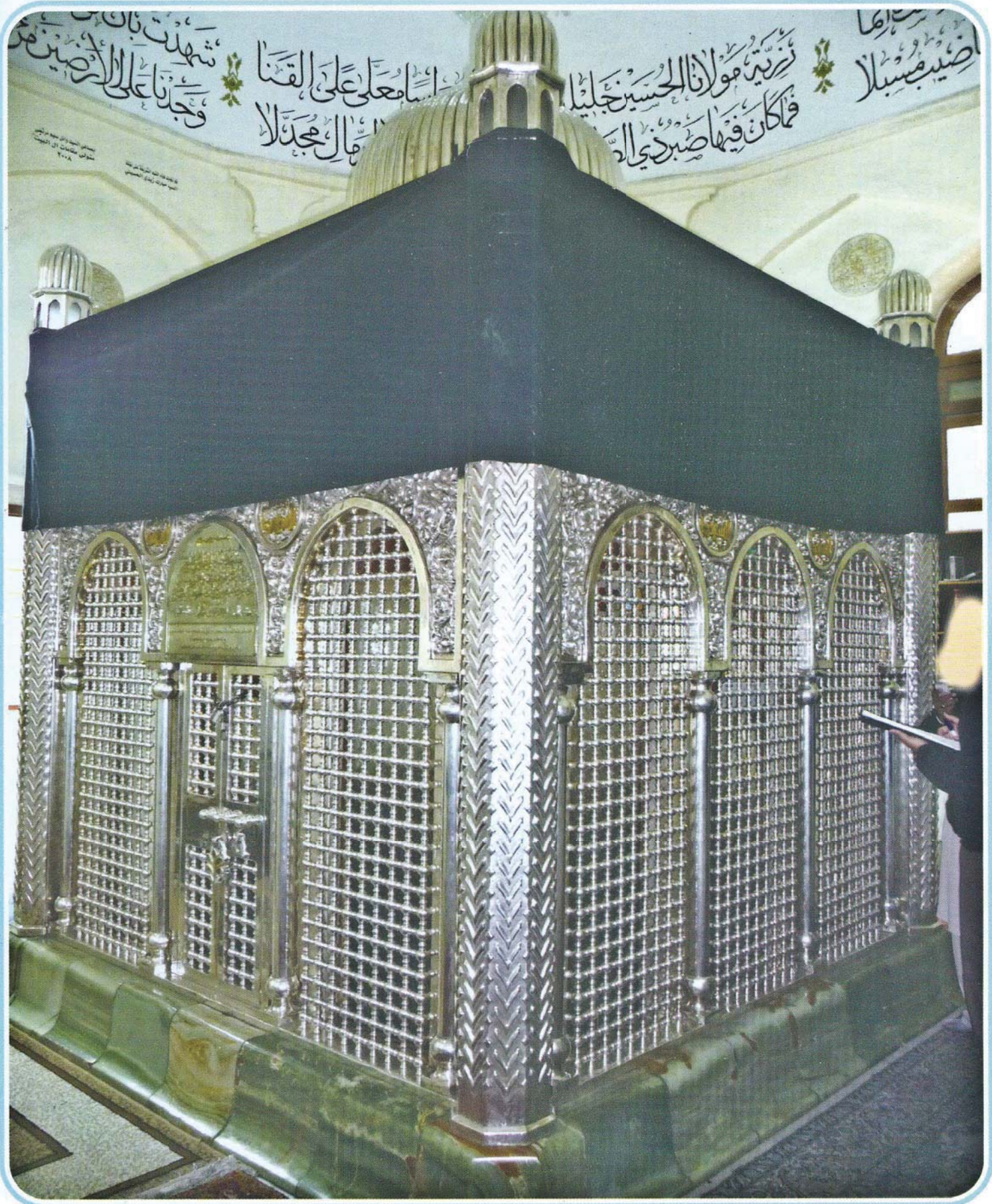
16 شہداء کربلا کے مبارک سر کا جائے مدفن

اصحاب کربلا کے شہداء کے سر مبارک کا مزار
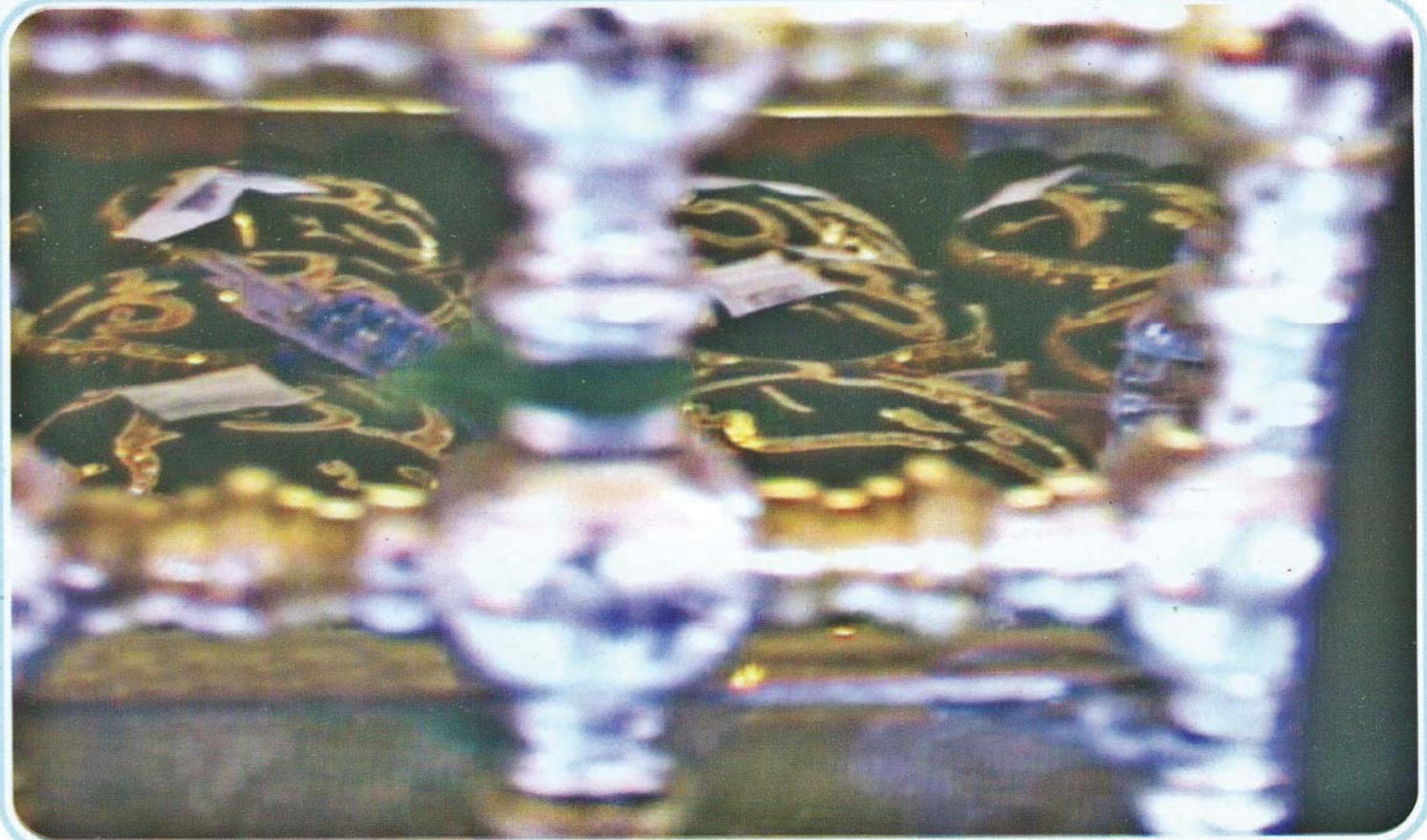
شہداء کربلا کے سر مبارک کے مرقد کی تصاویر
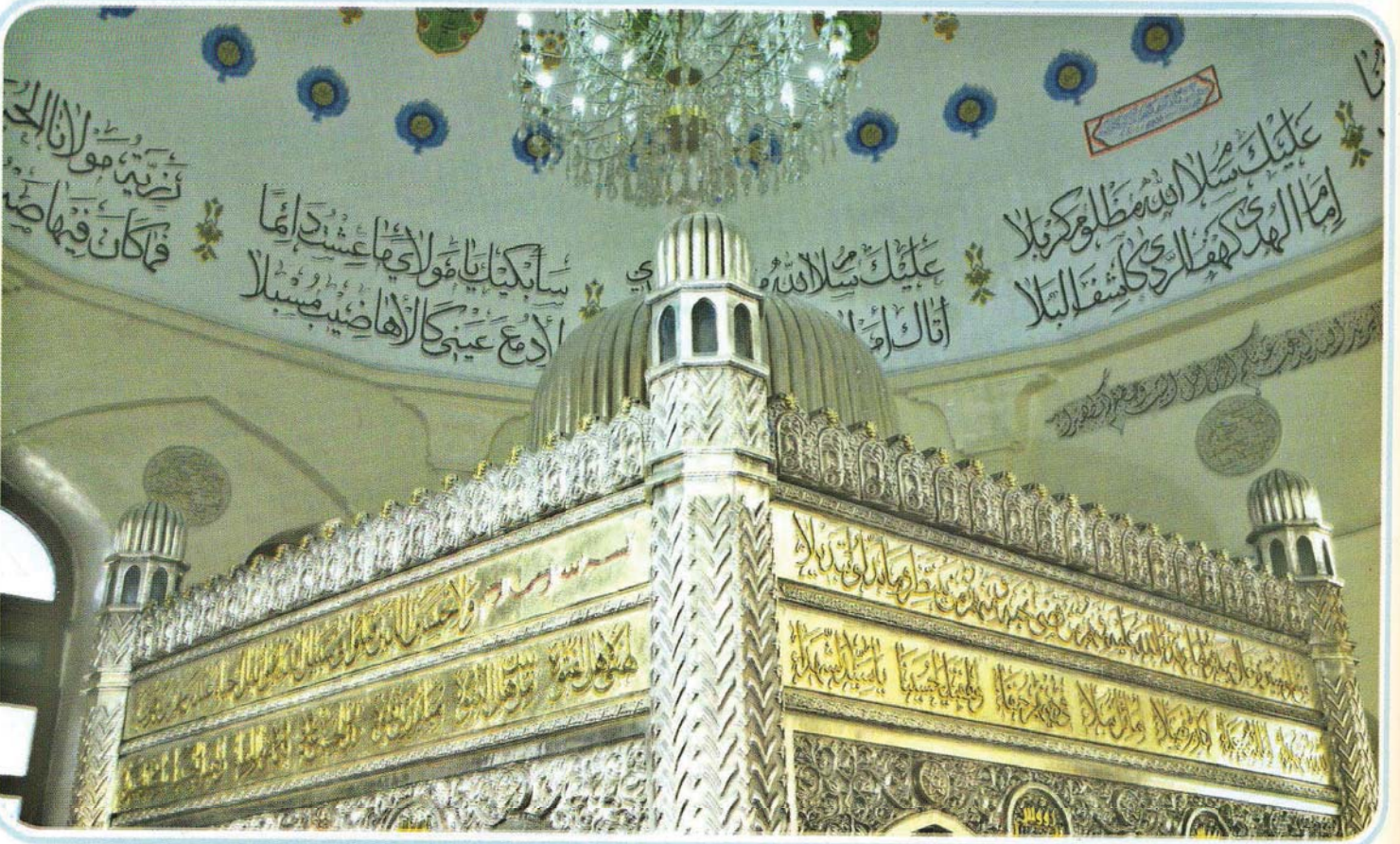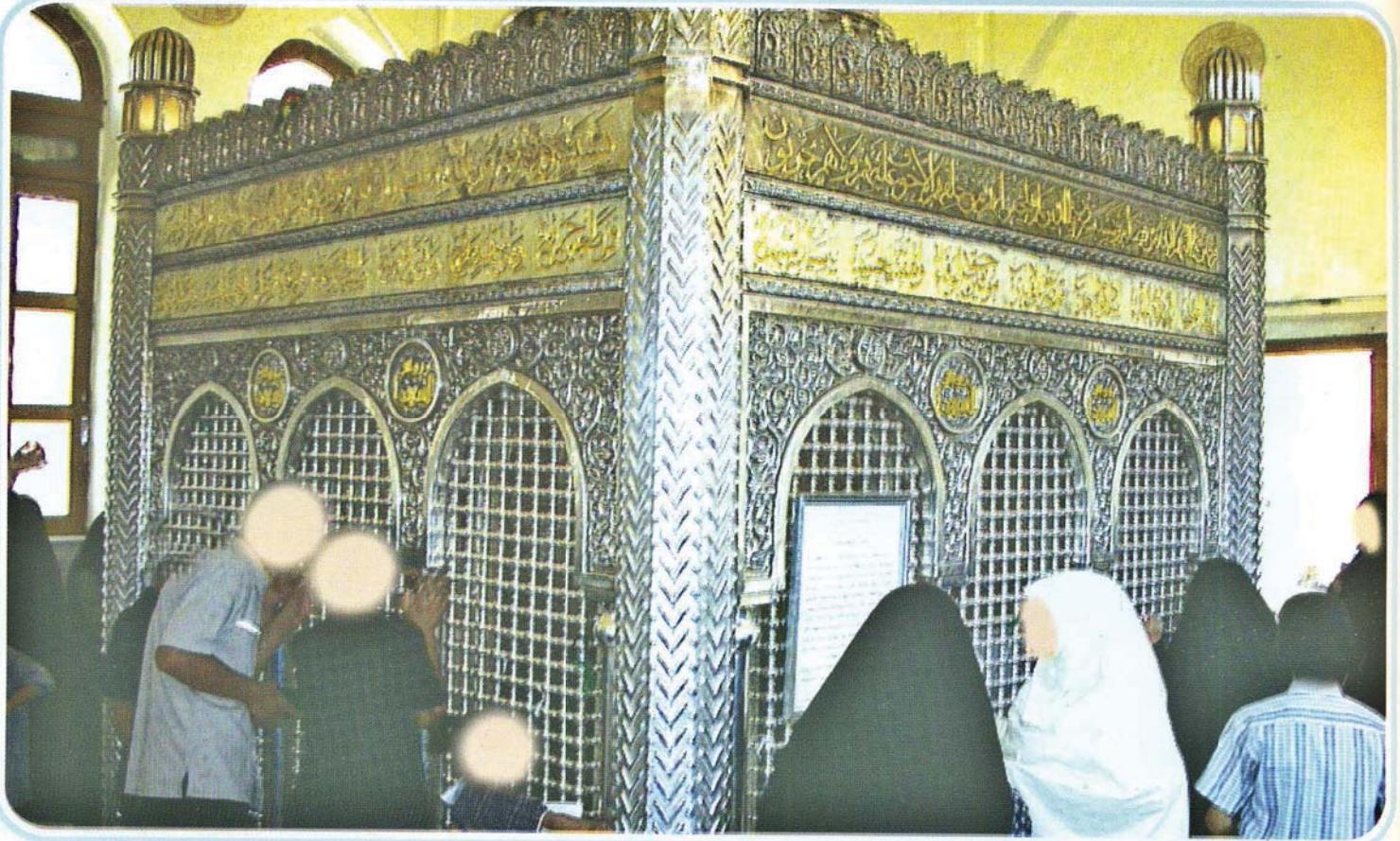
شہداء کربلا کے سر مبارک کے مدفن کی چار مختلف تصاویر
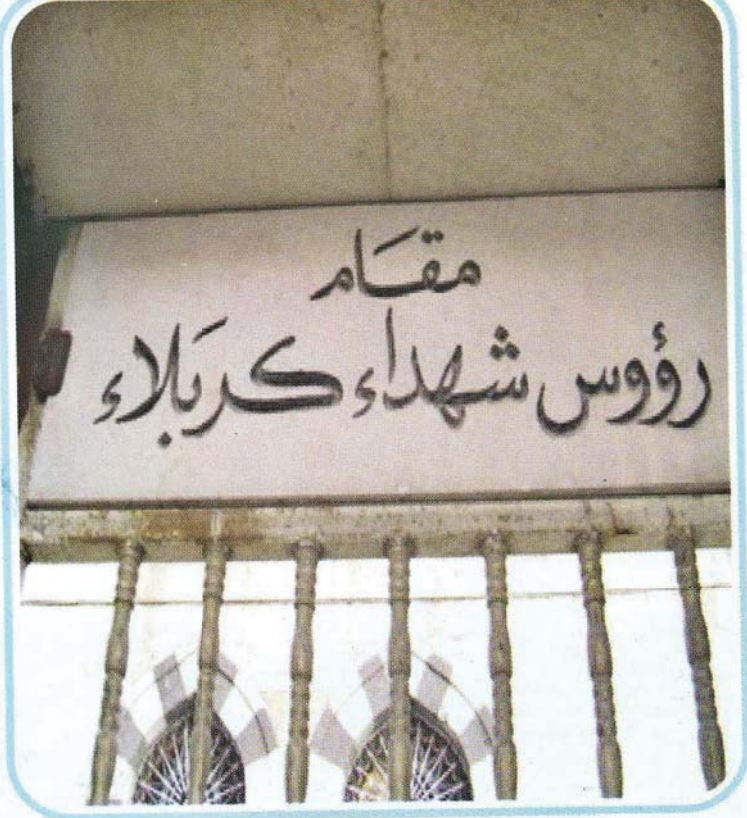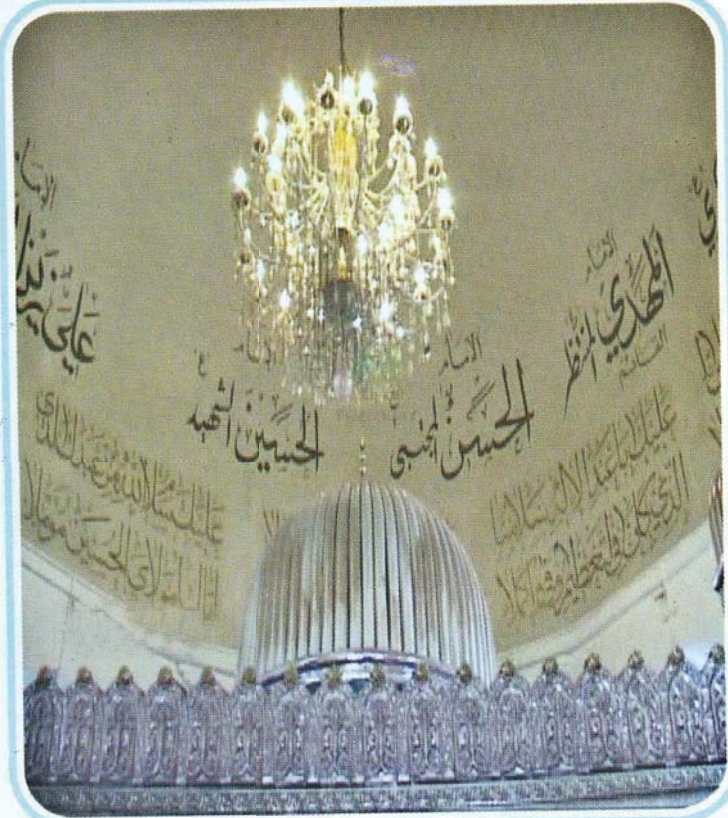
عربی رسم الخط میں نمایاں عبارت میں لکھا ہے کہ یہ مقام شہداء کربلا کے سر مبارک کا ہے۔
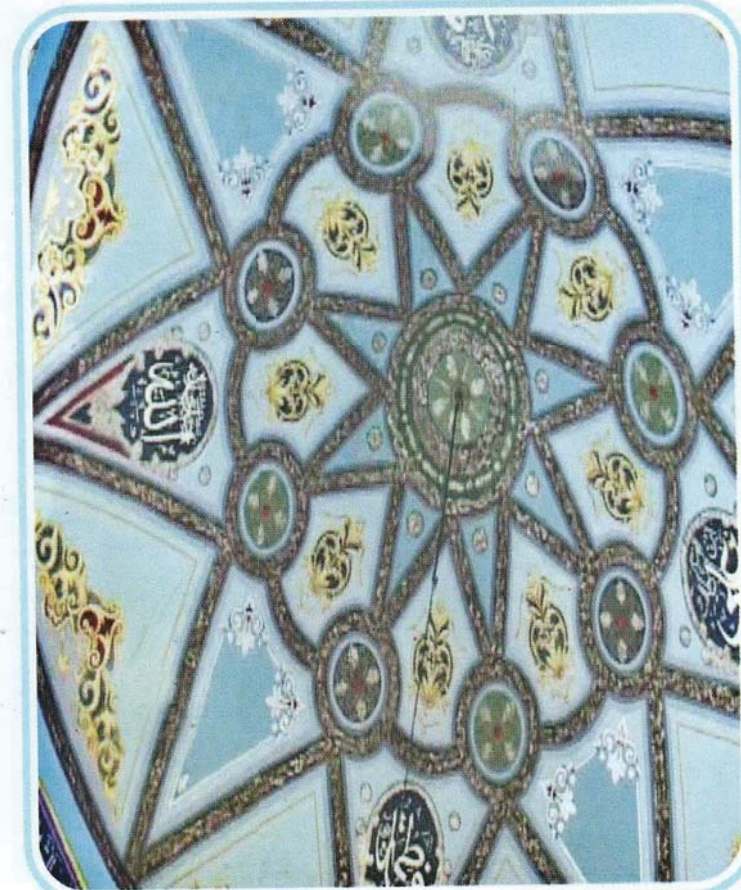
جن شہداء کربلا کے سر مبارک یہاں مدفون ہیں ان حضرات کے ناموں کی فہرست کتبہ پر لکھی ہوئی ہے

16 شہدائے کربلا کے جسم مبارک کا مقام مدفن

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں اور حضرت علی اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے گوشہ ضریح سے تقریباً آٹھ فٹ کے فاصلے پر ایک دیوار سے چسپاں گنج شہیداں کی نقرئی جالی ہے۔ یہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب ایک ساتھ دفن کئے گئے ہیں۔ ان 16 اہل بیت حضرات کے سر مبارک یزید کے سامنے پیش کرنے کے لئے اور اہل بیت پر کئے گئے ظلم وستم پر زیادہ سے زیادہ معاوضہ لینے کے لئے یزیدی لشکر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے 16 ساتھیوں کے سر بھی دمشق لے گئے۔ کیوں کہ یزید کا دار الحکومت دمشق میں ہی تھا۔ جب کہ یہ 16 شہداء کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کربلا میں شہید ہوئے جہاں ان حضرات کے جسم مبارک کو بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک کے قریب ہی دفن کردیا گیا۔ جب کہ 16 شہداء کے سر مبارک کو دمشق ہی کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

وہ جگہ جہاں 16 شہداء کربلا کے جسم مدفون ہیں
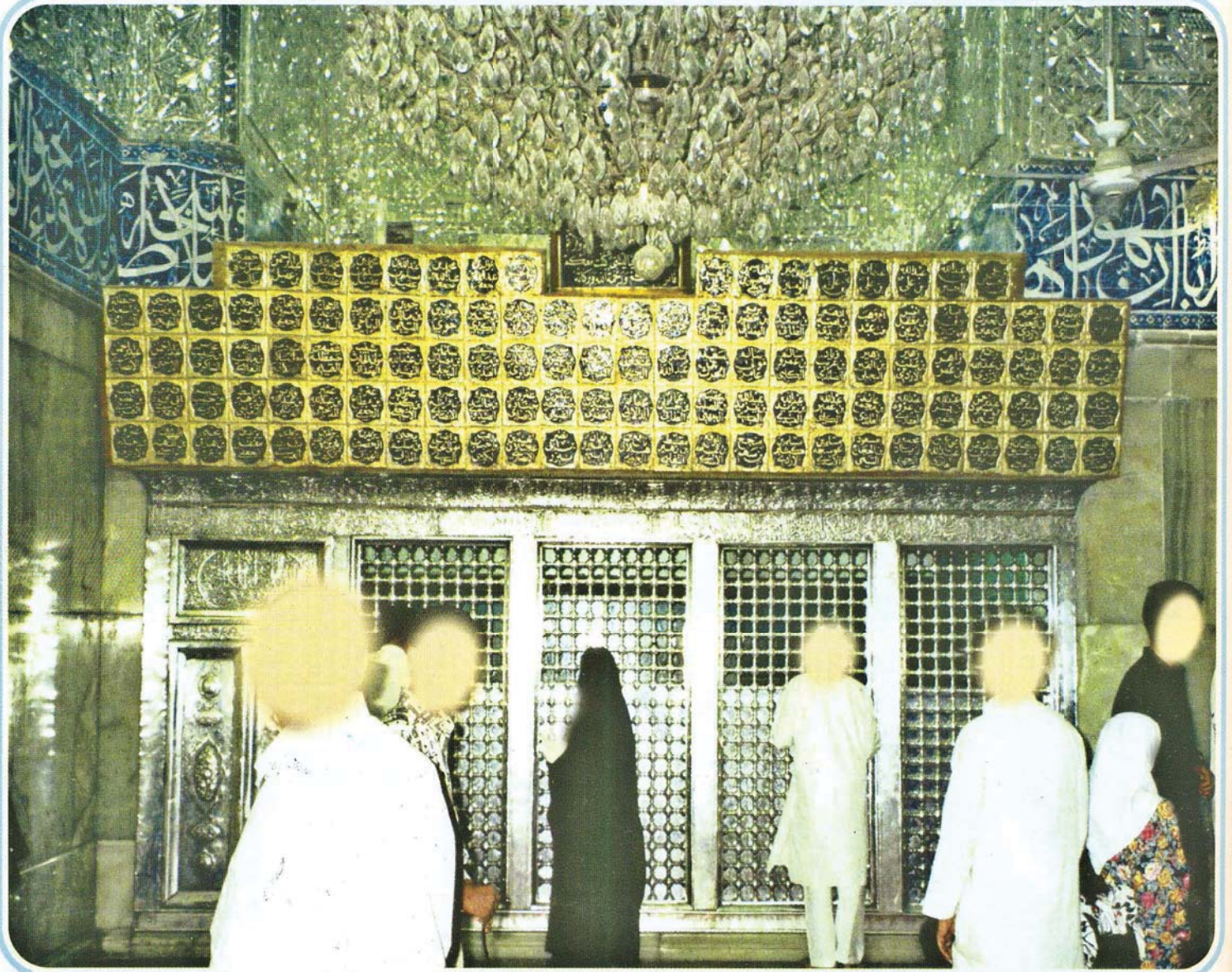
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی جانب ایک مقام جو گنج شہیداں کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔ یہ جگہ ایک حجرے کی مانند ہے جس کا رقبہ 10x15 ہوگا اور جس کے سامنے ایک ضریح نما جالی لگی ہوئی ہے۔ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعزاء واصحاب رحمۃ اللہ علیہم ایک جگہ دفن کئے گئے۔

یہاں ان اختلافی روایات پر بھی غور کیا جائے جو مختلف علماء و محققین نے بیان فرمائی ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعزاء واحباب باصفا کے اسماء گرامی اور انکی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ شہداء کربلا کی تعداد بہتر سے لیکر ایک سوبیس تک بیان کی گئی ہے۔ ابن شہر آشوب اور محمد بن ابی طالب اور صاحب مناقب نے لکھا ہے کہ عدد شہدائے اہل بیت اطہار میں اعتکاف ہے۔ اکثر نے ستائیس نفر لکھا ہے۔ سات شخص اولاد جناب عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں۔

مسجد اموی میں وہ مقام جہاں یزید کا دربار لگا کرتا تھا

زیر نظر تصویر مسجد اموی کے صحن کی ہے۔ سامنے جو گنبد نظر آرہا ہے وہ سید صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کا ہے

قید خانہ اہل بیت

سید صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے کچھ فاصلے پر العمارۃ الجوعانیہ میں ایک مکان ہے جو قید خانہ اہل بیت کے نام سے مشہور ہے۔ اسی مکان میں یزید نے اہل بیت نبوت کے ان افراد کو رکھا تھا جو واقعہ کربلا کے بعد بحیثیت قیدیوں کے لائے گئے تھے۔ اسی مکان میں سیدہ رقیہ بنت سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ اسی مکان میں سیدنا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام عبادت ہے۔ اس مسجد شریف سے باہر بے شمار یادگاریں ہیں۔ اور اس میں تاریخی بازار اور اس کے اندر اور قرب و جوار میں بے شمار مزارات ہیں۔

مسجد اموی کا صحن جہاں یزید کا دربار لگا کرتا تھا

مسجد اموی کے صحن کا منظر جہاں یزید کے سامنے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا گیا تھا

مسجد اموی جہاں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کٹھرے میں کھڑا کیا گیا

مسجد اموی میں وہ جگہ جہاں تخت پر بیٹھا یزید حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کررہا تھا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کی بے ادبی پر آنسو بہا رہی تھیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں نیچے موجود لکڑی کے کٹھرے میں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ بچ جانے والے حضرات قیدی کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

دمشق میں موجود وہ دروازہ جہاں سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں کو بیڑیوں میں باندھ کر یزید کے دربار کی طرف لے جایا گیا۔

دارالامارۃ: جہاں ابن زیاد کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تھا

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں بھی کوفہ کے انتشار پسندوں کا بڑا ہاتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اگر چہ یہ لوگ اظہارِ عقیدت ومحبت کرتے تھے، لیکن ان کو بھی سارے زمانہ خلافت میں عملاً پریشان ہی رکھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے والے بھی یہی لوگ تھے اور پھر انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر سانحہ کربلا کا سبب بھی یہی لوگ بنے۔

اس دارالامارۃ میں کتنے گورنر آئے اور مارے گئے۔ اس کا عبرتناک واقعہ عبدالملک بن عمر لیثی نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان اس دارالامارۃ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے اس امارت میں سب سے پہلے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے ایک پتھر پر رکھا ہوا دیکھا۔ پھر اسی قصر میں عبید اللہ بن زیاد کا کٹا ہوا سر مختار بن عبید ثقفی کے سامنے دیکھا۔ پھر اسی قصر میں مختار کا کٹا ہوا سر مصعب بن عمیر کے سامنے دیکھا، پھر اسی جگہ مصعب بن عمیر کا کٹا ہوا سر آپ کے سامنے دیکھا۔ عبدالملک پر یہ سن کر خوف سا طاری ہو گیا اور وہ یہاں سے منتقل ہو گئے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی بحوالہ جہاں دیدہ)

ابن زیاد کا محل جو مسجد کوفہ کے پیچھے تھا اور اب ایک کھنڈر ہے۔ روایت کے مطابق اسے بنی امیہ نے خود ہی ڈھایا تھا۔ کیونکہ ہر حکمران کے سر یہاں دربار میں لائے جاتے تھے۔ اور ابن زیاد ہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلا سر یہاں لایا اور وہ سر مبارک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

رأس الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وہ مقام جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو دربار یزید میں رکھا گیا تھا (دمشق)۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اسی قید خانے میں دفن ہے۔ وہ پتھر جس پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دربار یزید میں رکھا گیا تھا۔
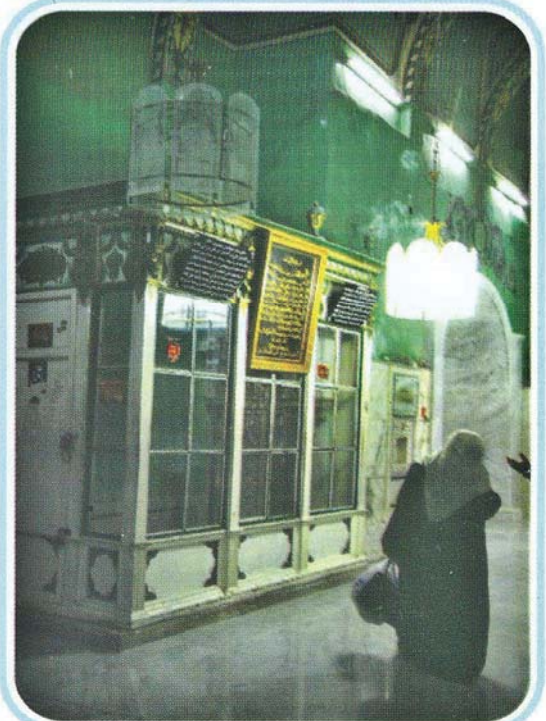
اسی مسجد کے بائیں طرف وہ مقام ہے جہاں شہزادہ کونین سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ انور عہد یزید میں کربلائے معلیٰ سے لاکر رکھا گیا تھا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ سر مبارک وہیں دفن ہے۔ نہایت خوبصورت مقام بشکل تاج بنا ہوا ہے۔ اس کے قریب ہی سیدنا حضرت زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا مصلیٰ ہے جہاں آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھی تھی۔

اس مقام کی ایک جھلک جہاں دربار یزید میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک رکھا گیا تھا

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک کہاں دفن ہے؟

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک کے بارے میں دو شہر والوں کا دعویٰ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک ہمارے یہاں دفن ہے۔ چنانچہ

1. اہل مصر کا کہنا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک مصر کے شہر قاہرہ میں دفن ہے۔
2. جب کہ اہل دمشق کا کہنا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک ہمارے شہر میں دفن ہے۔

اکثر مؤرخین کے نزدیک اہل دمشق کا قول معتبر ہے کیونکہ یزید کا دارالحکومت دمشق میں تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو سب سے پہلے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا اس کے بعد دمشق میں موجود یزید کے دربار میں پیش کیا گیا اور یزید کا دربار مسجد اموی کے صحن میں لگا کرتا تھا اور آج دمشق میں جس جگہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک دفن ہے، وہ مسجد اموی ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یزید نے لوگوں کے لعن طعن سن کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک کو دیکھنے کے بعد اسی مسجد میں دفن کرنے کی اجازت دے دی ہو۔ بعد میں آنے والے حکمرانوں نے اس جگہ جالیاں وغیرہ لگا دی ہوں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ جب کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک کا مصر میں دفن ہونا یہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مصر میں ہونا یہ قول خلاف قیاس بھی ہے

جامع الحسین شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اور یہاں یہ بات مشہور ہے کہ ان کا سرمبارک یہاں مدفون ہے۔ چنانچہ اس مسجد کے اندر ایک مزار بنا ہوا ہے جس پر لوگوں کا اژدھام رہتا ہے۔ لیکن تاریخی طور پر یہ بات مستند نہیں، بظاہر زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک دمشق کی جامع مسجد اموی میں مدفون ہے۔ یہاں کے لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فاطمی حکمران اپنے عہدِ حکومت میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک یہاں لے آئے تھے۔ لیکن مصر کے مستند مؤرخین جو فاطمی دور کے بہت بعد میں ہوئے ہیں، مثلاً علامہ سیوطی رحمہ اللہ اور علامہ مقریزی رحمہ اللہ وغیرہ ایسے کسی واقعے کا ذکر نہیں کرتے۔ نہ انہوں نے جامع الحسین کا کوئی ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت بہت بعد کی پیداوار ہے۔

دمشق کی مسجد اموی میں وہ مقام جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک مدفون ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفون کے اردگرد خوبصورت جالیوں کی تصاویر (دمشق)
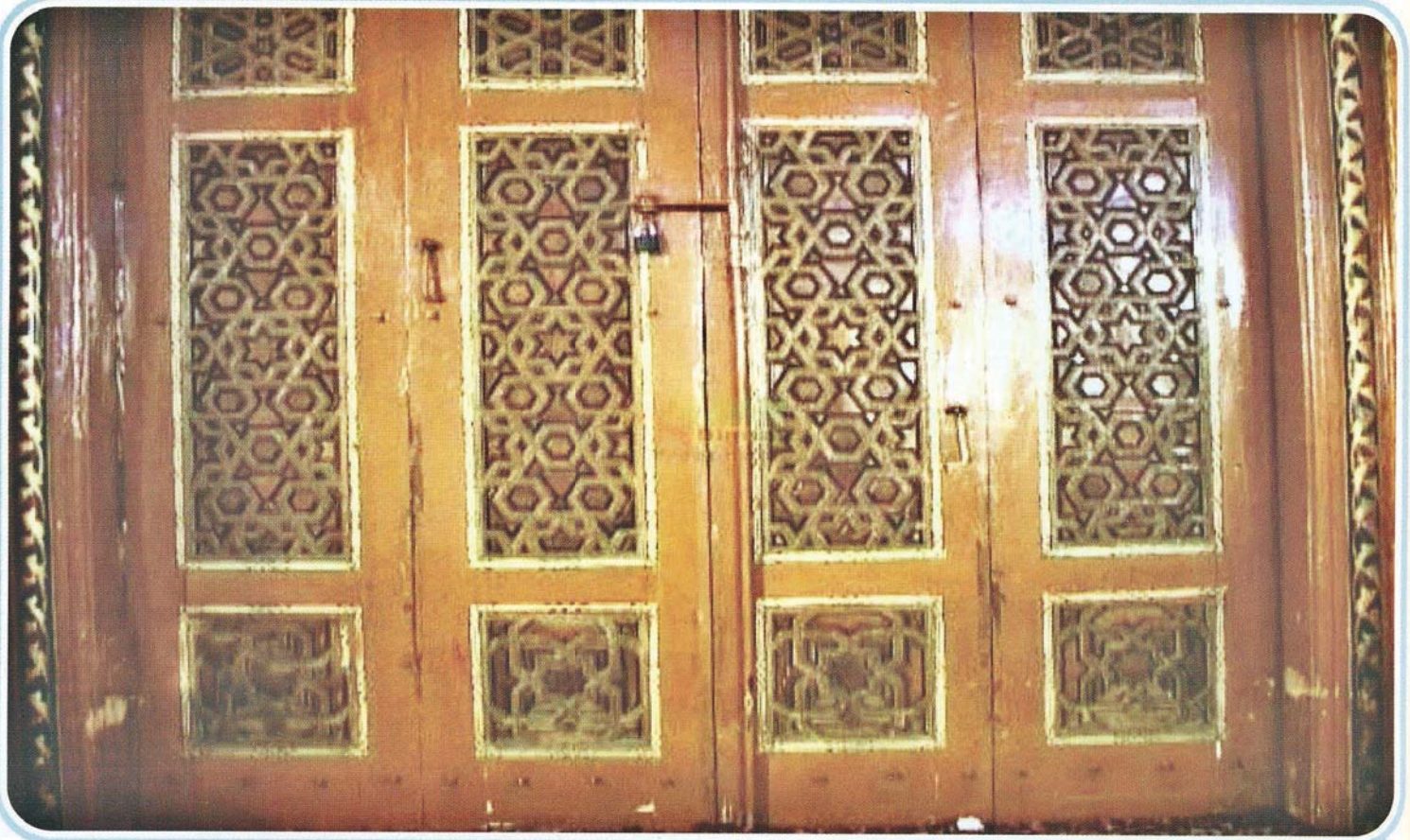
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کے اردگرد خوبصورت جالیوں کا منظر

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کی زیارت کے لئے آنے والوں کا ہجوم تصویر سے عیاں ہوتا ہے
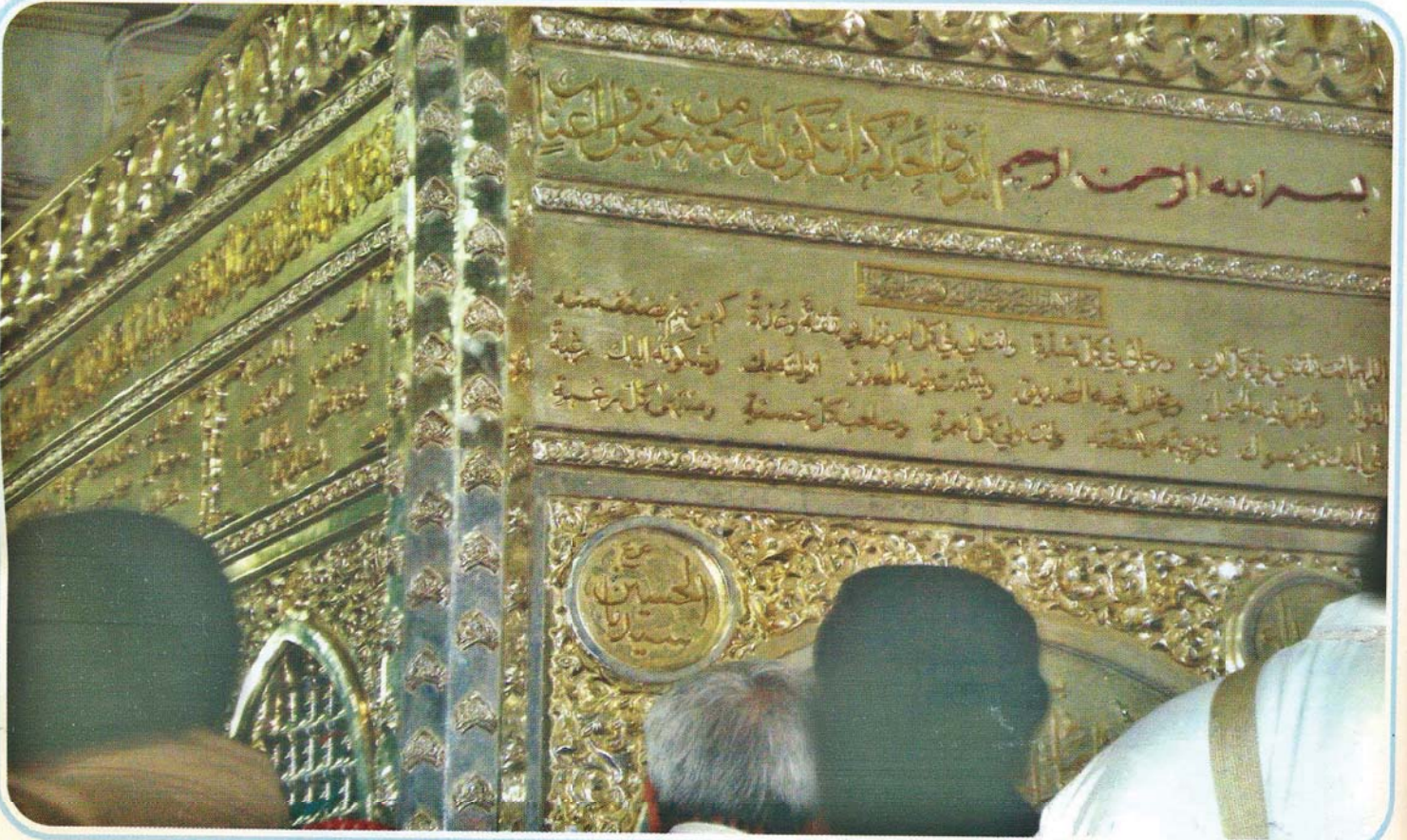
زیر نظر تصویر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مرقد کی ہے
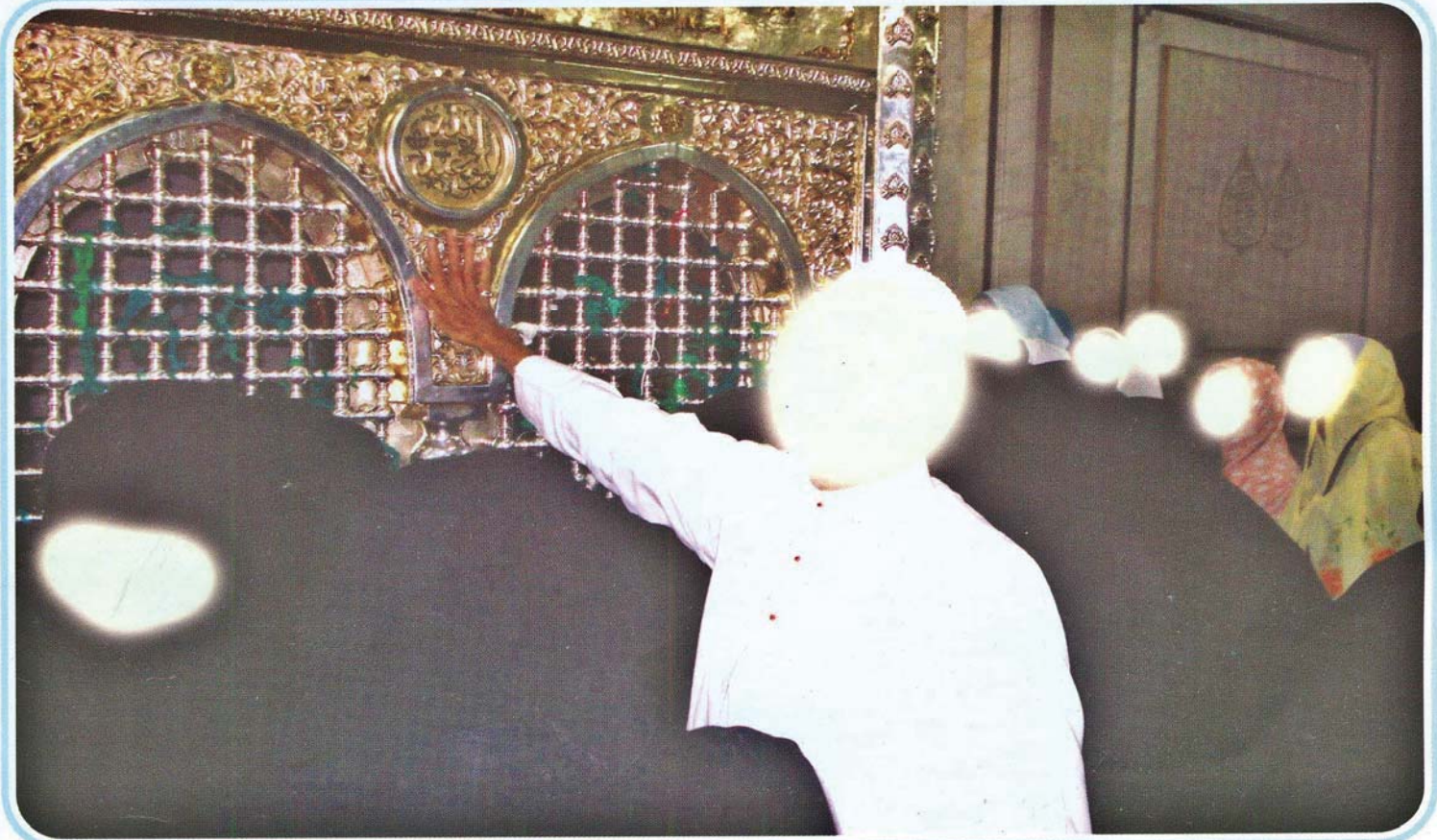
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک کے مرقد کی مختلف زاویوں سے لی گئی تصویر
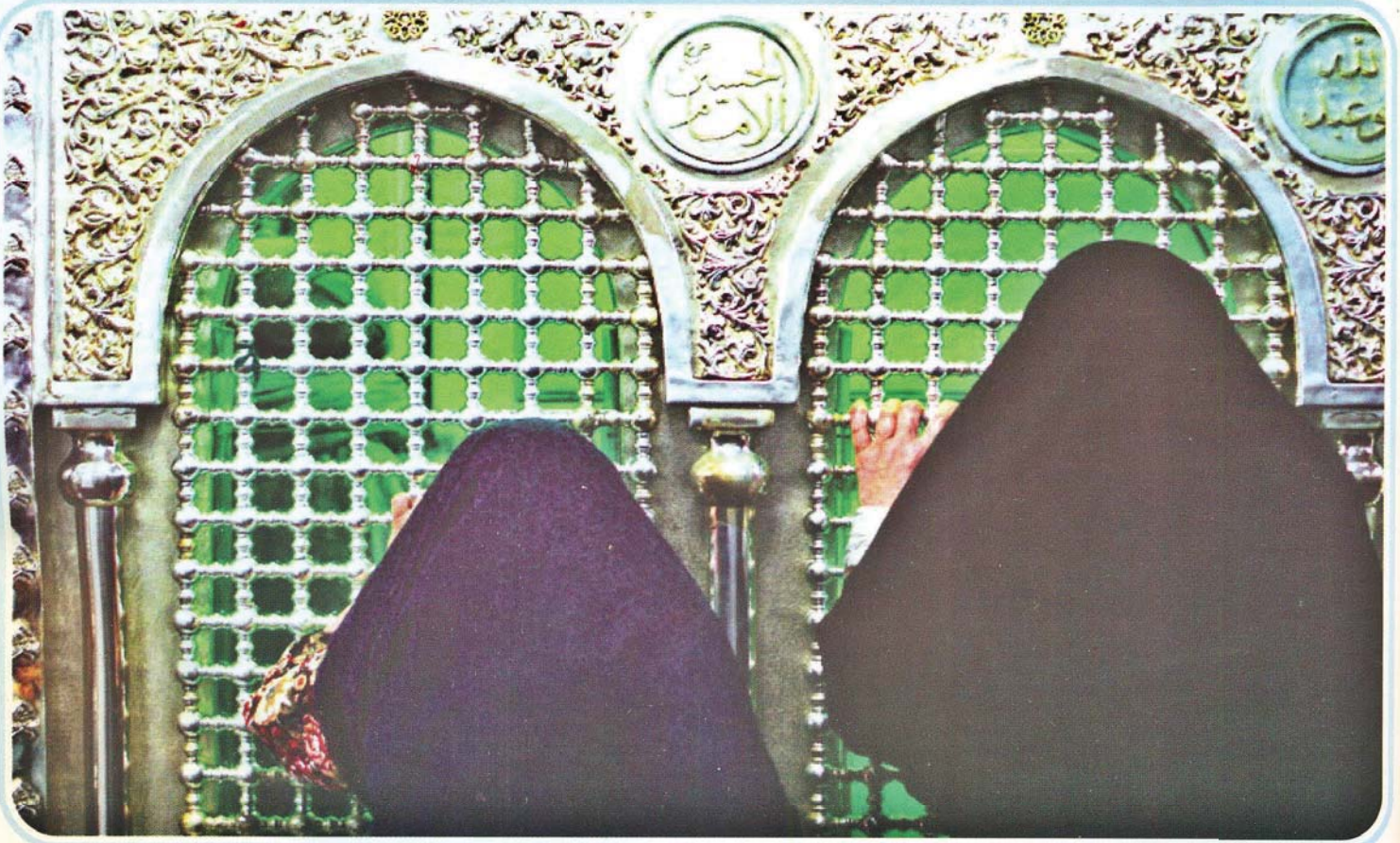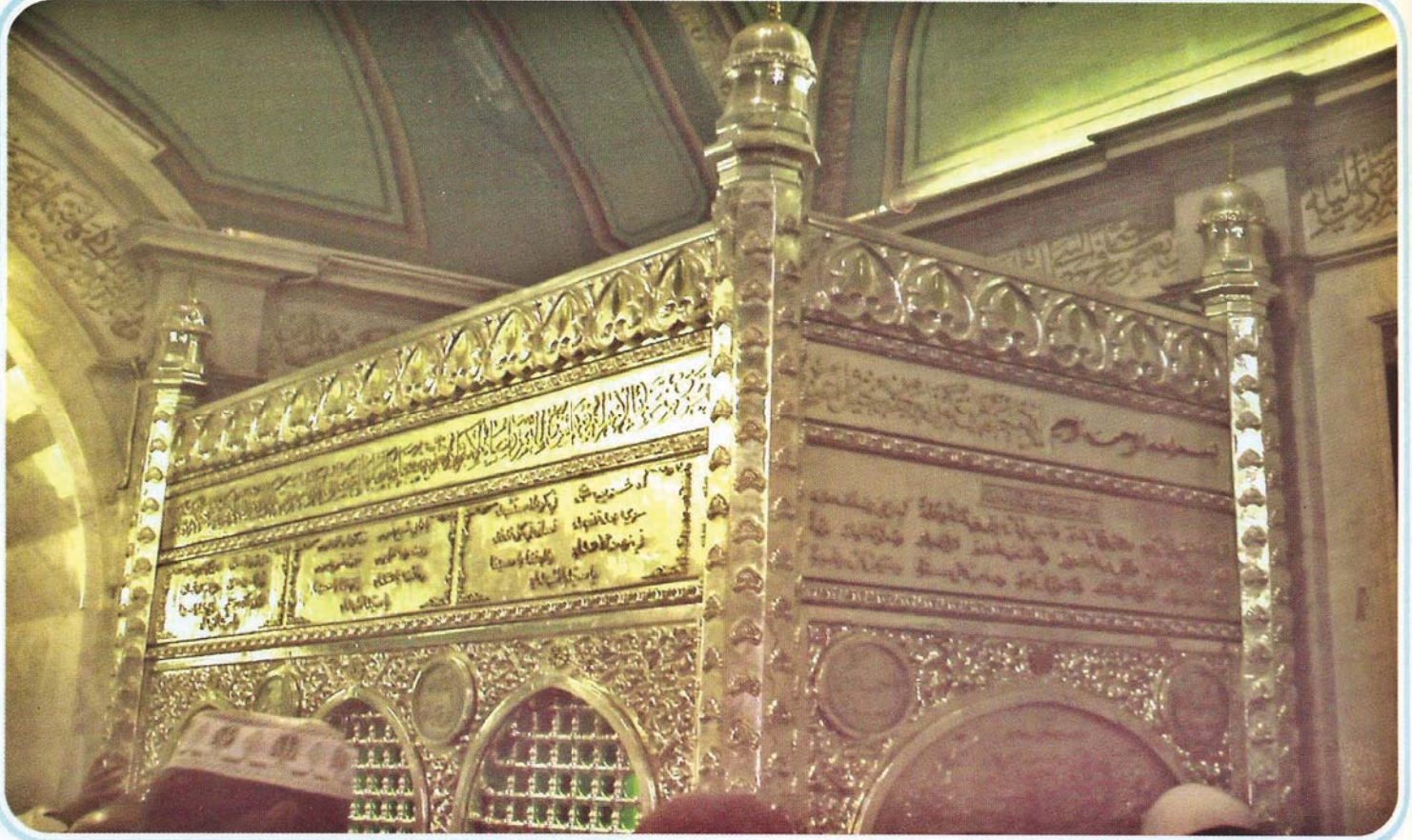
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کی زیارت کرتے ہوئے لوگوں کا ہجوم جو قابل دید ہے
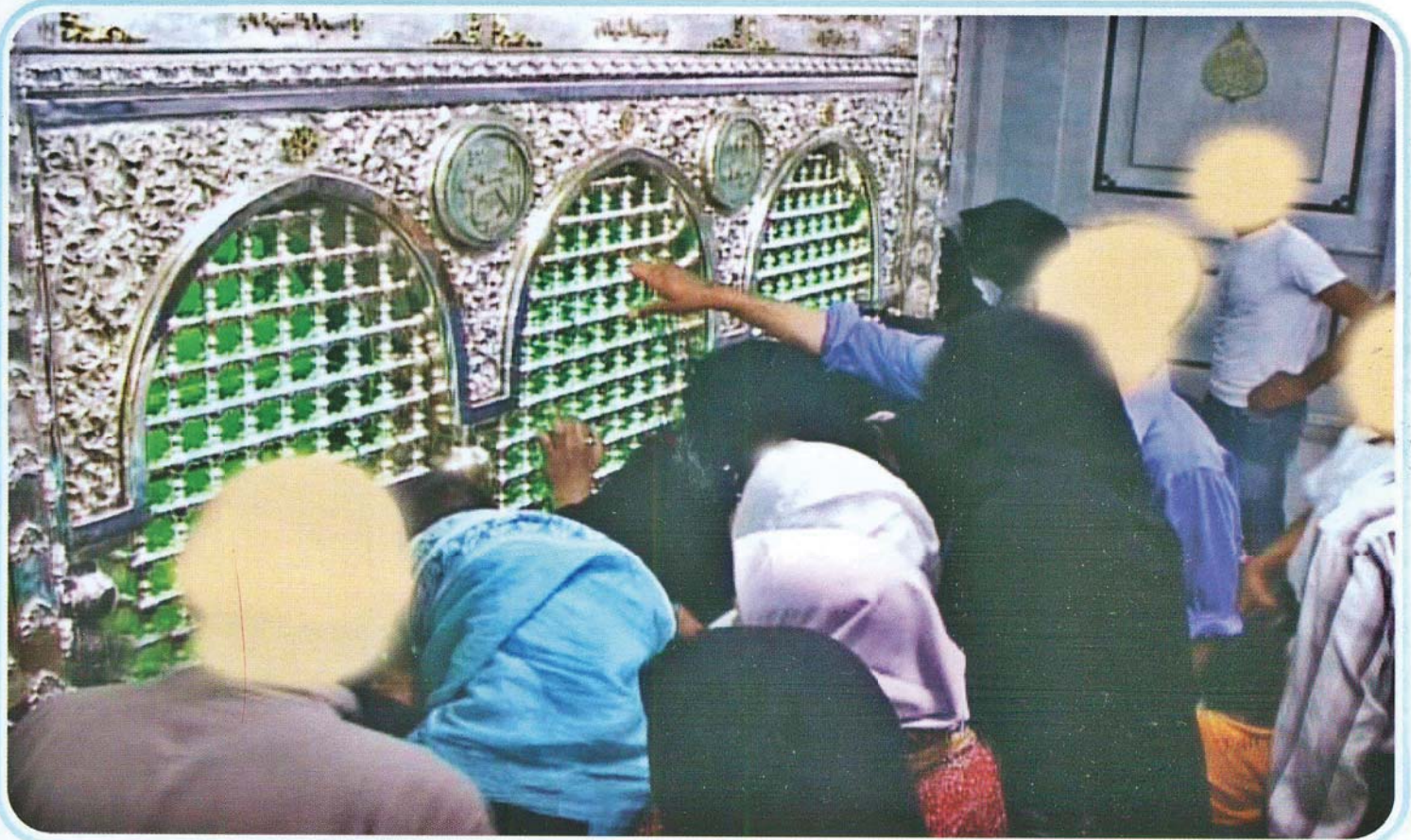
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کی چار مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر
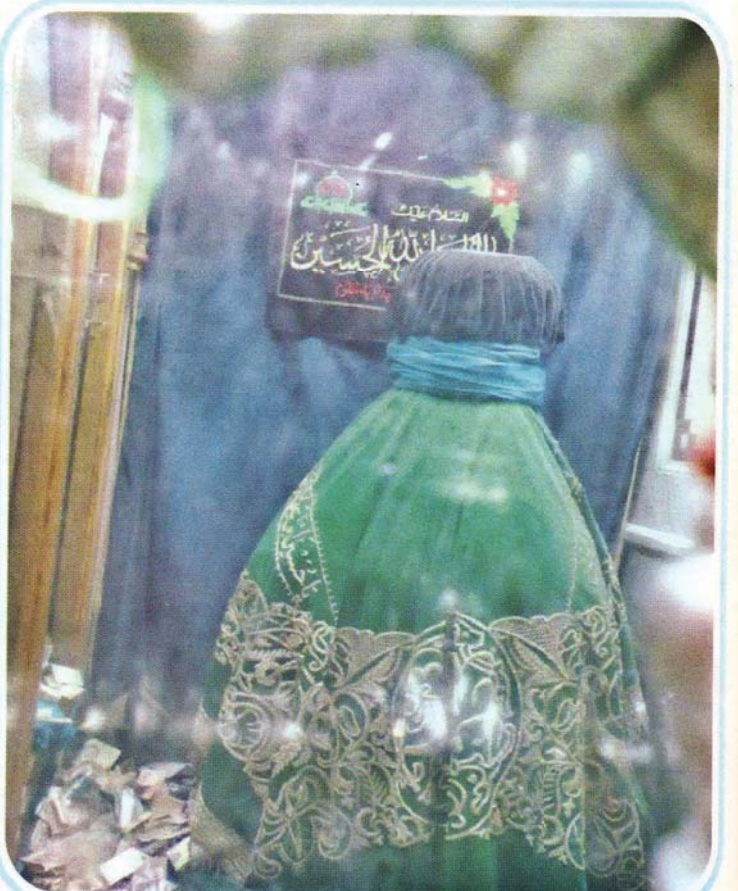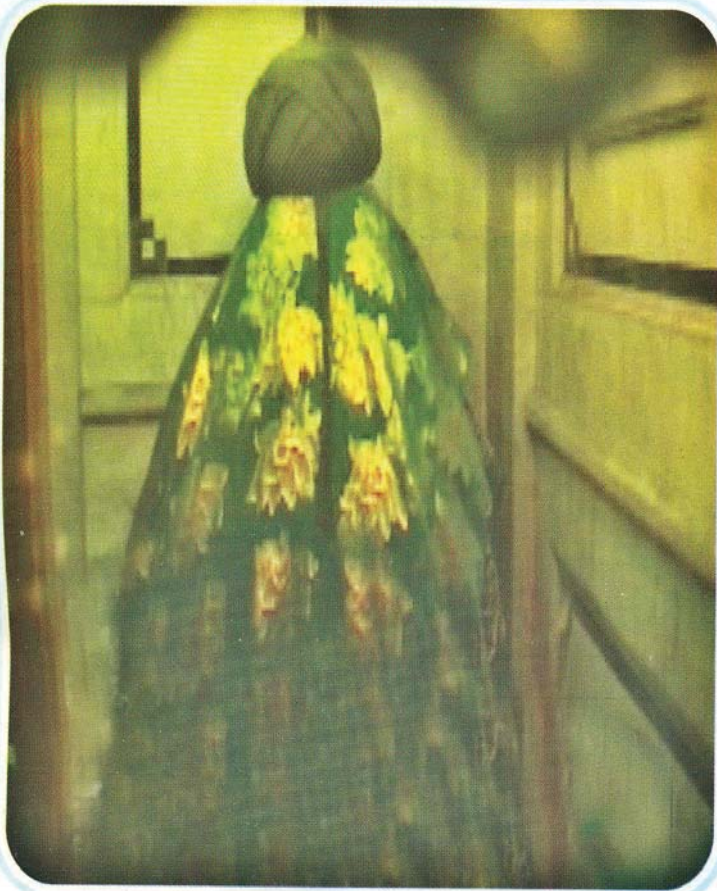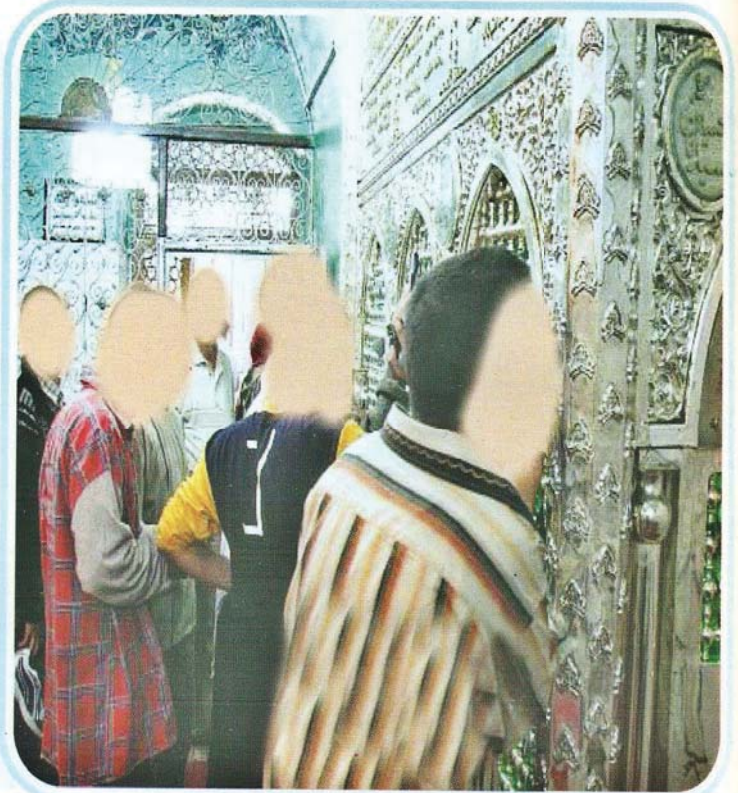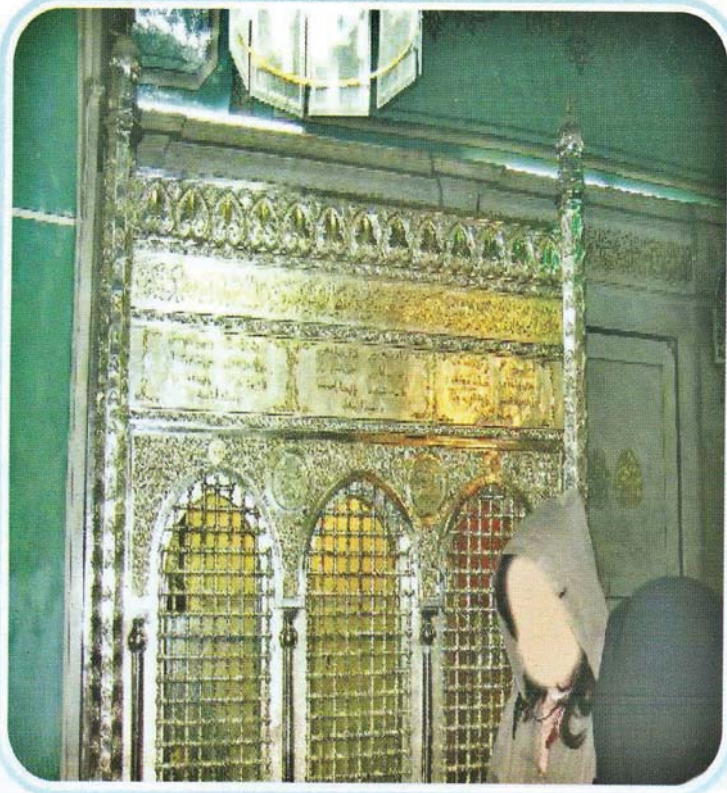
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کے اوپر تاج نما عمامہ نظر آ رہا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن پر لگا ہوا کتبہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کے اوپر لگے کتبہ کی دور سے لی گئی تصویر

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے مدفن پر لگا ہوا ایک کتبہ جس پر ان کا نام مبارک واضح نظر آ رہا ہے

دوسرا قول: مسجد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے (قاہرہ)

جناب یعقوب نظامی صاحب اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ مصر کے شہر قاہرہ میں موجود الازہر نامی شاہراہ عبور کر کے مسجد کی زیارت کی۔ مقامی روایات کے مطابق 1153ء میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک یہاں دفن کیا گیا تھا۔ سر مبارک کو کہاں سے لا کر دفن کیا گیا اس بارے میں مقامی لوگ اور مؤرخ دونوں خاموش ہیں۔ البتہ مزار کے اوپر ایک انتہائی خوبصورت مسجد ہے۔ جو دیکھنے کے قابل ہے۔ واقعہ کربلا 682ء میں پیش آیا تھا۔ یوں 471 سال بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک قاہرہ لا کر دفن کرنے والی بات دل کو بالکل نہیں بھاتی۔

میرے مطالعہ کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے نیزے پر رکھ کر فوجیوں کی نگرانی میں دمشق لایا گیا تھا جہاں یزید تھا۔ ان کے ساتھ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے شہداء کے سر مبارک بھی لائے گئے تھے، جنہیں دمشق میں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا تھا۔ جب کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دمشق کی جامع مسجد میں دفن ہے۔

عظیم ہستیوں کے مزار اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

اسلامی ممالک کی سیاحت کے دوران میں نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی کہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کیلئے ہم نے اپنے عظیم لوگوں کے مزار ایک سے زیادہ جگہوں پر بنا رکھے ہیں۔ لیکن کبھی کسی محقق نے اس کی تردید نہیں کی۔ میں نے نجف اشرف میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی تو اس وقت مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افغانستان میں بنائے ہوئے مزار کی بڑی شدت سے یاد آئی تھی۔ جسے افغانستان کے علاقے مزار شریف میں اسی آن وشان سے بنایا گیا اور لوگوں کی آمد و رفت سے اس مزار کی بدولت پورا علاقہ مزار شریف کے نام سے مشہور ہے۔ ایسے میں ہمارے محققین کیلئے یہ ایک بڑا چیلنج ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس سمت پہلا پتھر کون مارے؟

مولانا محب اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ شعرانی نے طبقات کبریٰ میں تحریر کیا ہے:

حملت رأسه الى مصر ودفنت بالمشهد المشهور بها (23)

''امام عالی مقام کا سر انور مصر منتقل کیا گیا اور مشہور مشہد حسینی میں مدفون ہوا۔''

علامہ شبلنجی نے مصر کے اولین مؤرخ امام مقریزی کی تصنیف خطط کے حوالے سے سر انور کے مصر پہنچنے کی تاریخ 8 جمادی الآخرۃ 548ھ، بروز اتوار بیان کی ہے۔

نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب سر انور عسقلان کے مشہد سے نکالا گیا تو وہ تر و تازہ تھا، ابھی خون خشک نہیں ہوا تھا اور سر انور سے کستوری کی سی مہک آ رہی تھی۔

مصر کی مسجد الحسین (جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر دفن ہے)

مولانا محبّ اللہ صاحب اپنے سفرنامہ مصر میں لکھتے ہیں کہ مشہد حسینی کی مسجد خوبصورت اور فراخ ہے، دمشق کی جامع مسجد اموی کی طرح اس مسجد کی بھی بہت سے ستونوں اور لکڑی کی چھت ہے۔ مسجد الحسین کی محراب پر ایک جانب اسم جلالت اللہ اور دوسری جناب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم درج ہے، محراب کے درمیان:

قدنری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضھا

”بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے رخ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا، تو ہم آپ کو ضرور پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف، جسے آپ پسند کرتے ہیں“۔

مصر میں موجود مزار حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسجد اور درگاہ کا مین گیٹ مشترکہ ہے، اندر داخل ہوں تو دائیں جانب پہلے ایک ہال کمرہ ہے جو دفتر کے انداز میں سجایا گیا ہے، اس سے آگے اسی دیوار قبلہ میں ایک دروازہ ہے، جس پر مخلفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک، ریش مبارک کے موئے مبارک، سرمہ ڈالنے کی سلائی، تلوار، عصا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصحف (جسے بوقت شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاوت فرما رہے تھے) وغیرہ تبرکات محفوظ ہیں۔ یہ کمرہ بھی روضہ کے انداز میں سجایا گیا ہے، روضہ اقدس کے اندر کی جانب بھی اس کا ایک دروازہ ہے، تبرکات والا کمرہ بند رہتا ہے اور خاص مہمانوں کیلئے ہی کھولا جاتا ہے۔ اس سے ذرا آگے اسی دیوار قبلہ کی جانب سیدنا امام عالی مقام کے سر انور کا روضہ مبارک ہے۔ اندر داخل ہونے کے دو دروازے ہیں، دونوں دروازے نہایت خوبصورت ہیں، ان پر نقش ونگار کو پھر سے اجاگر اور مرمت کا کام کیا جا رہا ہے، زیادہ تر افراد پہلے دروازے سے داخل ہوتے ہیں، اس دروازے کے اوپر کی چوکھٹ کے عین وسط میں اسم جلالت اللہ، دائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں جانب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر ہے۔ نچلی سطر میں یہ آیت مبارکہ درج ہے۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

آپ فرما دیجئے میں اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔

روضہ کے عین وسط میں 12x12 فٹ کی اسٹیل کی جالی نصب ہے جو اتنی ہی بلند ہے، باہر کوئی تین فٹ جگہ خالی جگہ چھوڑ کر جنگلہ لگا ہوا ہے، جس کے باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ جالی کے اندر شیشے کی دیوار ہے، جس میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس کا تقریباً چھ فٹ لمبا صندوق نما مزار ہے۔ یہ بکس چاندی اور سونے سے آراستہ ہے۔ روضہ مبارکہ میں قبلہ کی جانب زائرین کیلئے کافی جگہ ہے، جہاں قالین بچھے ہیں۔
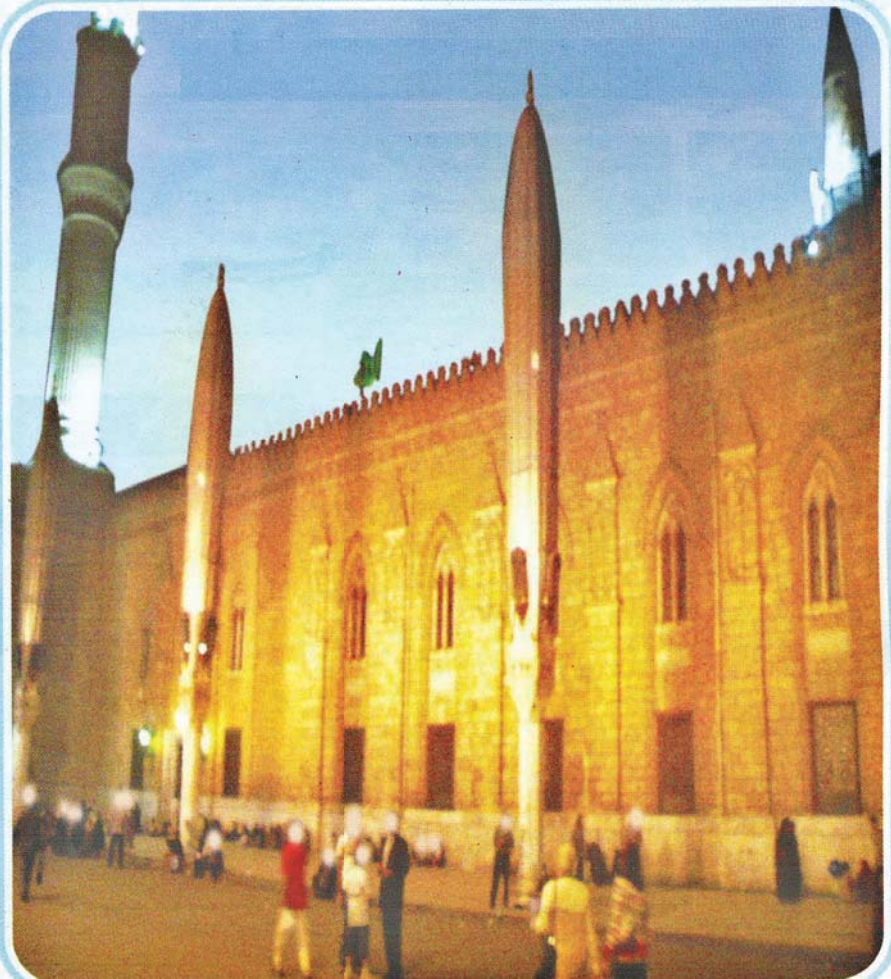
مسجد الحسینی کے سامنے کھجور کے درختوں کی ایک خوبصورت قطار
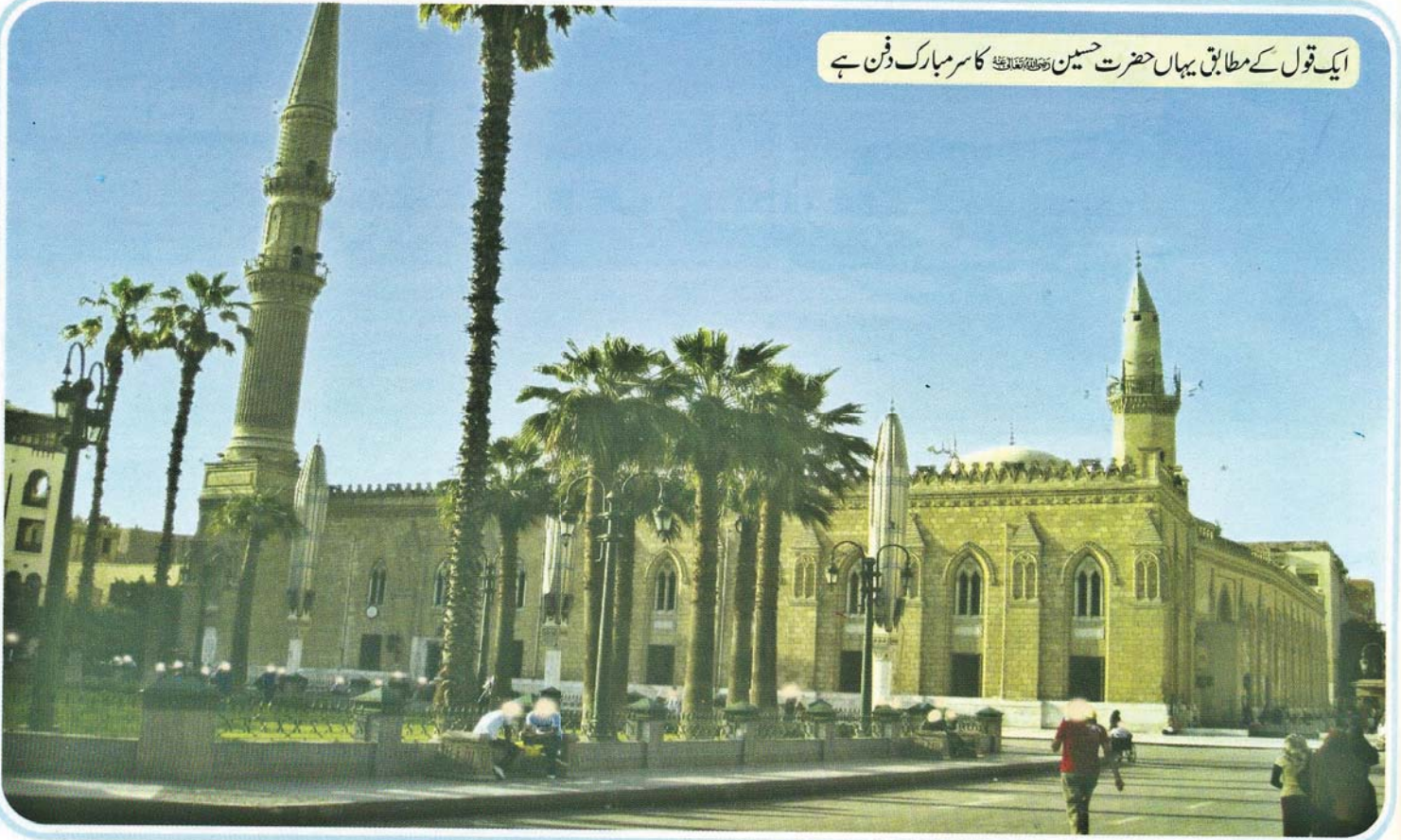
ایک قول کے مطابق یہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے
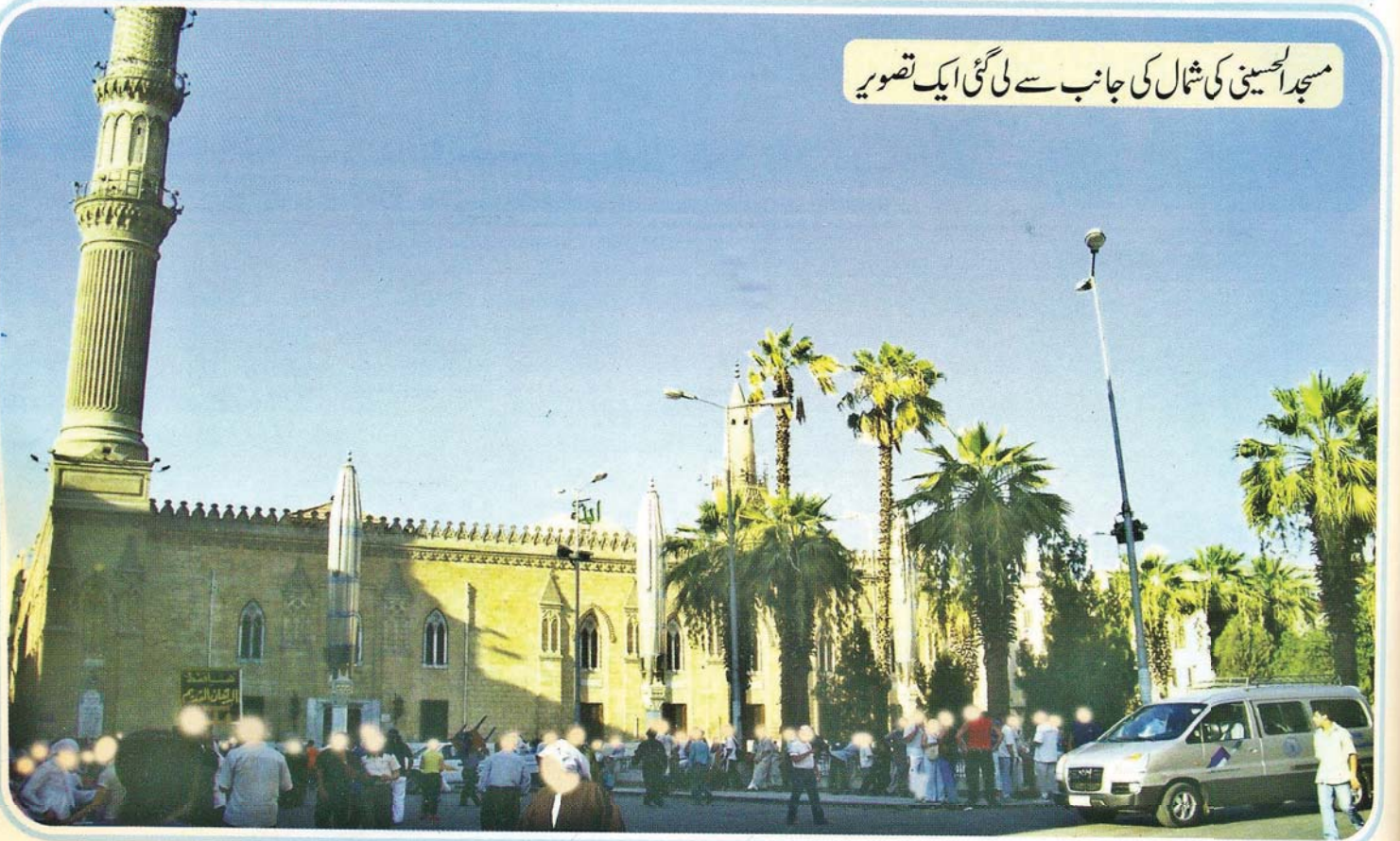
مسجد الحسینی کی شمال کی جانب سے لی گئی ایک تصویر

رات کے وقت مسجد الحسینی کی لی گئی ایک تصویر
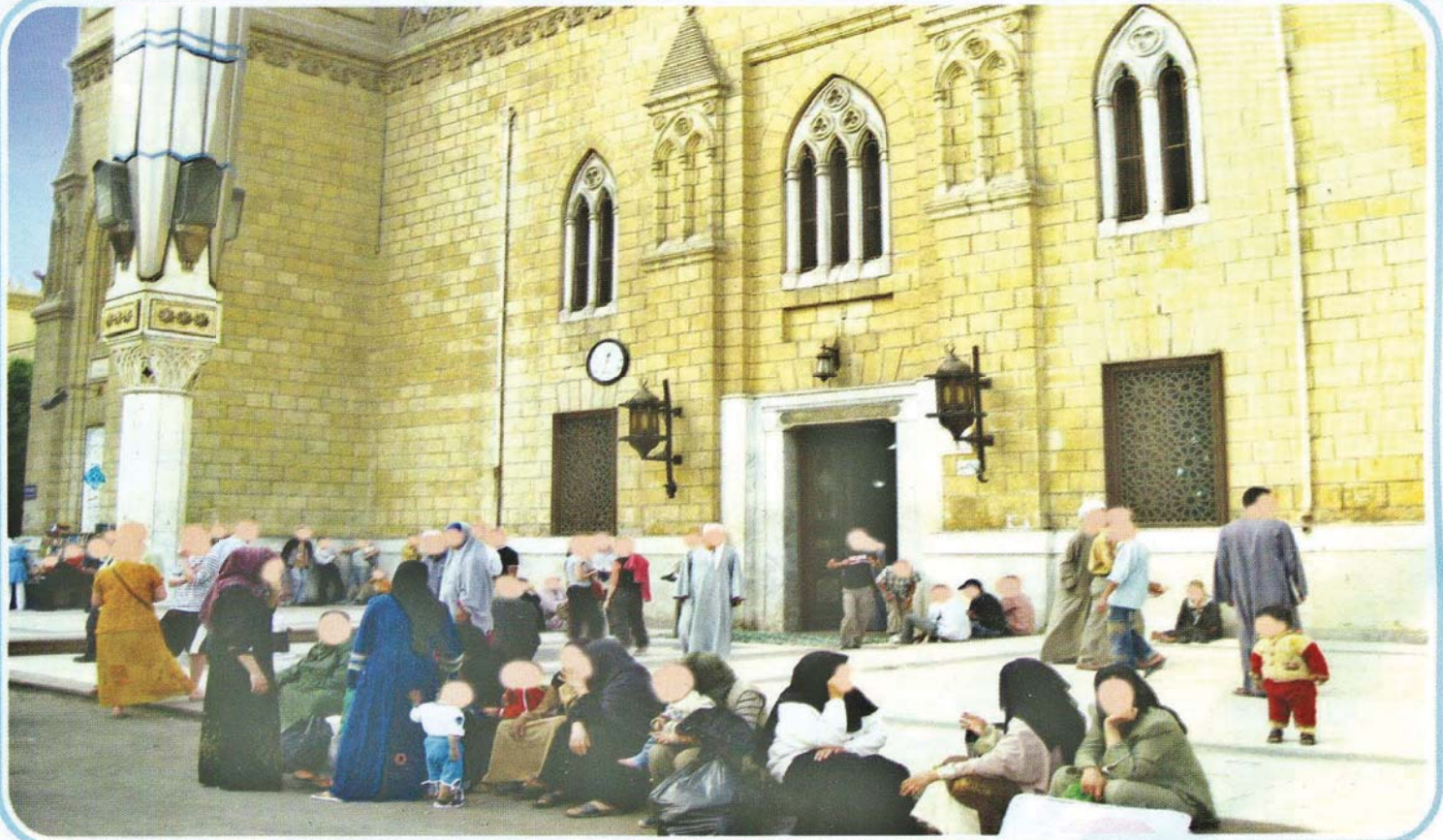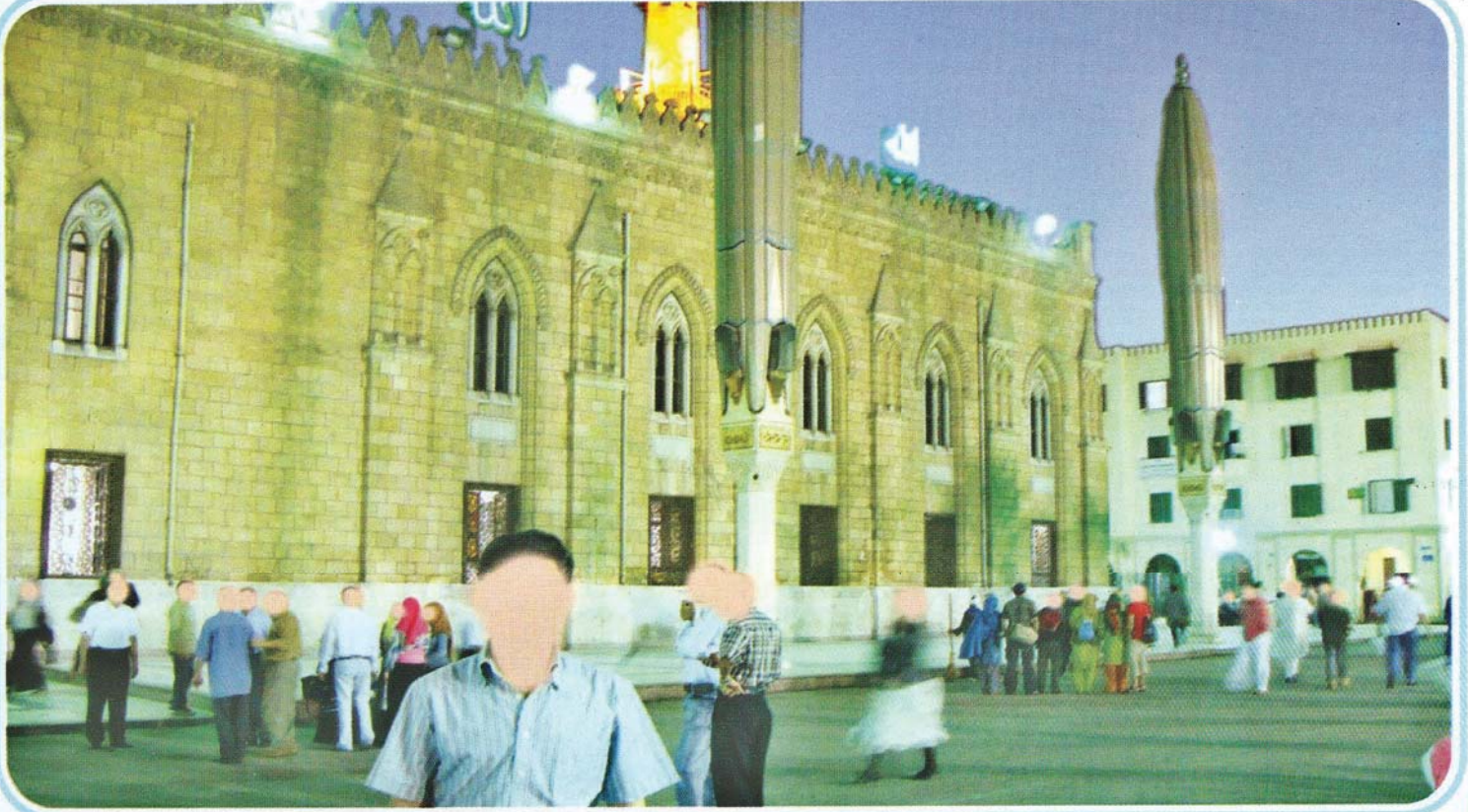
مسجد الحسینی کے باہر زائرین ومعتقدین کا رش لگا ہوا ہے

مسجد الحسینی کی ایک تصویر جو شام کے وقت لی گئی

مسجد الحسینی کی دور سے لی گئی ایک تصویر

مسجد الحسینی کا اندرونی منظر
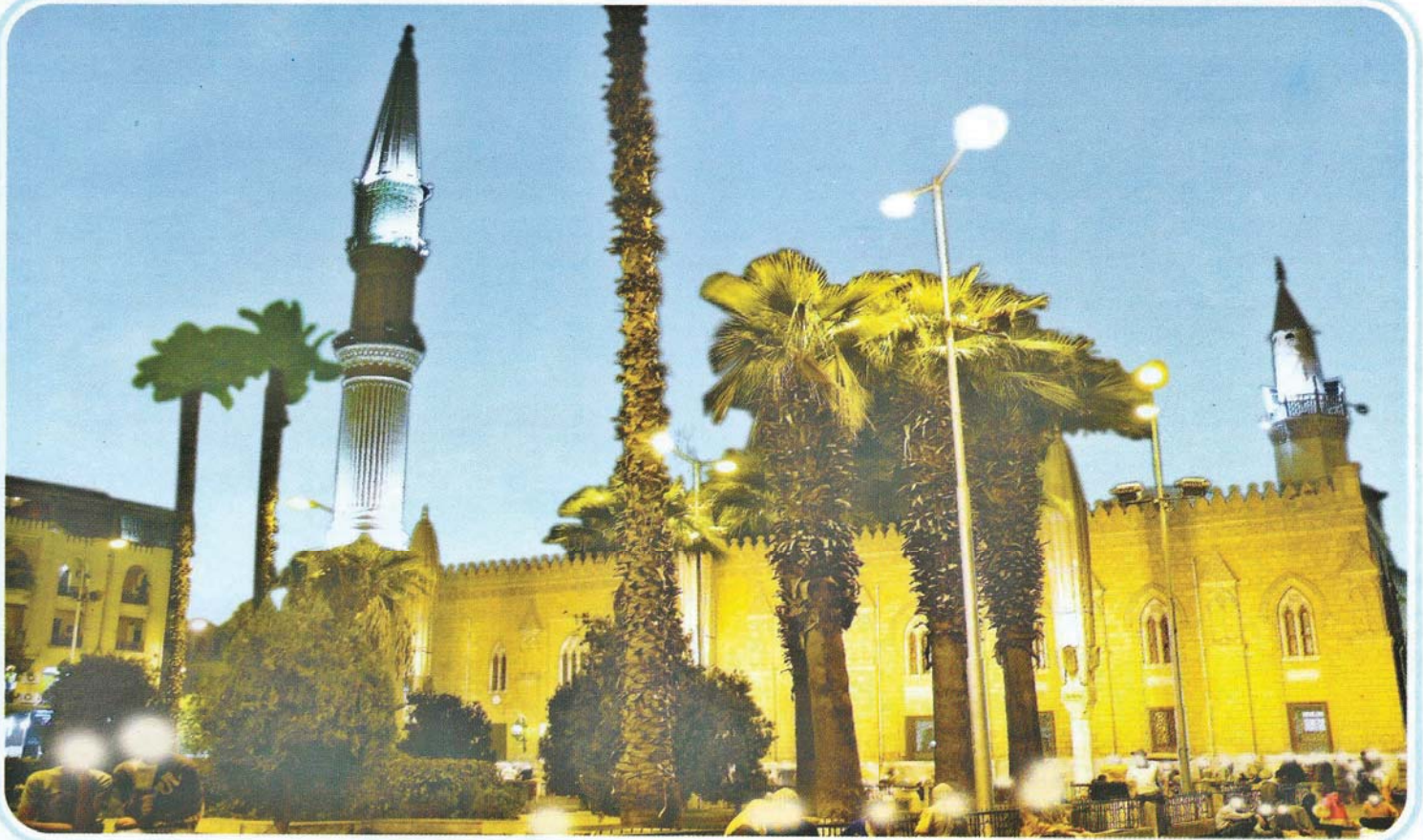
مسجد الحسینی کے اندرونی مناظر

مسجد حسینی کا منبر

مسجد حسینی کا خوبصورت دروازہ

مسجد الحسینی کا اندرونی منظر جہاں زائرین کا رش لگا ہوا ہے
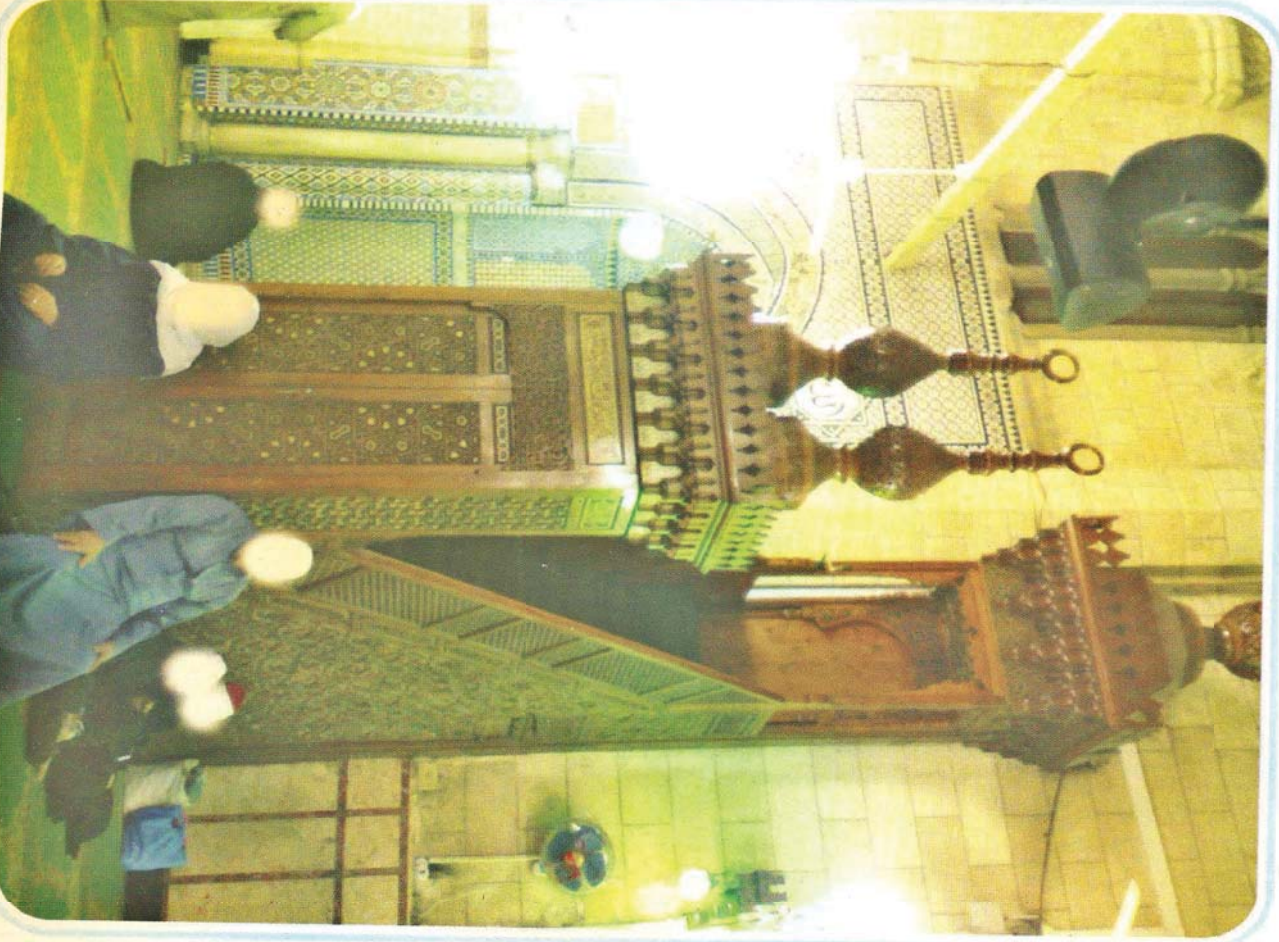
مسجد حسینی کا اندرونی منظر

مسجد حسینی میں وہ جگہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک کا دفن ہے